

مسند عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

تالیف: امام ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان باغندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 312ھ)

تحقیق وتخریج: ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ

فوائد: مولانا عبد التواب محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح: حافظ محمد فہد حفظہ اللہ — نظرثانی: پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر حفظہ اللہ

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

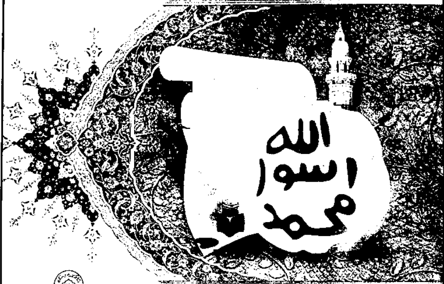


انصار السنہ
پبلیکیشنز۔لاہور



مسند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

تالیف: امام ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان باغندی رحمہ اللہ (المتوفی 312ھ)





انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

تحقیق وتخریج
ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

فوائد
مولانا عبدالتواب محدث ملتانی رحمہ اللہ

ترجمہ وتشریح: حافظ محمد فہد حفظہ اللہ
نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر حفظہ اللہ

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اسلامی اکادمی 17-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37357587

نام کتاب: مسند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

امام ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان باغندی

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ — مولانا عبدالتواب محدث ملتانی رحمہ اللہ

حافظ محمد فہد حفظہ اللہ — پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر حفظہ اللہ

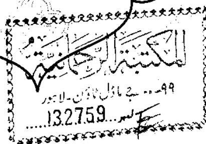
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی — محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

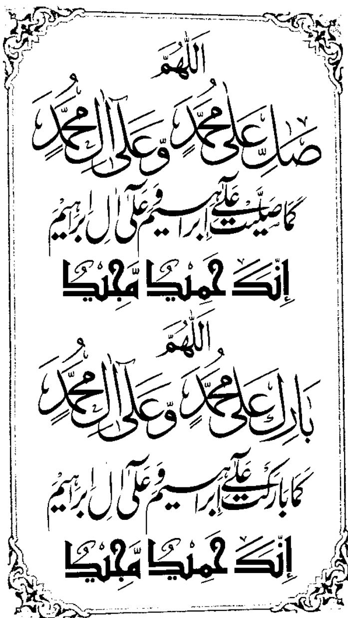
اسلامی اکادمی ۱۷-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@gmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

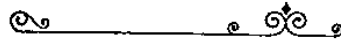




شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے


اللّٰھمّ
صلّ علیٰ محمدٍ وّعلیٰ آلِ محمدٍ
کما صلّیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آلِ ابراہیم
إنّک حمیدٌ مّجیدٌ
اللّٰھمّ
بارک علیٰ محمدٍ وّعلیٰ آلِ محمدٍ
کما بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آلِ ابراہیم
إنّک حمیدٌ مّجیدٌ

فہرست





بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعد!

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ، مکمل دین ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ: ۳)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت پوری کر دی، اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔"

اسلام دینِ فطرت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الروم: ۳۰)

"پس (اے میرے نبی!) آپ یکسو ہو کر دین اسلام پر قائم رہیے، یہ اللہ کا وہ دینِ فطرت ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے، یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔"

اسلام کی جملہ جزئیات اور تفصیلات قرآن مجید اور احادیث رسول میں موجود ہیں۔ حدیث قرآن مجید کی تشریح وتفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اللہ کی طرف سے امر ونہی اور تحلیل وتحریم صرف یہی نہیں جو صرف قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ بلکہ وہ سب ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حرام یا حلال قرار دیا۔

﴿ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

"وہ (رسول) لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور اُن کے لیے پاکیزہ



چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور اُن بار ہائے گراں اور بندشوں کو ان سے ہٹاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے جکڑے ہوئے تھے۔''

اس طرح وہ تمام اقدامات جو قرآن کی تفسیر یا قرآن سے زائد تشریح کے لیے کیے گئے ہیں ان کی حیثیت منزل من اللہ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کتاب اللہ کی مقتضیات کی عملی تشریح وتعبیر تھی۔

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾ (النحل : ٤٤)

''اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر تمہاری طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دیں اس تعلیم کو جو ان کی طرف اُتاری گئی۔''

خود حضور ﷺ پر وحی کی ابتدا حدیث کی تنزیل سے ہوئی اور آپ کی حیاتِ مبارکہ میں جبریل علیہ السلام سے آخری مکالمہ بھی حدیث کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ اس ضمن میں قرآنِ مجید کی اس آیت مبارکہ پر توجہ مطلوب ہے:

﴿اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ﴾

(النساء : ١٦٣)

''بے شک ہم نے آپ پر وحی اتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اتاری تھی، اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔''

تمام انبیاء علیہم السلام کو جس کے ذریعے سے ہدایت کا پیغام اور احکامات عطا کیے گئے، وہ سب وحی کے علاوہ کچھ اور نہ تھے، بیسیوں روایات میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے:

((تَسْمَعُوْنَ مِنِّیْ وَیُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَیُسْمَعُ مِمَّنْ یَسْمَعُ مِنْكُمْ .)) ❶

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے۔ اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلٰی مَنْ لَمْ یَسْمَعْهَا .)) ❷

❶ سنن ابوداؤد، كتاب العلم، رقم: ٣٦٥٩، سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ١٧٨٤ .
❷ شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ٢٠، موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ١/ ٣٧١ـ وقال: هذا الحديث صحيح المتن.

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔''

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا فرمائی گئی جو آپ علیہ السلام کی حدیث کی حفاظت کرتے اور ضبط میں رکھتے اور پوری صحت اور اتقان کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے۔ حفاظت حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث ونشر حدیث آپ علیہ السلام کی رضا اور دلی چاہت ہے۔

﴿وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبة: ٦٢)

''اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔''

"مسند عمر بن عبد العزیز" کا ترجمہ اور احادیث کی علمی توضیح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے خوبصورت انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے فاضل دوست حافظ محمد فہد حفظہ اللہ (آف منڈی بہاؤ الدین) کو جنہوں نے اس عظیم کتاب کا سلیس ترجمہ ترجمانی کی صورت میں کر دیا تاکہ عربی زبان سے ناواقف لوگ اس سے کامل طور پر مستفید ہوسکیں، مزید برآں علمی تخریج اور مفید حواشی نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں، اور حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کا علمی مقدمہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے۔ محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر حفظہ اللہ نے دن رات کی اَن تھک محنت سے اس پر نظر ثانی، تصحیح وتنقیح کا فریضہ انجام دیا۔

یہاں پر ہم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے شکر گزار ہیں جن کی کاوش سے یہ کام پایا تکمیل کو پہنچا۔ اور ایسے ہی ہم اپنے مربی اور عصر حاضر کی بہت بڑی شخصیت فضیلۃ الشیخ علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں، ان کی ترغیب، تشجیع اور اشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آ رہی ہیں اور ساتھ میں علمی و اصلاحی تقریظ تحریر کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کثر اللہ أمثاله فی العالم۔

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، ماسٹر الطاف، محمد عرفان، مشتاق احمد، وحید احمد، اختر علی، شوکت حیات، عندلیب شوکت۔ اور ادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب

حدیث کا کام جاری و ساری ہے۔

جناب ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی اور محمد سلیم جلالی ﷾ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکل منصور احمد ﷾ کو دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ ہم مَــنْ لَا یَشْــكُــرُ النَّاسَ لَا یَشْكُرُ اللّٰه کے تحت ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے احسان مند بھی ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایسے حالات میں کتب حدیث کی اشاعت کرکے ہماری حوصلہ افزائی کی کہ جب ہم ہر طرف سے شکستہ دل لے کر مایوس ہو چکے تھے۔

آخر میں چوہدری شہزاد وحید صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری گردانتے ہیں جنھوں نے مسند عمر بن عبد العزیز کے مصارف ترجمہ، تخریج اور شرح کو برداشت کیا، اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص وللّٰہیت میں برکت عنایت فرمائے۔ دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے اور اس کتاب کو چوہدری شہزاد وحید صاحب کی والدہ مرحومہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

جناب ابوحفص محمد حسن خان صاحب اور ان کے ادارہ کے معاونین نے دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی، اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کردے، ادارہ کو تاروزِ قیامت باقی رکھے۔ تا کہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جاسکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور



تقریظ

الحمد للّٰه والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰه، وبعد!

اللہ تعالیٰ کے ہم ناتواں بندوں پر بے پناہ احسانات ہیں، جنہیں بموجب قولہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل: ۱۸) احاطۂ شمار میں لانا ہرگز ممکن نہیں، تمام سمندروں کی روشنائیاں اور درختوں کے قلم لکھتے لکھتے ختم ہوجائیں گے، لیکن اللہ رب العزت کی نعم عظیمہ اور آلائے متتالیہ کا شمار مکمل نہیں ہو سکے گا۔

ان احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ اس نے خود ہی ہماری شریعت بنائی اور ہمیں عطا فرمائی، شریعت سازی کا معاملہ ہماری ناقص عقلوں پر نہیں چھوڑا بلکہ خود بنا کر قرآن وحدیث کی صورت میں اپنے نبی برحق، اکرم الخلائق، سیّد ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے سے مکمل طور پر ہم تک پہنچا دی۔

دوسرا احسان یہ فرمایا کہ اس شریعت مطہرہ کو انتہائی آسان اور سہل رکھا، ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸) اور "الدین یسر" سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ مزید برآں اس آسان دین پر چلنے کی آسانی بھی بتوفیقہ مرحمت فرمادی، کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى﴾ (اللیل: ۷) ﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى﴾ (الاعلیٰ: ۸)

رسول اللہ ﷺ کو منجانب اللہ یہ توفیق بھی مہیا ہوئی کہ آپ اس دنیا فانی سے تشریف لے جانے سے قبل دین کو مکمل طور پر نکھار اور روشن فرما چکے تھے: "تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ" رات اور دن کے فرق کی مانند، حق و باطل کے مابین ایک حد فاصل قائم فرما چکے تھے، اس دین میں کوئی خفاء یا غموض و ابہام نہیں ہے، ہر چیز انتہائی نکھری ہوئی موجود ہے۔ فللّٰه الحمد والمنّة۔

اللہ رب العزت کا ایک احسانِ عظیم یہ بھی ہے کہ اس نے اس دین کی قیامت تک کے لیے حفاظت کا وعدہ فرمالیا، بلکہ یہ حفاظت اپنے ذمہ لے لی:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾ (الحجر: ۹)

ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارا دین قیامت تک محفوظ و متمیز رہے گا، ایسا نکھرا ہوا کہ ملحدین و مبطلین کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے بالکل پاک اور صاف اور ان کے وارد کردہ مغالطات و شبہات سے قطعی محفوظ و سالم۔



حفاظت دین کے لیے اللہ تعالی کے پاس بے شمار راستے ہیں، مختلف طاقتوں کی صورت میں اَن گنت لشکر ہیں، جن کا علم اسی کے پاس ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ (المدثر : ٣١)

اللہ تعالی کے ان لشکریوں اور سپاہیوں میں ایک انتہائی اہم اور قابل ذکر جتھا علمائے ربانیین کا ہے، جنہیں راسخون فی العلم اور وارثانِ علومِ نبوت ہونے کا شرف حاصل ہے، جو اپنی اعمار اور نفائس و انفاس کو رسول کریم ﷺ کی وراثت (قرآن و حدیث) کو سمیٹنے میں صرف کرتے ہیں اور اس عظیم مقصد کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں، انہیں دنیاوی مال و منال اور مناصب و مفاوض کی نہ تو کوئی تمنا ہوتی ہے اور نہ وہ کسی قسم کی بے فائدہ سعی اور مسابقت ہی میں اپنی جانیں کھپاتے ہیں۔

ان کی زندگی کے مقاصد جلیلہ اور اہداف نبیلہ میں سرفہرست رسول کریم ﷺ کے اس عظیم ورثے کی تطہیر و تنزیہ شامل ہے۔ دین حق میں کسی بدعت یا الحاد کے ادنیٰ سے عنصر کا تدخل بھی ان کے ناقابل برداشت ہے۔

حکمتِ الٰہیہ اس امر کی متقاضی ہے کہ علماءِ ربانیین و راسخین کی یہ جماعت ہر دور اور ہر مقام پر موجود رہی جو اہل باطل اور اہل الحاد کی بروقت گردن دبوچ سکے اور شریعت مطہرہ کو ان کے دسائس سے پاک صاف رکھ سکے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کو یہ خواب دکھایا گیا کہ وہ ایک پنکھے سے امام الانبیاء و الاصفیاء ﷺ کو ہوا بھی پہنچا رہے ہیں اور موذی جانوروں کو بھی ہٹا رہے ہیں، جس کی تعبیر واضح تھی کہ آپ نبی ﷺ کے اس بابرکت دین کو ان موذی کیڑوں مکوڑوں سے محفوظ بنانے کی سعی فرماتے رہیں گے، جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انتہائی کامیاب رہے گی، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کی جملہ کتب اسی حقیقت کی آئینہ دار ہیں اور صحیح بخاری کا تو ایک ایک ترجمۃ الباب (عنوان) کسی نہ کسی گمراہ فرقے پر ضرب کاری لگا رہا ہے۔ قدّس الله روحه ورفع درجته في أعلى علّيين.

امام بخاری رحمہ اللہ کے دور سے قبل بھی اور بعد بھی علمائے حق کی جماعتیں اسی فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہیں، اس عظیم خدمت کی ادائیگی جماعت اہل حدیث کا ایک نمایاں وصف ہے، ایک ایسا کارنامہ جو اہل الحدیث کا تمیز بھی ہے اور مایۂ صد افتخار بھی۔ ایک یہودی منافق عبد اللہ بن سبا کے دیے ہوئے غلیظ اور خبیث انڈوں سے بہت سے چوزے برآمد ہو چکے تھے۔ کوئی جہمیہ کے روپ میں تو کوئی مشبّہ کی شکل میں تھا، کسی کا تعلق معتزلہ سے تھا تو کسی کا متکلمین سے، کوئی قدریہ کے نام سے تو کوئی جبریہ کے نام سے میدان میں اتر چکا تھا، خوارج و روافض بھی دین حق پر اپنے مسموم تیر برسانے میں مصروف عمل ہو چکے تھے۔

ان تمام فرق و احزاب کے طوفانِ بدتمیزی کے آگے بند باندھنے والے محدثین ہی تھے، یعنی اہل الحدیث کی وہ جماعت جن کے تا قیامِ قیامت موجود رہنے کی رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی، تاکہ دفاعِ دین کا سلسلہ

قیامت تک قائم رہے، یہ عجالہ تفصیل کا متحمل نہیں ہے، ورنہ اہل الحدیث کی زریں تاریخ سینکڑوں مثالیں پیش کر سکتی ہے جو باطل کی سرکوبی اور دین کے دفاع پر منتج دکھائی دیں گی۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء .

ماضی قریب میں بہت سے اعیان واکابر موجود رہے جن میں محدثین کا یہ منہج بدرجہ اتم موجود رہا، اُدھر باطل نے کوئی خامہ فرسائی کی، اِدھر ان کا قلم سیال، ناطق حق بن کر حرکت میں آ گیا اور ان کے شبہات کے بیت عنکبوت کو تار تار کر دیا۔

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اور محدث دیارِ سندھ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے نام قابل ذکر ہیں، مزید برآں مجاہد ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی تحریری وتقریری محنتیں اور کاوشیں کون فراموش کر سکتا ہے، ان کی بیشتر مؤلفات طوائف منحرفہ کی تردید وتنقید پر مشتمل ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مسند عمر بن عبد العزیز'' عظیم محدث امام ابوبکر محمد بن محمد المعروف ابن باغندی (ت ۳۱۲ھ) کی تالیف ہے، جو کہ کبار محدثین حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے لوگوں کے زیر مطالعہ رہی۔ اس نایاب تراث علمی پہ محدث عبد التواب ملتانی (ت ۱۳۶۶ھ) کے مفید حواشی اور ہمارے شیخ، مربی، محدث دیارِ سندھ، شیخ العرب والعجم السید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی علمی تخریج اور مشکلات کی توضیح بنام "السمط الإبريز" موجود ہے، مترجم اور محشی نے تخریج اور حواشی کا کام کرتے ہوئے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔

قارئین کرام! یہ رسول کریم ﷺ کی تعلیمات ایسا جوہر بے بدل ہیں جو تزکیہ وتربیت کا سامان پیدا کرتی ہیں۔ اللہ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ہمارے سینوں کو علم نافع (قرآن وحدیث) کے نور سے منور فرمائے، نیز عمل صالح کے اسباب کی ارزانی وفراہمی کا سبب بھی۔

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز لاہور کے سربراہان خصوصاً بھائی ابوحمزہ عبد الخالق صدیقی حفظہ اللہ اور ان کے جملہ معاونین ومساھمین مبارکباد کے حقدار ہیں جنھوں نے اس عظیم علمی تراث کو خوبصورت انداز میں شائع کیا، یہ اُردو دان طبقہ پر ایک عظیم احسان ہے۔ میں نے اس ترجمہ وتشریحات کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہے، بحمد اللہ یہ کام انتہائی نافع اور مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام کر دے، اور ہم سب کی بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ اللہ رب العزت سے اپنی اور سب کی ہدایت اور ہدایت پر استقامت کے طلبگار ہیں۔

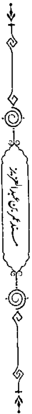
کتبہ

عبد اللہ ناصر رحمانی

اکتوبر ۲۰۱۸ء



مقدمہ



إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر بھیجا تو فرمایا:

﴿ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ﴾

(البقرۃ: ۳۸)

''پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے، تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اولاد آدم کی ہدایت کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، آپ اس سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی اور آخری نبی ہیں، انبیاء و رسل کی بعثت و رسالت اس لیے ہوئی کہ اللہ کے حکم سے ان کی اتباع و اطاعت ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ﴾ (النسآء: ٦٤)

''اور ہم نے ہر رسول اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے۔''

اللہ تعالیٰ کو ماننا اور رسالت و نبوت کا انکار کرنا صریح کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝﴾ (النسآء: ۱۵۰۔ ۱۵۱)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کی رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کریں، یہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اقوام کی فوز و فلاح:

کسی بھی قوم کی فوز و فلاح اور اخروی کامرانی اپنے نبی کی اتباع پر موقوف ہے، اگر قوم والے اپنے نبی کی اتباع کرتے رہے تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے، ورنہ ناکامی و نامرادی کا سامنا کرنا پڑے گا، اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں سیدنا نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم السلام کی دعوت کا بیان کیا تو ہر نبی اپنی قوم سے یہی کہتا دکھائی دیتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝﴾ ''اللہ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔''

اتمام حجت:

انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے سے مقصود اپنے بندوں پر اتمام حجت بھی ہے تاکہ کوئی عذر نہ کر سکے کہ ہمیں کسی نے خبردار نہیں کیا، اللہ کی معرفت نہیں کرائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝﴾ ''اور ہم اس وقت عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج دیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ (النسآء: ۱۶۵)

''ہم نے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے آ جانے کے بعد لوگوں کا کوئی عذر اللہ کے ہاں باقی نہ رہے۔''

انبیاء و رسل کا یہ کام ہر امت اور ہر زمانہ میں ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ﴾ (فاطر: ٢٤)

''اور ہر امت میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔''

آخری نبی ﷺ:

سب سے آخر میں اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا، آپ کی نبوت ورسالت عالمگیر اور قیامت تک کے لیے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (الاعراف: ١٥٨)

''کہہ دیجیے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور وہ (اللہ) کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی، امی پر ایمان لاؤ، جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے، اور تم اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

(سباء: ٢٨)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

وہ دانائے سبل، ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

معلّم کتاب وحکمت:

رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت بے شمار دعائیں مانگیں ان میں سے ایک دعا مکہ والوں کے لیے کتاب وحکمت کی تعلیم کے لیے بھیجے جانے والے رسول کی تھی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو اللہ نے یوں بیان فرمایا:

﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (البقرة: ۱۲۹)

''اے ہمارے رب! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو سب سے غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آخر الزمان پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما دیا۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے، ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جن اوصاف سے متصف رسول کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو انہیں اوصاف اور ذمہ داریوں کے ساتھ مبعوث فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴾ (الجمعة: ۲)

''اسی نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

قرآن کے مفسرِ اوّل:

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو معلم کتاب وحکمت کے ساتھ ساتھ اپنی کتاب قرآن مجید کا مفسر ومبین بھی بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾ (النحل: ٤٤)

''واضح دلائل اور کتابیں دے کر اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت اتاری، تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کردیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور وفکر کریں۔''



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن سمجھنے میں مشکل پیش آتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع فرماتے، اور آپ اس کی توضیح وتفسیر فرما دیتے، بلکہ آپ نے خود قرآن پر عمل کر کے اس کی عملی تفسیر بھی پیش کی۔ آپ کے اقوال و افعال اور تقریرات سے رہنمائی لینا اور ان کی روشنی میں قرآن کے مفہوم کا تعین کرنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ‌ۙ وَ هُدًى وَّ رَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ﴾ (النحل: ٦٤)

''اور ہم نے آپ پر اس لیے کتاب نازل کی تاکہ آپ ان کے لیے وہ بات واضح کر دیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ان لوگوں کی ہدایت اور رحمت کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔''

جب تک مسلمان اس آبِ حیات سے ایمان میں جان ڈالتے رہے، آپس میں متحد اور اخوت ومحبت کے پیکر رہے، مذہبی جھگڑوں اور فرقہ بندیوں سے ناآشنا تھے ؎

تاجدار عالم بطحا کا جو فرمان تھا!
کچھ نہ تھا اس کے سوا سنت تھی یا قرآن تھا
جب تلک یہ دین مسلمانوں کا حرزِ جان تھا
ان دنوں اقبال ان کے در پہ اِک دربان تھا

تبیین وتفسیر من جانب اللہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا تو اس کے معنی ومفہوم کو بھی محفوظ کیا اور اس کی تبیین وتفسیر کو بھی خود ہی بیان فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ ۞ اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَ قُرۡاٰنَهٗ ۞ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ ۞ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ ۞﴾ (القيامة: ١٦ـ ١٩)

''بے شک اس کو جمع کرنا اور اس کا آپ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے، جب ہم پڑھیں تو آپ اس پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اسے واضح کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔''

آپ ﷺ کی زبان اقدس سے تبیین قرآن کے سلسلہ میں جو بھی ارشاد ہوتا، وہ وحی الٰہی سے ہوتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم: ٣۔٤)

''اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن مجید کو نازل کیا، اسی طرح حکمت، حدیث و سنت کو بھی نازل کیا، ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝﴾ (النسآء: ١١٣)

''اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا، اور آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔''

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

''نبی اکرم ﷺ اگرچہ اللہ کے بندے تھے لیکن ان کا فرمان اللہ کا فرمان تھا۔''

قرآن مجید کو اسی حکمت (حدیث) کے ذریعے ہی کلام الٰہی مانا اور تسلیم کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اولاد آدم کے پاس کوئی ذریعہ وسبب نہیں جس کی بنیاد پر قرآن کو اللہ کا کلام مان لیں، اس حکمت و حدیث سے رسالت محمدیہ ﷺ تسلیم کی گئی، اگر حکمت و حدیث پر ایمان واتقان نہ ہو تو قرآن کے ساتھ رسالت کا انکار بھی لازم آتا ہے، اس لیے حدیث کو ماننا اس پر ایمان رکھنا اور اس کو حرز جاں بنانا ہر بندہ و بشر کی فوز و فلاح کے لیے ضروری ہے۔

حدیث رسول ﷺ کی تشریعی حیثیت:

جو انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے صحیح حدیث رسول ﷺ کو تسلیم کرنا از بس ضروری ہے کیونکہ رسول ﷺ وہی کہتے جو حکم الٰہی ہوتا، اسی کام کا حکم دیتے جو اللہ کی طرف سے دیا جاتا اور اسی سے روکتے جس سے اللہ تعالیٰ منع فرماتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: ٧)

''اور رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔''

اس آیت میں حدیث رسول ﷺ کو مستقل شرعی قانون کی حیثیت دی گئی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرامین مستقل حجت، شرعی دلیل ہیں اسی طرح احادیث نبوی بھی ہیں، لہٰذا جو حکم بھی صحیح حدیث سے ثابت ہو واجب العمل ہے، قرآن کے اس حکم کو حدیث میں بھی بیان کیا گیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعُونِی مَا تَرَكْتُكُمْ ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ ، فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ .))

(صحیح بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله، رقم ۷۲۸۸)

''مجھے اس وقت تک رہنے دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، کیونکہ تم سے پہلے لوگ انبیاء سے (بکثرت) سوال کرنے اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اسے حسب طاقت بجا لاؤ۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فہم بھی اسی بات کی تائید و تصدیق کرتا ہے کہ حدیث رسول ﷺ اسلامی قانون، مستقل حجت اور دلیل ہے، آپ کا فرمان درحقیقت فرمان الٰہی ہے۔ چنانچہ ان کے شاگرد جلیل القدر تابعی علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ ، وَ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ ، اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ .))

''اللہ کی ان عورتوں پر لعنت ہے، جو جلد میں ٹیٹو بنانے اور بنوانے والی ہیں، اور جو چہرے کے بال اکھاڑنے والی ہیں اور جو خوبصورتی کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والی ہیں، یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات بنو اسد قبیلہ کی ایک عورت کو پہنچی تو وہ ان کے پاس آ کر کہنے لگی: ''مجھے

معلوم ہوا ہے آپ نے فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پہ لعنت بھیجی ہے تو انہوں نے اس عورت سے کہا: "وَمَالِيْ لَاأَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِهِ"...... ''میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے، اور جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں بھی ہے۔'' اس عورت نے کہا: میں نے دو تختیوں کے درمیان موجود سارا قرآن پڑھا مگر مجھے آپ کی کہی بات نہیں ملی، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم قرآن (کما حقہ) پڑھتی تو تمہیں یہ بات ضرور مل جاتی کیا تم نے یہ نہیں پڑھا:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: ۷)

''اور رسول جو تمہیں دے لے لو اور جس سے روکیں باز آ جاؤ۔''

اس عورت نے کہا کیوں نہیں یہ بات تو پڑھی ہے، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔

اس عورت نے کہا: میرے خیال میں آپ کی بیوی یہ کام کرتی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جاؤ اور دیکھ لو۔''

جناب علقمہ کہتے ہیں: وہ عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر گئی، جا کر دیکھا، لیکن اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ (میری بیوی) ایسی ہوتی میرے ساتھ نہ رہتی۔ (صحيح بخاري، التفسير، باب وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا، رقم: ٤٨٨٦)

قرون اولیٰ کے تمام مسلمان اس بات پر متفق رہے کہ حدیث رسول ﷺ زندگی کے ہر شعبہ میں شریعت اسلامی کا دوسرا اہم ترین مرجع ہے اور اس کی اتباع مطلقاً واجب ہے خواہ اس میں بیان کردہ حکم قرآن میں ہو یا نہ ہو کیونکہ رسول ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ ﴾ (النسآء: ۷۹۔ ۸۰)

''اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ گواہ کافی ہے، جو رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ موڑا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

معلوم ہوا رسول کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور اگر صرف قرآن کافی ہوتا، حدیث رسول کی

ضرورت واہمیت یا اس کی دین اسلام میں حیثیت نہ ہوتی تو قرآن میں اللہ تعالیٰ بار بار "اطیعو الرسول" اور رسول کی اطاعت کرو نہ فرماتے، بیسیوں مقامات پر "اطیعوا الرسول" کا کلمہ حدیث رسول کی تشریعی حیثیت کو متعین کرتا ہے کہ کتاب ہدایت کی دعوت کو سمجھنے کے لیے حدیث رسول کی طرف رجوع کرو۔ آپ ﷺ کی زندگی، آپ کے کردار سے رہنمائی حاصل کرو کیونکہ اس کے بغیر قرآن مجید، دین اسلام کو سمجھنا ناممکن ہے۔

کسی عربی شاعر نے کیا خوب بات کہی:

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَهْلِهٖ
اِذَا مَا وَجِیَ اللَّیْلُ الْبَهِیْمُ وَاَظْلَمَا

"روشنی تو صرف اور صرف حدیث رسول ﷺ میں اور حدیث والوں پر ہے، باقی تو صرف ظلمت و گھرا اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔"

وَمَنْ تَرَكَ الْاٰثَارَ ضَلَّلَ سَعْيَهٗ
وَهَلْ يَتْرُكُ الْاٰثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا

"اور جس نے احادیث کو چھوڑا اس نے اپنے سب اعمال برباد کر دیے، اور کیا کوئی مسلمان احادیث کو چھوڑ سکتا ہے؟"

حدیث حجت ہے خواہ متواتر ہو یا احاد:

صحیح حدیث حجت و دلیل اور واجب العمل ہے، بعض لوگ خبر واحد کی حجیت کے انکاری ہیں حالانکہ قرآن وحدیث میں ایسے بیسیوں دلائل موجود ہیں جو خبر واحد کی حجیت اور اس کے واجب الاتباع ہونے پر دلالت کرتے ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ایک بندہ قتل ہو گیا، مقتول قوم فرعون سے تھا، دربار فرعون میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے خبر واحد پر یقین و اعتماد کیا، اور اس علاقہ سے ہجرت کر گئے، اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن میں بیان کیا، فرمایا:

﴿ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

(القصص: ۲۰-۲۱)

''اور ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے موسیٰ! (قوم فرعون کے) سردار تیرے بارے مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں، آپ (اس علاقہ سے) نکل جائیں میں آپ کے خیر خواہوں سے ہوں، آپ ڈرتے ہوئے اس سے نکل پڑے، اور انتظار کرتے تھے۔ کہا: اے میرے رب! مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا لے۔''

سورۂ یٰسین میں بھی اللہ رب العزت نے ایک توحید و رسالت کے قائل موحد انسان کی دعوت توحید کا بیان کیا، فرمایا:

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (یٰس: ۲۰)

''اور شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا: اے قوم والو! رسولوں کی پیروی کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں انتہائی اہم امور میں ایک صحابی پر اعتماد خبر واحد کی حجت اور یقینی و قطعی دلیل ہونے پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عیسائیوں کے بادشاہ روم کے فرمانروا ہرقل کی طرف دعوت اسلام کا خط بھیجا تو اس خط کو لے کر جانے والے سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ (دیکھئے صحیح بخاری، رقم: ۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبا میں فجر کی نماز پڑھتے ہوئے ایک صحابی کے آگاہ کرنے پر دورانِ نماز اپنے رخ شام سے کعبہ کی طرف کر لیے۔ (دیکھئے، صحیح بخاری، رقم: ۱٤۰۳، صحیح مسلم، رقم: ٥۲٦)

صحیح خبر واحد، عقائد، عبادات، معاملات الغرض ہر مسئلہ میں قبول کرنا ضروری ہے، اس کا انکار حدیث رسول کا انکار ہے اور یہ کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

فہم قرآن اور حدیث رسول ﷺ:

حدیث رسول ﷺ کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے، قرآن میں ایسے بے شمار احکامات ہیں جن کی توضیح حدیث کرتی ہے، مثلاً قرآن میں تحویل قبلہ کے احکامات بیان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ رخ ہو کر نماز ادا کرنے کا حکم دیا کعبہ کے قبلہ بنائے جانے سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ کونسا تھا؟ قرآن اس بارے خاموش ہے اور یہ بات حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلے مسجد اقصیٰ بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ تھا، اسی طرح اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ (البقرۃ: ۱۹۷)

''اور حج کے مہینے معلوم ہیں۔''

یہ مہینے کون سے ہیں؟ جن میں حج ہے، قرآن اس بارے خاموش ہے، مہینوں کی تعداد سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، آسمان وزمین کی تخلیق سے مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں ہے اور ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (التوبہ: ۳٦)

یہ بارہ ماہ کون سے ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟ حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں؟ قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا قرآن میں ذکر آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ﴾ (التوبة: ٤٠)

''جب وہ دونوں غار میں تھے۔''

یہ غار کون سی تھی اور جو غار میں تھے وہ دونوں کون تھے؟ قرآن میں نہ غار کا نام ہے اور نہ غار والوں کے ناموں کا بیان ہے۔

غزوۂ تبوک سے تین صحابہ پیچھے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴾ (التوبة: ١١٨)

''ان تین افراد پر جو پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ جب ان پر زمین تنگ ہوگئی باوجود اس کے کہ فراخ تھی۔''

ان تین شخصیتوں کے نام کیا تھے؟ ان پر یہ تنگی کیوں آئی اور کہاں آئی؟ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ملتا، ایسی بیسیوں مثالیں ہیں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قرآن دانی حدیث رسول کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا ان دونوں چشموں سے بیک وقت سیراب ہو کر ہی اسلام کی صحیح تصویر لی جا سکتی ہے:

وَقَدْ اَحْكَمَ اللّٰهُ اٰيَاتَهٗ
وَكَانَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ دَلِيْلًا
وَاَوْضَحَ لِلْمُسْلِمِيْنَ السَّبِيْلَ
فَلَا تَتَّبِعَنَّ سِوَاهَا سَبِيْلًا

''اللہ نے اپنی آیات کو بیان فرما دیا، اور رسول اللہ ﷺ اس پر دلیل ہیں، آپ نے مسلمانوں کے لیے سیدھے راستے کو واضح کیا، لہٰذا اس راہ رسول کے سوا کسی اور راستے پر مت چلیں۔''

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نور عمل ہے اسوۂ خیر الانام (ﷺ) میں

حدیث رسول سے انحراف:

حدیث رسول سے انحراف کی سزا جہنم اور رسوا کن عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ (الفتح: ١٧)

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اس کو ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو اس سے منہ موڑے وہ اسے دردناک عذاب دے گا۔''

سورۂ نور میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور: ٦٣)

''رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی آزمائش سے دوچار ہو جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ آ جائے۔''

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے حکم، آپ کی حدیث سے انحراف اور اس کی مخالفت کا انجام دنیا و آخرت میں انتہائی عبرت ناک اور برا ہے۔

حدیث رسول کی مخالفت گمراہی ہے:

اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری راہ راست اور صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل ہے اور اس کی مخالفت کھلی گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے اپنے معاملہ میں کسی طرح کے اختیار کو استعمال کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہ ہوا۔''

معلوم ہوا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے فیصلہ آ جانے کے بعد کسی مسلمان کے لیے اپنا اختیار استعمال کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کے مقابل کسی قیاس، رائے یا قول و اقوال کی بھی کوئی حیثیت نہیں



جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النسآء: ٦٥)

''تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا تسلیم کر لیں جس میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں، جو آپ فیصلہ کریں اس کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔''

جو لوگ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے ہیں وہ گمراہی سے محفوظ رہیں گے کیونکہ گمراہی و ضلالت سے بچنا صرف قرآن و حدیث سے تمسک پر ہی منحصر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِّی قَدْ تَرَکْتُ فِیکُمْ شَیْئَیْنِ لَنْ تَضِلُّو بَعْدَهُمَا: کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِی وَلَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ.)) (مستدرك حاكم، رقم: ٣١٩، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٦١)

''بے شک میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں: تم ان دونوں کے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آ ئیں گی۔''

محمد ﷺ حامی دین، ماحی کفر و ضلالت ہے
محمد ﷺ شمع ایمان مشعل راہ ہدایت ہے



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث رسول سے انتہاء درجہ کا شغف تھا، اس کی معمولی سی مخالفت بھی گوارا نہیں کرتے تھے، حدیث رسول ﷺ کے خلاف کسی بھی قسم کے قول وفعل کو سخت ناپسند کرتے، ہر مسئلہ میں حدیث رسول سے رہنمائی لیتے، ہر طرح کی مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر حدیث و سنت پر عمل کرتے اور اس کے برعکس چلنا گمراہی خیال کرتے تھے۔

جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مال فی کو بطور وراثت تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

((لَسْتُ تَارِکًا شَیْئًا کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّی أَخْشَی إِنْ تَرَکْتُ شَیْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِیغَ)) (صحيح بخاری، فرض الخمس، باب فرض الخمس، رقم: ٣٠٩٣، صحيح مسلم، الجهاد والسير، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما تركنا... الخ، رقم: ١٧٥٩)

''میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا جس پر رسول اللہ ﷺ عمل پیرا رہے مگر میں بھی اس پر اسی طرح عمل کروں گا، اگر میں نے آپ کے حکم میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو مجھے خدشہ ہے، میں گمراہ ہو جاؤں گا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سنت کی پیروی کی ترغیب دلا رہے تھے تو انہوں نے فرمایا:
((لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ .)) (صحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم: ٦٥٤)
''اور اگر تم اپنے نبی کی سنت (حدیث) کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

حدیث رسول کے مقابل آراء کی حیثیت:

صحیح حدیث واجب الاتباع ہے، کسی حدیث کا صحیح ثابت ہو جانا اس پر عمل کے لیے کافی ہے، اگر چہ اس پر کسی امام، مجتہد یا محدث نے عمل نہ بھی کیا ہو۔ کسی بھی حدیث کے خلاف قیاس کرنا یا اجماع کا دعویٰ درست نہیں حدیث ہر صورت مقدم و محترم ہے، اس کے مقابل کسی کی آراء کی کوئی حیثیت نہیں، امت کے سلف کا یہی عقیدہ تھا اور اسی میں خیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النسآء: ١١٥)
''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، ہدایت کے خوب واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث و شریعت کے مقابل کسی صحابی کی بات کو قبول کرنا بھی گمراہی خیال کرتے تھے۔

ہزیل بن شرحبیل بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت سے متعلق مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: بیٹی کے لیے نصف اور بہن کے لیے بھی نصف ہے، پھر انہوں نے سائل سے کہا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی اس مسئلہ میں میری موافقت کریں گے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہی مسئلہ پوچھا گیا اور ساتھ انہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بات بھی بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا:
((لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ، أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلابْنَةِ النِّصْفُ، وَلابْنَةِ ابْنِ السُّدُسُ، تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.))

''اگر میں ایسا فتویٰ دوں تو یقیناً میں گمراہ ہوگیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گیا، میں اس سے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے کیا کہ بیٹی کے لیے نصف ہے، دو تہائی پورا کرنے کے لیے پوتی کا چھٹا حصہ ہے، اور جو باقی بچ جائے وہ بہن کے لیے ہے۔''

سلف صالحین احادیث کے مقابل آراء پیش کرنے والوں سے سختی سے پیش آتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((أَمَا تَخَافُوْنَ أَنْ تُعَذَّبُوْا أَوْ يُخْسَفَ بِكُمْ أَنْ تَقُوْلُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فُلَانٌ)) (سنن دارمی، رقم: ٤٤٥، جامع بيان العلم لابن عبدالبر، رقم: ٢٠٩٩، ٢٠٩٥)

''کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے یا اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ تم کو زمین میں دھنسا دے کہ تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور فلان نے کہا۔''

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کسی آدمی کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنائی اور اس نے کہا، فلاں ایسے اور ایسے کہتا ہے تو ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

((أُحَدِّثُكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ، لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا.))

(سنن دارمی، رقم: ٤٥٥)

''میں تجھے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے فلاں نے یوں کہا، میں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔''

سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے ایک شخص کو عصر کے بعد اکثر نماز پڑھتے دیکھا، انہوں نے اس کو روکا تو وہ کہنے لگا: اے ابومحمد! کیا مجھے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ عذاب دیں گے؟ تو انہوں نے کہا:

((لَا وَلٰكِنْ يُعَذِّبُكَ اللّٰهُ بِخِلَافِ السُّنَّةِ.)) (سنن دارمی، رقم: ٤٥٠)

''نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت پر تجھے ضرور عذاب دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اہل الحدیث کو اس شرف وعزت سے نوازا ہے کہ انہوں نے حدیث رسول کو سینے سے لگایا، اس سے قلوب واذہان کو منور کیا، اور اس پر عمل کے لیے کوشاں ہیں، کسی شخصیت ذات کو محمد رسول اللہ ﷺ سے

بالا و برتر نہیں سمجھتے۔ حدیث رسول کی اتباع میں لیت ولعل سے کام نہیں لیتے۔ حیلوں و بہانوں سے سنت پر عمل نہ کرنے کی راہیں پیدا نہیں کرتے۔ کسی بزرگ اور بڑے کی بات اور رائے کو حدیث کے مقابل حجت و دلیل تسلیم نہیں کرتے ہیں:

ما اہلحدیثیم دغا را نہ شناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ وفن نیست

''ہم اہل حدیث ہیں، دھوکا نہیں جانتے، صد شکر کہ ہمارے مذہب میں حیلہ سازی اور فنکاری نہیں ہے۔''

کتابت حدیث:

علمائے حدیث نے علم حدیث کی حفاظت کے لیے لازوال قربانیاں پیش کیں، ان کی خدمات کو اپنوں کے علاوہ اغیار نے بھی خوب خراج تحسین پیش کیا، اس علم کو محفوظ بنانے کی خاطر راویانِ حدیث کے لیے کڑی شرائط متعین کیں، ضبط الصدر اور ضبط الکتاب سے دوسروں تک اس کی ترویج و تبلیغ کی، اس راہ میں آنے والے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کی، غریب الوطنی برداشت کی، جانی، مالی قربانیاں دے کر خاتم النبیین ﷺ کے فرمودات کو امت کے لیے محفوظ کیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

محدثین، آئمہ دین کی ان خدمات جلیلہ کے باوجود حدیث رسول ﷺ کا انکار کرنے والوں نے احادیث کے انکار کے سلسلہ میں اعتراضات کیے، ان میں سے اہم ترین اعتراض جس کو سب سے زیادہ مقبولیت ملی اور زبان زد عام ہوا یہ تھا کہ احادیث کے غیر معتبر ہونے کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ ان کی کتابت رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے دو اڑھائی سال بعد عمل میں آئی لہٰذا ان پر اعتماد کرنا ناممکن ہے، تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور سے لے کر ہر دور میں احادیث لکھی گئیں مگر مدوّن نہیں ہوئیں، جیسا کہ حسب ذیل دلائل اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

عہد نبوی میں کتابت حدیث:

عہد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اچھی خاصی تعداد لکھنا پڑھنا جانتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے حسب ضرورت مختلف قبائل سے تحریری معاہدے کیے، سرکاری احکامات اور دینی مسائل لکھوائے، مختلف علاقوں کے



سربراہوں کو خطوط کے ذریعے اسلام کی دعوت دی ان سب باتوں کا تفصیلاً کتب احادیث میں ذکر موجود ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والا نہ تھا سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ (صحیح بخاری، رقم: ۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں کی مردم شماری کی گئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ.)) (صحیح بخاری، رقم: ۳۰۶۰)

''ہم نے آپ کو پندرہ سو افراد لکھ کر دیے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ علیہ السلام کے لکھوائے ہوئے احکامات پر مشتمل ایک صحیفہ تھا۔ (صحیح بخاری، رقم: ۳۱۷۰)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا تو یمنی صحابی ابو شاہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر وہ خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو انہیں لکھ کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ (صحیح بخاری، رقم: ۲۴۳٤)

حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہونے والا معاہدہ بھی تحریر کیا گیا تھا۔

(صحیح بخاری، رقم: ٤١٨٠، ٤١٨١)

عہد صحابہ و تابعین اور کتابت حدیث:

جس مبارک کام کا آغاز عہد رسالت میں ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس میں بہتری آئی اور کاتبین حدیث کی تعداد میں اضافہ ہوگیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث رسول بیان کرتے اور تابعین عظام ان کو لکھ لیتے۔

بشیر بن نہیک بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ أَكْتُبُ مَا أَسْمَعُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُفَارِقَهُ أَتَيْتُهُ بِكِتَابِهِ فَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: هَذَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ: نَعَمْ.))

(سنن دارمی، رقم: ٥١١، مصنف ابن ابی شیبہ: ۹/ ٥٠)

''میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو سنتا لکھ لیتا تھا، جب میں نے ان سے جدا ہونا چاہا تو ان کے پاس اپنی کتاب لے کر آیا اور اس کو انہیں پڑھ کر سنایا، اور میں نے عرض کیا، یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے آپ سے سنیں، تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔''

سعید بن جبیر بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث سن کر لکھ لیتے تھے۔

(سنن دارمی، رقم: ٥١٦، مصنف ابن ابی شیبہ: ۹/ ٥١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے فرض صدقات کے مسائل پر مشتمل کتاب لکھ کر بحرین کی طرف بھیجی۔ (صحیح بخاری، رقم: ۱٤٥٤)

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو خط لکھا کہ تمہارے نزدیک جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کو اور عمرہ کی احادیث کو مجھے لکھ بھیجو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ (سنن دارمی، رقم: ٥٠٤، صحیح بخاری، قبل الحدیث: ١٠٠)

عہد تبع تابعین اور تدوین حدیث:

تبع تابعین رحمہم اللہ کا دور تدوین حدیث کا دور ہے، ان کے دور میں بے شمار کتب احادیث تالیف ہوئیں، جن میں سے موطا امام مالک، کتاب الزہد لابن المبارک، مسند عبداللہ بن مبارک، کتاب الزہد از امام وکیع بن جراح، وغیرہ ہیں۔ تبع تابعین کے دور کے بعد اس کثرت سے احادیث کے مجموعے تیار ہوئے جن کا شمار بے حد مشکل ہے:

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

اقسام کتب احادیث:

آئمہ محدثین کے ہاں احادیث کے مجموعوں کی عمومی تقسیم درج ذیل ہے۔

(۱) کتب صحاح:...... وہ کتب جو صحیح احادیث کا مجموعہ ہیں یا ان کے مؤلفین نے اپنی کتب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا، مثلاً: صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ۔

(۲) جامع:...... ہر وہ کتاب جامع ہے جس میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً: عقائد، احکام، زہد و الرقاق، کھانے پینے کے آداب، سفر، قیام وقعود کے مسائل، تفسیر، تاریخ و سیر، فتن، مناقب جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی الجامع الصحیح اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع۔

(۳) سنن:...... جس کتاب میں عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی ترتیب وتبویب سے جمع کی گئی ہوں، جیسے سنن ابوداود، سنن نسائی وغیرہ۔

(۴) مسند:...... جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ حدیث کی صحت وتحسین کا لحاظ رکھے بغیر جمع کیا گیا ہو، جیسے مسند احمد، مسند حمیدی وغیرہ۔

(۵) معجم:...... جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے شیوخ کی احادیث جمع کرے

ایسی کتب میں عموماً حروف تہجی کی ترتیب ہوتی ہے، جیسا کہ امام طبرانی رحمہ اللہ کی معاجم ثلاثہ ہیں۔

(۶) مستدرک:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسرے محدث کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کرے لیکن اس کی کتاب میں وہ احادیث نہ ہوں، جیسا کہ امام حاکم رحمہ اللہ کی مشہور ومعروف کتاب "مستدرك على الصحيحين" ہے۔

(۷) مستخرج:...... جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کرے، جیسا کہ مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری اور مستخرج ابی عوانہ علی صحیح مسلم۔

(۸) جزء:...... وہ کتابچہ جس میں کسی ایک راوی کی روایات یا ایک موضوع سے متعلق روایات اکٹھی کی گئی ہوں، جیسے جزء رفع الیدین وجزء القراۃ للبخاری وغیرہ۔

(۹) اربعین:...... جس کتاب میں کسی خاص موضوع یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں۔ مثلاً اربعین نووی وغیرہ۔

(۱۰) الاطرف:...... ایسی کتاب جس میں حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرنے والا ہو اور اس کی اسانید یا مکمل طور پر احاطہ کرتے ہوئے یا مخصوص کتب کے ساتھ مقید کرتے ہوئے اکٹھی کر دی گئی ہوں، جیسا کہ حافظ ابوالحجاج مزی کی تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف ہے۔

(۱۱) العلل:...... وہ کتب جو معلول روایات کا ان کی علتوں کی وضاحت کے ساتھ احاطہ کیے ہوئے ہوں، امام احمد، امام دارقطنی اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ وغیرہ ان آئمہ میں سے ہیں جنھوں نے علل الحدیث پر کتب لکھیں۔

مسند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

اس کتاب میں بھی دیگر محدثین کے منہج کے مطابق عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے واسطہ سے مروی روایات کو امام ابوبکر محمد بن سلیمان از دی الواسطی المعروف بابن الباغندی رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے۔

مسند عمر بن عبدالعزیز کی اہمیت:

اس مسند کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب دیگر مسانید کی طرح آئمہ محدثین کے ہاں معروف تھی اور وہ اس کی طرف رجوع بھی کرتے تھے۔ مثلاً:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری، باب مواقیت الصلوٰۃ میں اس کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

((وَقَدْ وَجَدْتُ مَا يَعْضُدُ رِوَايَةَ أُسَامَةَ ، وَيَزِيْدُ عَلَيْهَا أَنَّ الْبَيَانَ مِنْ فِعْلِ جِبْرِيْلَ ،

وَذٰلِكَ فِيمَا رَوَاهُ الْبَاغِنْدِيُّ فِي مُسْنَدِ عُمَرَ بن عَبْدِالْعَزِيْزِ .)) (فتح الباری: ٢/ ٦)

''میں نے اسامہ کی حدیث کی تائید میں ایک دوسری حدیث تلاش کی جس میں مزید یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ یہ جبریل علیہ السلام کا عمل تھا، اور اس کو باغندی نے مسند عمر بن عبدالعزیز میں بیان کیا ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ اس مسند کی حدیث نمبر ۵۹ ہے۔

اسی طرح ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب الفرائض میں بھی مسند عمر بن عبدالعزیز للباغندی کے حوالہ سے ایک حدیث بیان کی ہے۔(فتح الباری: ١٢/ ٤٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ بیان کردہ حدیث اس مسند کی حدیث نمبر ۸۴ ہے۔

اس مسند کی احادیث کے علاوہ حضرت عمر بن العزیز رحمہ اللہ سے مروی روایات کو بھی محدثین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے جیسا کہ امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے حلیۃ الاولیاء میں کچھ احادیث بیان کیں، اسی طرح حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام طبرانی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ان کی تصانیف میں سے ''اخبار عمر بن عبدالعزیز'' کا ذکر کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ: ٣/ ٩١٤)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ضخیم مسند جمع کی ہے۔

(البدایہ والنہایہ: ٩/ ٢٠٧)

امام ابن باغندی رحمہ اللہ کا منہج:

(i) امام باغندی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ایک خاص ترتیب سے احادیث مرتب کی ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ہر شخص سے مروی احادیث کو الگ فصل میں بیان کیا ہے۔

(ii) اصلاً اس کتاب میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے واسطہ سے مروی روایات کو بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے لیکن بسا اوقات کوئی دوسری سند جس میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واسطہ نہیں اس کو بھی سند کی تقویت اور دیگر فوائد کے لیے بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھئے احادیث نمبر ۳۰، ۳۴، ۳۸، ۴۲، ۵۱، ۵۹، ۷۳، ۷۴، ۷۸۔

(iii) امام باغندی رحمہ اللہ نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے واسطہ سے مروی روایات کے علاوہ ان کی موجودگی میں بیان کی گئی یا ان کے استفسار پر پیش کی گئی روایات کو بھی بیان کیا ہے۔

(iv) اس مسند میں زیادہ تر مرفوع روایات ہیں، تاہم چھ یا سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موقوف روایات بھی ہیں۔

(v) احادیث کی کل تعداد ۹۷ ہے، اگر مکررات حذف کر دی جائیں تو تعداد ۴۲ رہ جاتی ہے۔

(vi) تین احادیث ۸، ۱۱، ۵۳ امام باغندی رحمہ اللہ کے شاگرد حافظ ابوالحسین محمد بن المظفر البزاز البغدادی رحمہ اللہ کی اضافہ کردہ ہیں۔

کچھ ترجمہ اور فوائد سے متعلق:

مسند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ترجمہ و فوائد کے سلسلہ میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

(i) ترجمہ عام فہم اور سلیس اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(ii) ہر حدیث کے فوائد کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اگر کوئی روایت ضعیف یا کمزور ہے تو اس میں بیان شدہ مسئلہ کو صحیح احادیث سے واضح کیا گیا ہے۔

(iii) احادیث کی تخریج اور تحقیق بھی کر دی گئی ہے۔

(iv) فوائد، تحقیق و تخریج کے سلسلہ میں سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے مسند عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ پہ کام السمط الابریز اور محدث زمان عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ کے حواشی مطبوعہ "المکتبہ الفاروقیہ" سے مدد لی گئی ہے۔

(v) جن احادیث پر سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ نے حکم لگایا یا جن راویوں سے متعلق انہوں نے جرح و تعدیل کو واضح کیا اس کو ان کے نام سے بیان کر دیا گیا ہے۔

اس طرح فوائد میں بھی دونوں بزرگوں کے فوائد کو بیان کرنے کے بعد مختلف مقامات پر ''ع۔ت'' سے مولانا عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ اور ''ب، د'' سے سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(vi) فوائد میں بیان کردہ آیات و احادیث اور اقوال سلف کو باحوالہ بیان کر دیا گیا ہے۔

(vii) عربی عبارات پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(viii) حواشی کی تخریج فٹ نوٹ میں درج کی گئی ہے۔

میں تہ دل سے شکر گزار ہوں انتہائی مخلص و مہربان اور قریبی دوست حافظ محمد فہد آف منڈی بہاؤ الدین کا جن کے قلم سے یہ سب کچھ منظر عام پر آیا، اللہ رب العزت حافظ صاحب کو دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب کرے اور انہیں دنیا و آخرت کی عزت اور فوز و فلاح کا حق دار بنائے۔ کتاب پر نظر ثانی میرے محسن اور مربی استادِ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے فرمائی، اللہ تعالیٰ استادِ محترم کا ظلِ عاطفت دراز فرما کر خدمتِ اسلام کا مزید کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

واجب الاحترام فضیلۃ الشیخ، محدث العصر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ (سرپرست ادارہ) نے اپنی شدید گوناگوں

مصروفیات کے باوجود دینی فریضہ سمجھتے ہوئے مسودہ کو چیک کیا اور انتہائی قیمتی تقریظ تحریر فرمائی۔ مجھے اپنے مربی اور محسن دلی کامل بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی ﷾ کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جو اشاعتِ حدیث کے لیے بڑی محنت اور خلوص سے مسلسل کام کر رہے ہیں۔

اگر کہیں کوئی خوبی ہے تو وہ اللہ ربّ العزت کا فضل و کرم ہے اور اگر کہیں خطا و نسیان ہے تو انسانی علمی کوتاہی کا نتیجہ ہے، امید کرتا ہوں اہل علم اصلاح فرمائیں گے۔

وَإِنْ تَجِدْ عَيْبًا فَسُدَّ الْخَلَلَا

جَلَّ مَنْ لَا عَيْبَ فِيهِ وَعَلَا

''اگر آپ کوئی نقص پائیں تو اس عیب وخلل کو دور فرما دیں، بلند و بالا ہے وہ ذات جس میں کوئی عیب نہیں۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے مفید بنائے اور اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔ اور اسے میری نجات کا ذریعہ وسبب بنائے۔ میرے والدین، اساتذہ اور اعزہ و اقارب کی مغفرت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

کتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

مدیر: انصار السنہ پبلیکیشنز

لاہور، پاکستان



مؤلفِ کتاب امام ابن باغندی رحمہ اللہ کے حالات

(از! شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ)

نام ونسب:...... امام ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث بن عبدالرحمٰن الازدی، الباغندی، الواسطی، البغدادی۔

ولادت:...... آپ کی ولادت باغندبستی میں ۲۱۰ھ میں ہوئی۔

تعلیمی مشاغل:...... حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كَانَ اَوَّلُ سَمَاعِهٖ فِی سَنَةِ سَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ وَمِئَتَیْنِ." (تذكرة الحافظ: ٢/ ٧٣٦)

"آپ نے ۲۲۷ میں حدیث کا پہلا سماع کیا۔"

امام باغندی رحمہ اللہ نے دیگر محدثین کی طرح تعلیم کا آغاز اپنے آبائی علاقے سے کیا، پھر بغداد، بصرہ، کوفہ، شام اور مصر کے علماء کرام سے استفادہ کیا۔

شیوخ:...... امام باغندی کے اساتذہ میں سے چند درج ذیل ہیں:

امام محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، شیبان بن فروخ الایلی، امام علی بن المدینی، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، سوید بن سعید الحدثانی، ہشام بن عمار اور حارث بن مسکین رحمہم اللہ وغیرہ جیسے کبار علماء ومحدثین آپ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور آپ کو امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ جیسے جلیل القدر آئمہ کے اساتذہ علی بن المدینی، ابن نمیر رحمہما اللہ وغیرہ سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔

تلامذہ:...... آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد میں سے چند ایک کے اسماء درج ذیل ہیں:

حسین بن اسماعیل المحاملی، محمد بن مخلد الدوری، ابوبکر الشافعی، دعلج بن احمد، ابوعلی ابن الصواف، محمد بن المظفر (اس کتاب کے راوی) ابوعمر بن حیوہ، ابوحفص بن شاہین، ابوبکر ابن المقری، ابوبکر احمد بن عبدان اور عبیداللہ ابن البواب رحمہم اللہ کے علاوہ خلقِ کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

حافظہ واتقان:...... خطیب بغدادی بیان کرتے ہیں: آپ صاحب فہم، حافظ، علوم وفنون کو جاننے والے تھے۔ اکثر احادیث زبانی بیان کرتے تھے، میں نے ہبۃ اللہ طبری سے سنا وہ بیان کرتے ہیں، یہ اس طرح زبانی

احادیث بیان کرتے جیسے قرآن کے حافظ تلاوت قرآن سلاست سے کرتے ہیں۔

ابراہیم بن موسیٰ الخوزی سے مروی ہے انہوں نے ان سے کہا تھا کہ تمہارے پاس مجھ سے زیادہ احادیث ہیں اور وہ تمہیں مجھ سے زیادہ یاد ہیں۔

احمد بن عبدان کہتے ہیں، آپ ابوبکر بن ابوداود سے زیادہ اچھے حافظ کے مالک تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ حافظہ میں یکتا اور محدث عراق تھے۔

احادیث سے شغف:...... ان کے تعلیمی سفران کے علم حدیث سے شغف وشوق کو واضح کرتے ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: باغندی نے احادیث پر بہت زیادہ توجہ دی اور اپنے عہد کے آئمہ وحفاظ سے احادیث لیں۔ احادیث سے تعلق کی کیفیت یہ تھی کہ احمد بن محمد العتقی کہتے ہیں: میں نے محمد بن احمد الواعظ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں، ابوبکر محمد بن سلیمان الباغندی ایک مرتبہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تکبیر تحریمہ کے بعد حدثنا محمد بن سلیمان پڑھنا شروع کر دیا ہم نے سبحان اللہ کہا تو پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین کی قراءت شروع کی۔

ان سے متعلق یہ بھی مروی ہے کہتے ہیں، مجھے حدیث سے اس قدر محبت تھی کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے یہ نہیں کہا کہ آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں بلکہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! منصور اور اعمش میں سے حدیث میں زیادہ معتبر کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: منصور، منصور۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں بعض دفعہ غیر شعوری طور پر نیند اور نماز میں باسند احادیث بیان کرنا شروع کر دیتے تھے۔

فقاہت حدیث:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں مجھے احمد بن علی الباداد نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے ابوبکر الابہری سے سنا، وہ بیان کرتے ہیں میں نے ابوبکر بن باغندی سے سنا، وہ کہتے ہیں، میں تین لاکھ مسائل کا جواب احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دے سکتا ہوں۔

الابہری کہتے ہیں، میں نے یہ بات ابوالحسن ابن المظفر سے بیان کی جو اس کتاب کے راوی ہیں تو انہوں نے کہا میں نے بھی ان سے یہ بات سنی ہے۔

یہ حال اس انسان کا ہے جو کبار آئمہ حدیث زہری، ابن المدینی، بخاری و مسلم رحمہما اللہ وغیرہ کے سامنے بچوں کی طرح ہے، باغندی کی فقاہت سے ان لوگوں کا بھی رد ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محدثین فقیہ نہیں تھے، بلکہ ان

کی حیثیت پنساریوں کی سی ہے، جبکہ فقاہت ہمارے فقہاء اہل الرائے کا کام ہے، حالانکہ یہ ناممکن اور قابل تعجب ہے کہ فقہاء کہلانے والے علم حدیث کی معرفت کے بغیر کیسے فقیہ بن گئے؟ جبکہ کسی کے بڑے یا چھوٹے فقیہ ہونے کا معیار حدیث کی قلت وکثرت پر ہے۔

امام الائمہ ابوبکر ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کوئی فقیہ اس وقت تک فقیہ نہیں بن سکتا جب تک عربی ادب، علم حدیث کا ماہر نہ ہو، تفسیر القرآن اور ناسخ ومنسوخ کا عالم نہ ہو۔ (كتاب التوحيد الصغير ، ص : ٢٢)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں ایک خاص فصل تحریر کی جس میں وہ کہتے ہیں، اس علم کی بیسویں قسم فقہ الحدیث کی معرفت ہے۔ اور یہ علم حدیث کا ماحاصل اور اصل مطلوب ومقصود ہے، اسی پر شریعت اسلامیہ کی بنیاد ہے، رہے فقہائے اسلام، اہل قیاس ورائے، مسائل کا استنباط کرنے والے، دلائل شرعیہ پر نظر ڈالنے والے تو یہ ہر دور، ہر شہر میں معروف رہے ہیں، ہم اللہ کے حکم سے یہاں ان افراد کا اس جگہ تذکرہ کرنے جا رہے ہیں جو حدیث اور ان کی فقاہت کا علم رکھتے تھے، تاکہ معلوم ہو سکے ماہرین علم حدیث فقاہت حدیث سے بے خبر نہیں تھے۔ اس لیے کہ فقہ الحدیث علم حدیث ہی کی ایک قسم ہے۔

امام حاکم نے اس مقام پر بطور مثال محدثین میں سے، امام زہری، یحییٰ بن سعید الانصاری، اوزاعی، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن یحییٰ التمیمی، احمد بن حنبل، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، اسحاق بن راہویہ، محمد بن یحییٰ الذہلی، محمد بن اسماعیل البخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم الرازیین، ابراہیم بن اسحاق الحربی، مسلم بن حجاج، ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم العبدی، عثمان بن سعید الدارمی، ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی، ابوعبدالرحمٰن النسائی اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ کا تذکرہ کیا پھر کہا: میں نے اس میں اختصار سے کام لیا ہے، میں نے بہت سے آئمہ کا یہاں تذکرہ نہیں کیا حالانکہ ان کا حق تھا کہ ان کا یہاں ذکر کیا جاتا، مثلاً: امام ابوداود السجستانی، محمد بن عبدالوہاب العبدی، ابوبکر الجارودی، ابراہیم بن ابوطالب، ابوعیسیٰ ترمذی، موسیٰ بن ہارون البزار، حسن بن علی المعمری، علی بن حسین بن جنید، محمد بن مسلم بن وارہ اور محمد بن عقیل البلخی وغیرہ رحمہم اللہ۔

(معرفة علوم الحديث: ٦٣-٨٥)

جرح وتعدیل:

حافظ محمد بن احمد بن زہیر فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔

امام دارقطنی کہتے ہیں: کثیر التدلیس، مختلط ہیں، اپنے کسی ساتھی سے حدیث سنتے ہیں جو اس نے اپنے استاد سے سنی ہوتی ہے تو اس ساتھی کا نام حذف کر کے براہ راست اس کے استاد سے بیان کرتے ہیں۔ اور

بہت زیادہ غلطیاں بھی کرتے ہیں۔

ابوبکر بن عبدان کہتے ہیں: میں ان کی حدیث کو صحیح حدیث شمار نہیں کرتا کیونکہ یہ بہت زیادہ تدلیس اور خلط ملط کرتے ہیں۔

میں نے جن سے احادیث لیں ان میں سے سب سے زیادہ نیک تھے اور ان کے پاس احادیث بھی زیادہ تھیں، یہ ابن ابی داود سے زیادہ قوت حافظہ کے مالک تھے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں موسیٰ بن قاسم بن موسیٰ بن اشیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے میرے باپ نے بیان کیا، میں نے ابراہیم بن اصبہانی سے سنا وہ کہتے ہیں: یہ کذاب ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صدوق ہیں اور متبحر علماء حدیث میں سے تھے۔

ابن طاہر کہتے ہیں: یہ جھوٹ نہیں بولتے تھے لیکن انہیں "حدثنا" کہنے کا بہت زیادہ اشتیاق تھا۔

ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے آپ ارادۃً جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

اسماعیلی کہتے ہیں: میں انہیں متہم نہیں کہتا، البتہ وہ بہت زیادہ تدلیس اور احادیث میں تصحیف کرتے تھے۔

فیصلہ کن بات:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن الباغندی پر تدلیس کے سوائے کوئی جرح ثابت نہیں ہے، میں نے اپنے تمام اساتذہ کو دیکھا وہ ان کی احادیث سے دلیل پکڑتے اور انہیں صحیح احادیث میں روایت کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کو "طبقات المدلسین" میں درجہ ثالثہ میں ذکر کیا اور ان سے متعلق کہا، یہ امانت و صدق اور تدلیس سے شہرت رکھتے ہیں۔

اسماعیلی کہتے ہیں، میں انہیں متہم (بالکذب) نہیں کہتا البتہ آپ تدلیس کرتے تھے۔

ابن المظفر کہتے ہیں، آپ میں تدلیس کے علاوہ کوئی عیب نہیں۔

الطبقات میں تدلیس کے پانچ مراتب بیان کیے گئے ہیں۔

ابن حجر رحمہ اللہ تیسرے طبقہ سے متعلق فرماتے ہیں، اس میں ان راویوں کا بیان ہے جو بکثرت تدلیس کرتے ہیں، ایسے راویوں کی احادیث کو آئمہ محدثین نے تصریح سماع کے ساتھ قبول فرمایا ہے، بعض محدثین نے ایسے راویوں کی احادیث کو مطلقاً رد کیا ہے اور ان قبول کرنے والوں میں ابوزبیر المکی بھی ہیں۔

وفات:

آپ ۲۰ ذوالحجہ ۳۱۲ھ کو ہفتہ کے دن فوت ہوئے۔ اور ایک قول کے مطابق آپ ۳۱۳ھ میں فوت ہوئے،

مگر خطیب بغدادی اور ابن الجوزی ﷫ نے ۳۱۲ھ کو درست قرار دیا ہے۔

مصادر:

مصنف ﷫ کے یہ حالات درج ذیل کتب سے لیے گئے ہیں۔

تاریخ بغداد للخطیب: ۳/ ۲۰۹۔ ۲۱۳.

المنتظم لابن الجوزی: ٦/ ١٩٤-١٩٣.

الانساب للسمعانی: ٦٠ صفحات باغندی سے متعلق ہیں۔

معجم البلدان لیاقوت الحموی: ١/ ٣٢٦.

البدایه والنهایه لابن کثیر: ١١/ ١٥٢.

الوافی بالوفیات للصفدی: ١/ ٩٩.

اللباب فی تهذیب الانساب لعز الدین ابن الاثیر: ١/ ٨٩.

میزان الاعتدال للذهبی: ٤/ ٣٦.

العبر: ٢/ ١٥٣.

تذکرة الحفاظ (طبقة العاشرة) ٤/ ٧٣٦.

المغنی: ٢/ ٦٢٩.

دیوان الضعفا: ٢٨٧.

لسان المیزان لابن حجر: ٥/ ٣٠٦۔ ٣٦٢ وغیره.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مختصر حالاتِ زندگی

(از: حافظ محمد فہد، منڈی بہاؤ الدین)

عرب کا معزز ترین خاندان قریش کا تھا، اس خاندان کی چھوٹی بڑی دس شاخیں تھیں، ان میں سے بنو ہاشم اور بنو امیہ دینی اور دنیوی عظمت میں بہت ممتاز تھے، بنو ہاشم زائرین حرم کی دیکھ بھال کرتے، ان کے لیے ہرطرح کی سہولیات کا انتظام کرتے، جس کی بنا پر پورے عرب میں انہیں خاص مقام حاصل تھا۔ بنو امیہ قریش کے سپہ سالار تھے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں قریش اور دیگر خاندانوں میں جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں، ان میں سپہ سالاری کا منصب بنو امیہ میں رہا۔ حتیٰ کہ ظہور اسلام کے بعد مسلمانوں اور اہل مکہ میں حق و باطل کے جو معرکے ہوئے ان میں بھی مکہ والوں کی طرف سے سپہ سالاری بنو امیہ ہی کو سونپی جاتی رہی۔ ہمارے ممدوح، صاحب مسند سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تعلق بھی قریش کی اسی شاخ بنو امیہ سے تھا۔

نام ونسب:

آپ کا نام ونسب ابوحفص عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت کے سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں، تاہم زیادہ معتبر یہی ہے کہ آپ کی ولادت ۶۱ ھ یزید بن معاویہ کے عہد میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء: ٥/ ١١٥ ، تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٣٦)

والدین کا تعارف:

آپ کے والد عبدالعزیز بن مروان بنو امیہ کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔ علم وفضل میں بھی خاص مقام رکھتے تھے۔ نرم مزاج، شعائر اسلام کے پابند اور خشیت الٰہی سے معمور تھے۔ مختلف حکومتی مناصب پر فائز رہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ کا تعلق ایک اونچے، شریف اور معزز ترین خاندان سے تھا، آپ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔

تحصیل علم:

آپ خالصتاً علمی اور دینی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ جس کی وجہ سے کم سنی میں ہی علم وعمل کی طرف مائل ہوگئے۔ اس وقت مدینہ منورہ علوم وفنون کا گہوارہ تھا، وقت کے جید علماء، فقہاء اور صلحا مدینہ میں قیام پذیر تھے۔ لہٰذا آپ کے والدین نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان علماء کی مجالس میں بھیج کر صالح تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ آپ نے کتاب وحکمت کے علم کو حاصل کیا۔ پھر زندگی بھر اس کی ترویج واشاعت میں مگن رہے۔ آپ کی علمی پختگی کا اندازہ آپ کے اساتذہ وشیوخ کی جلالت وعظمت سے لگایا جا سکتا ہے۔

اساتذہ:

آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ جلیل القدر تابعین سے بھی شرف تلمذ رہا۔ چند ایک اساتذہ میں سے عروہ بن زبیر، صالح بن کیسان، عبداللہ بن جعفر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، سالم بن عبداللہ بن عمر وغیرہ رحمہم اللہ جیسے آئمہ ومحدثین ہیں۔ آپ کے مشائخ کی کل تعداد تینتیس بتلائی جاتی ہے جن میں سے آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پچیس تابعین عظام رحمہم اللہ ہیں۔ (مسند امیر المومنین عمر، ص: ٣٣)

علمی مقام ومرتبہ اور علماء کے اقوال:

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے متعلق ہر عہد کے سوانح نگاروں کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام، مقتدا، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور ان کا اتباع کرنے والے تھے۔ محدثین، آئمہ دین نے ان کے علمی مقام ورتبہ سے متعلق ایسے فرامین ارشاد فرمائے جو ان کو عالی مرتبت ہونے کی سند عطا کرتے ہیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَتَیْنَاهُ نُعَلِّمُهُ فَمَا بَرِحْنَا حَتّٰى تَعَلَّمْنَا مِنْهُ." (تهذيب التهذيب: ٧/ ٤٠٥)

"ہم آئے تو انہیں تعلیم دیتے تھے لیکن تھوڑا عرصہ ہی گزرا کہ ان کے سامنے متعلم بن گئے۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تعارف کرواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"هُوَ الْإِمَامُ، أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبُوْ حَفْصٍ الْأُمَوِيُّ الْقُرَشِيُّ، مَوْلِدُهُ بِالْمَدِيْنَةِ زَمَنَ يَزِيْدَ، وَنَشَأَ فِيْ مِصْرَ فِي وِلَايَةِ أَبِيْهِ عَلَيْهَا كَانَ إِمَامًا فَقِيْهًا مُجْتَهِدًا عَارِفًا بِالسُّنَنِ، كَبِيْرَ الشَّأْنِ ثَبْتًا، حُجَّةً، حَافِظًا، قَانِتًا لِلّٰهِ، أَوَّاهًا مُنِيْبًا، كَانَ مَلِيْحًا

اَبْيَضَ ، جَمِيْلَ الشَّكْلِ ، حَسَنَ اللِّحْيَةِ . "

"امیر المومنین ابوحفص الاموی القرشی یزید بن معاویہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں ان کی ولادت ہوئی، اپنے باپ کے دور حکومت میں مصر میں پرورش پائی۔ امام، فقیہ، مجتہد، سنن کی معرفت رکھنے والے، بڑی شان و شوکت والے، ثقہ، حافظ، حجۃ، اللہ سے ڈرنے والے، گریہ وزاری کرنے والے، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے، پرکشش چہرے، گوری رنگت، خوبصورت شکل وصورت اور داڑھی والے تھے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"فَصَارَ بَعدَ فِيْ حُسْنِ السِّيْرَةِ وَالْقِيَامِ بِالْقِسْطِ مَعَ جَدِّهِ لِأُمِّهِ عُمَرَ الْفَارُوْق رضی اللہ عنہ ، وَفِي الزُّهْدِ مَعَ حَسَنَ الْبَصَرِيِّ ، وَفِي الْعِلْمِ مَعَ الزُّهْرِيِّ . "

"سیرت اور قیام عدل میں اپنے نانا امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، زہد میں حسن بصری رحمہ اللہ اور علم میں زہری رحمہ اللہ کے ساتھ شمار کیے جاتے تھے۔" (تذكره الحفاظ ، ص : ١١٨ ، ١١٩)

امام مزی رحمہ اللہ آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں:

"اَمِيْرُ الْمُومِنِيْنَ اَلْاِمَامُ ، الْعَادِلُ ، وَالْخَلِيْفَةُ الصَّالِح . "

"آپ امیر المومنین، امام، عدل وانصاف کرنے والے اور نیک سیرت خلیفہ تھے۔"

(تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٣٣)

امام محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ سے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ بِكُلِّ قَوْمٍ نَجِيْبَة ، وَاِنَّ نَجِيْبَةَ ابْنِ أُمَيَّةَ عُمَرَ بْن عَبْدِالْعَزِيْزِ ، وَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَّاحِدَةً . " (تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٣٩)

"ہر قوم کا ایک نجیب ہوتا ہے، بنو امیہ کے نجیب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں، اور وہ روز قیامت ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔"

محمد بن سعد رحمہ اللہ آپ کی شان میں اس انداز سے رطب اللسان ہیں، فرماتے ہیں:

"كَانَ ثِقَةً ، مَأْمُوْنًا ، لَهُ فِقْهٌ ، وَعِلْمٌ وَوَرَعٌ ، وَرَوٰى حَدِيْثًا كَبِيْرًا ، وَكَانَ اِمَامَ عَدْلٍ ، رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ . " (تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٣٦)

''آپ ثقہ، مامون تھے، دین کی فقاہت، علم اور ورع سے مالا مال تھے۔ بہت زیادہ احادیث کو بیان کیا، اور آپ عادل و منصف حکمران تھے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو۔''

امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا نَعْلَمُ اَحَدًا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا كَانَ آخِذٌ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ ." (تهذيب الكمال: ۲۱/ ٤٤٠)

''ہم نے اپنی زندگی میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی طرف رجوع کرنے والا نہیں دیکھا۔''

خصیف بن عبدالرحمٰن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا رَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ." (تهذيب الكمال: ۲۱/ ٤٤٠)

''میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے بہتر کبھی بھی کوئی آدمی نہیں دیکھا۔''

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا كَانَتِ الْعُلَمَاءُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِلَّا تَلَامِذَةً ."

(تهذيب الكمال: ۲۱/ ٤٤٠)

''علماء و محدثین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے تلامذہ کی حیثیت رکھتے تھے۔''

جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی وفات کی خبر جلیل القدر تابعی حسن بصری رحمہ اللہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا:

"مَاتَ خَيْرُ النَّاسِ ، وَمَنَاقِبُهُ وَفَضَائِلُهُ كَثِيْرَةٌ جِدًّا ." (تهذيب الكمال: ۲۱/ ٤٤٥)

''لوگوں میں سے بہترین انسان فوت ہوا، اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ تھے۔''

خلیفہ راشد:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے علم و ورع، خوف الٰہی، اصلاح و ارشاد اور خلافت کو علی منہاج النبوہ چلانے کی وجہ سے کبار آئمہ محدثین نے ان کا شمار خلفائے راشدین کے ساتھ کیا اور انہیں پانچواں خلیفہ راشد شمار کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

"اَلْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ خَمْسَةٌ: اَبُوْبَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَ عُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَ عُمَرُ بْنُ

عَبْدِ الْعَزِيْزِ . " (مناقب الشافعی: ١/ ٤٤٨)

''خلفاء راشدین پانچ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان علی رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ۔''

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْخُلَفَاءُ خَمْسَةٌ: اَبُوْبَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَعُثْمَانُ ، وَعَلِيٌّ ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ . " (سنن ابی داود، رقم الحدیث: ٤٦٣١)

''خلفاء پانچ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔''

مجدد دین:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا .))

(سنن ابی داود، الملاحم، باب ما یذکر فی قرن المائة، رقم: ٤٢٩١)

''اللہ عزوجل ہر سو سال کے شروع یا آخر میں اس امت کے اندر ایک آدمی پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کو از سر نو مضبوط کرے گا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ درج بالا صحیح حدیث سے متعلق فرماتے ہیں: وہ تمام اوصاف حمیدہ جو ایک مجدد دین کے لیے ضروری ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے علاوہ کوئی شخص ان سے متصف دکھائی نہیں دیتا۔

(فتح الباری: ١٣/ ٢٩٥)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کو خلفاء راشدین میں شمار کیا، فرماتے ہیں:

"اَلْإِمَامُ الْحَافِظُ ، اَلْعَلَّامَةُ ، الْمُجْتَهِدُ ، الزَّاهِدُ الْعَابِدُ ، اَلسَّيِّدُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا . اَلْخَلِيْفَةُ الزَّاهِدُ الرَّاشِدُ...... كَانَ مِنْ اَئِمَّةِ الْاِجْتِهَادِ وَمِنْ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ . " (سیر اعلام النبلاء: ٥/ ١١٤)

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ امام، حافظ الحدیث، بہت زیادہ وسعت علم کے مالک، مجتہد، دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے، عبادت گزار، سید، مومنوں کے حقیقی امیر...... زاہد، خلیفہ راشد تھے۔ آپ آئمہ مجتہدین اور خلفاء راشدین میں سے تھے۔''

فقیہ امت:

اب تک جتنی بھی دینی علوم پر مشتمل کتب تحریر کی گئیں وہ کسی بھی علم مثلاً حدیث، علوم حدیث، علوم قرآن،

جہاد وسیر، احکام وفرائض وغیرہ سے متعلق ہوں ان میں جا بجا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے دینی فہم سے محدثین نے احادیث کے مسائل کو واضح کیا، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو ہر وہ بندہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اسے بخش دیا جاتا ہے، سوائے اس کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان بغض اور ناراضی ہو تو کہا جاتا ہے انہیں مہلت دو حتیٰ کہ صلح کر لیں۔''

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِذَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا الشَّيْءِ، وَاِنَّ عُمَرَبْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَطّٰى وَجْهَهٗ عَنْ رَجُلٍ." (سنن ابی داود، رقم الحدیث: ٤٩١٦)

''اگر یہ مقاطعہ اللہ کے لیے ہو تو اس پر یہ وعیدیں نہیں ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔''

کتب فقہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے احادیث سے ایسے استدلالات کو آئمہ فقہ ومحدثین نے بکثرت بیان کیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں متعدد مقامات پر سیدنا عمر رحمہ اللہ کے فتاوی اور اقوال سے استدلال کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، وَيَذْكُرُ مَحَاسِنَهٗ، وَيَنْشُرُهَا، فَاعْلَمْ اَنَّ مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِكَ خَيْرًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ." (سیرۃ عمر بن عبدالعزیز لابن الجوزی، ص: ٦١)

''جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے محبت رکھتا ہے، ان کی خوبیوں کو بیان کرتا اور ان کو پھیلاتا ہے، تو جان لو ان شاء اللہ اس کے پیچھے خیر ہی خیر ہوگی۔''

حکومتی مناصب:

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ طیبہ کے گورنر رہے، ۹۹ ھ میں اپنے چچا زاد بھائی سلیمان بن عبدالملک کی وفات کے بعد خلافت سنبھالی۔ آپ نے خلافت سنبھالنے کے بعد شورائی نظام کو اختیار کیا، حکومت اور عمال کی تعیناتی میں امانت ودیانتداری کو معیار بنایا، عدل وانصاف کو فروغ دیا، معاشرتی خوشحالی اور اقتصادی ترقی کو یقینی بنایا، قومی آمدنی اور دولت وثروت کی عادلانہ تقسیم کی، حکومتی مصالح میں اخراجات کے قبلہ کو درست کیا، کتاب وسنت اور سنت خلفائے راشدین کو لازم پکڑا۔ الغرض ہر وہ خوبی جو ایک اچھی حکومت اور حکمران کے لیے ضروری

تھی اس کو اختیار کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں انقلاب برپا کر دیا، سیدنا عمر رحمہ اللہ کی خلافت و امارت کو یہاں زیادہ زیر بحث لانے کی بجائے دورانِ خلافت ان کی علمی و عملی خدمات کا ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے لہٰذا انہیں ہی اختصار سے بیان کیا جاتا ہے۔

بعد از خلافت پہلا خطبہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عنان حکومت سنبھالنے کے بعد اپنی رعایا سے جو پہلا خطاب ارشاد فرمایا، وہ ان کے کتاب و سنت سے متعلق جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ جس سے ان کی خلافت کے مقاصد کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا كِتَابَ بَعْدَ الْقُرْآنِ، وَلَا نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَلَا وَإِنِّي لَسْتُ بِقَاضٍ، وَلٰكِنِّي مُنَفِّذٌ أَلَا إِنِّي لَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ وَلٰكِنْ مُتَّبِعٌ......"

(تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٤٢)

''لوگو! بے شک قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں اور محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، میں قاضی فیصلہ کرنے والا نہیں بلکہ کتاب وسنت کو نافذ کرنے والا ہوں، میں بدعتی نہیں بلکہ متبع (کتاب وسنت کا پیروکار) ہوں۔ میں تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں۔ البتہ تم سے زیادہ بوجھ مجھ پر لادا گیا ہے، ظالم حکمران سے بھاگنے والے کو بھاگنے والا شمار نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھو! خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کی جاتی۔''

عقائد اہل سنت کا احیاء:

کتاب وسنت سے ثابت شدہ عقائد اہل سنت کا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے زبردست اہتمام کیا، ان کی نشر واشاعت، تعلیم وتعلم، درس وتدریس اور عام لوگوں میں ان کو پھیلانے کا آپ میں جذبہ صادقہ تھا۔ سیدنا عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے ادوار میں فتن کے ظہور کی وجہ سے عام لوگوں کے عقائد میں کچھ بگاڑ آ گیا تھا۔ آپ نے اس کی اصلاح کا خاص اہتمام کیا اور کتاب وسنت سے ثابت شدہ عقائد صحیحہ کو مختلف مواقع پر بیان فرمایا، عقائد اہل سنت کی بابت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اقوال وآثار کو "الآثار الواردة عن عمر بن عبدالعزيز في العقيدة" کے عنوان سے ڈاکٹر حیات بن محمد جبریل نے کتابی شکل میں جمع کیا اور اس عملی کام پر انہیں ڈاکٹریٹ (P.H.D) کی ڈگری بھی مل چکی ہے۔ (بحوالہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز، از ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی، ص: ۱۴۴)

کتاب وسنت کا اتباع:

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کتاب وسنت اور ان سے متعلقہ علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تمام علماء ومحدثین نے آپ کی جلالت علمی اور فقاہت پر اتفاق کیا، اسی علمی شان کی وجہ سے آپ کتاب وسنت کا بے حد اتباع اور التزام کیا کرتے تھے، آپ نے مسند خلافت سنبھالنے کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا: اس میں اپنے عقیدہ وعمل کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "اَلَا اِنِّیْ لَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ وَلٰکِنْ مُتَّبِعٌ" ''خبردار! میں بدعتی نہیں بلکہ کتاب وسنت کا اتباع کرنے والا ہوں۔'' (تهذيب الكمال: ٢١/ ٤٤٢)

خلیفہ بننے کے بعد آپ نے اپنے ماتحت مختلف علاقوں کے گورنروں کے نام لکھ بھیجا: امابعد! میں تم لوگوں کو اللہ کے تقویٰ کی، اس کی کتاب قرآن مجید کو لازم پکڑنے اور اس کے پیغمبر ﷺ کی سنت وسیرت کی اقتداء کی وصیت کرتا ہوں۔ (سيرة عمر لابن عبدالحكيم، ص: ٦٥)

اسی طرح آپ نے خوارج کو خط لکھا تو ان سے بھی یہی کہا کہ ''میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی طرف بلاتا ہوں۔'' (سيرة عمر لابن عبدالحكيم، ص: ٦٨)

عبیداللہ بن عمر کہتے ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دفعہ خطبہ دیا تو فرمایا:

"يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ بَعْدَ نَبِيِّكُمْ نَبِيًّا، وَلَمْ يُنْزِلْ بَعْدَ هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ كِتَابًا، فَمَا اَحَلَّ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ فَهُوَ حَلَالٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَا حَرَّمَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، اَلَا وَاِنِّيْ لَسْتُ بِقَاضٍ، وَلٰكِنِّيْ مُنْفِذٌ، اَلَا اِنِّيْ لَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ وَلٰكِنْ مُتَّبِعٌ، وَلَسْتُ بِخَيْرٍ مِّنْكُمْ غَيْرَ اَنِّيْ أَثْقَلُكُمْ حِمْلًا، اَلَا وَاِنَّهٗ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ أَنْ يُّطَاعَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، اَلَا هَلْ أَسْمَعْتُ؟" (سنن دارمی، رقم الحديث: ٤٤٧، حلية الاولياء لابی نعيم: ٥/ ٢٩٥)

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارے نبی کے بعد کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا اور جو اس نے اپنے نبی پر کتاب نازل کی اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں کرے گا، جو اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر حلال کیا وہ قیامت کے دن تک کے لیے حلال ہے اور جو اس نے اپنے نبی کی زبان پر حرام کر دیا ہے وہ قیامت کے دن تک حرام ہے۔ خبردار! میں قاضی نہیں بلکہ احکام جاری کرنے والا ہوں، میں بدعتی نہیں بلکہ سنت کا اتباع کرنے والا ہوں، میں تم سے بہتر نہیں، سوائے اس کے کہ مجھ پر تم سے زیادہ

بوجھ ہے۔ خبردار! اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے حق میں یہ بات جائز نہیں کہ اللہ کی نافرمانی کر کے اس کی اطاعت کی جائے۔ خبردار! کیا میں نے تم کو سنا دیا؟''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی میں عمل بالکتاب والسنہ کی جھلک ہر مقام پر دکھائی دیتی ہے، چند ایک واقعات کے لیے دیکھئے مسند عمر بن عبدالعزیز حدیث نمبر ۶۴، ۶۸، ۷۹، ۸۴، ۸۵، ۹۶، ۹۷۔

مشاجرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ:

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ دیگر آئمہ سلف کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کو بیان کرتے اور اس سلسلہ میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی آثار اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کا مظہر ہیں، آپ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر لب کشائی سے گریز کرتے اور اس بات کو سخت ناپسند جانتے کہ صحابہ کے اختلافات کو ذکر کیا جائے۔

محمد بن نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک دفعہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

''اَمْرٌ أَخْرَجَ اللّٰهُ أَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا تَعْلَمُوْنَ أَلْسِنَتَكُمْ فِيهِ . ''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ٥/ ٣٨٢)

''یہ وہ معاملہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں کو دور رکھا تو تم اپنی زبانوں کو اس معاملہ میں کیوں داخل کرتے ہو۔''

یزید بن بشر رحمہ اللہ کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے سیدنا علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کے بارے جنگ جمل اور جنگ صفین سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''تِلْكَ دِمَاءٌ كَفَّ اللّٰهُ يَدَيَّ عَنْهَا ، وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ أَغْمِسَ لِسَانِي فِيهَا . ''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ٥/ ٣٩٤)

''یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں کو محفوظ رکھا، اور میں اس میں اپنی زبان کو ڈبونا پسند نہیں کرتا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ جَالِسَاهُ عِنْدَهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، وَجَلَسْتُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ إِذَا أُتِيَ بِعَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ فَأُدْخِلَا بَيْتًا وَأُجِيفَ الْبَابُ

وَاَنَا اَنْظُرُ، فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ خَرَجَ عَلِیٌّ وَهُوَ یَقُوْلُ قُضِیَ لِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ ثُمَّ مَا کَانَ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ خَرَجَ مُعَاوِیَةُ وَهُوَ یَقُوْلُ غُفِرَلِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ . "

(البدایه والنهایه لابن کثیر: ۷/ ۲۷۸)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جبکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس بیٹھے ہیں، میں نے سلام عرض کیا، اور بیٹھ گیا، میں بیٹھا ہی تھا کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا، پھر جلد ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور وہ فرما رہے تھے، رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے، پھر جلد ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باہر تشریف لائے اور وہ فرما رہے تھے: رب کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا ہے۔"

کتاب وسنت کی نشر واشاعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علم نبوت کو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حاصل کیا، خلافت راشدہ میں اس علم کی نشر واشاعت کے لیے مختلف علاقوں میں مدارس قائم کیے گئے جنہوں نے کتاب وسنت کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا، ان مدارس و مکاتب کی وجہ سے نومسلموں اور اہل عجم میں علم کی تڑپ اور لگن جاگی جس کے نتیجہ میں کثیر تعداد میں عجمی اصحاب علم ودانش پیدا ہوئے، خلفائے راشدین کے بعد خلافت بنو امیہ میں بھی اس کام کو تندہی کے ساتھ انجام دیا گیا۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تعلیم وتربیت مدینہ منورہ کے انہی قائم شدہ مدارس سے پائی تھی لہٰذا وہ ان کی اہمیت وضرورت سے بخوبی آگاہ تھے اس لیے وہ مختلف علاقوں میں حسب ضرورت وقت کے کبار علماء کو تعلیم وتعلّم کے لیے روانہ کرتے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے جلیل القدر تابعی نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

"قَالَ عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: بَعَثَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ نَافِعًا اِلٰی اَهْلِ مِصْرَ یُعَلِّمُهُمُ السُّنَنَ . " (تذکرة الحفاظ: ۱/ ۱۰۰)

"عبیداللہ بن عمر نے کہا: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نافع رحمہ اللہ کو اہل مصر کی طرف رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی تعلیم دینے بھیجا تھا۔"

آپ کی طرف سے جب گورنروں کے نام فرامین جاتے تو وہ اسلامی اقدار، کتاب وسنت کے اصولوں کی نشر واشاعت، شریعت کے احیاء اور معاشرے میں رائج غیر شرعی امور کی نشاندہی پر مبنی ہوتے، آپ نے ایسا ہی

ایک فرمان عدی بن عدی کے نام جاری کیا تو اس میں لکھا:

"إِنَّ لِلإِيْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُوْدًا وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيْمَانَ، فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِهَا، وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلٰى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيْصٍ." (صحيح بخاري، الايمان، باب قول النبي ﷺ بني الاسلام على خمس، قبل الحديث: ٨، تعليقاً)

''ایمان چند فرائض، احکام، حدود اور سنن کا نام ہے، جس نے ان کو مکمل کر لیا اس نے ایمان کی تکمیل کر لی، اور جس نے ان کی تکمیل نہ کی اس نے ایمان کو مکمل نہیں کیا، اگر میں زندہ رہا تو ان تمام اجزاء کو تمہارے سامنے واضح کر دوں گا تاکہ تم لوگ ان پر عمل کرو، اور اگر میں فوت ہو گیا تو مجھے تمہارے ساتھ رہنے کی تمنا بھی نہیں ہے۔''

دینی اصلاحات اور ان کی نشر واشاعت کے اسی جذبہ نے آپ کے عہد خلافت میں ہر کام میں دینی روح ایک امتیازی خوبی بن گئی اور لوگوں کا مزاج بھی بدل گیا اور ان میں دین داری آ گئی، عبادت کا شوق بڑھا، دین کی اشاعت کا جذبہ پروان چڑھنے لگا۔

علماء کے وظائف:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مختصر دور خلافت میں دینی علوم کی وسیع پیمانے پر نشر واشاعت کا ایک اہم سبب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا علماء دین کو معاشی فکر سے آزاد کرنا بھی تھا، آپ نے علماء وطلباء کے حسب مراتب وظائف مقرر کیے۔ چنانچہ ابوبکر بن ابی مریم بیان کرتے ہیں:

"كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ إِلٰى وَالِي حِمْصَ: مُرْ لِأَهْلِ الصَّلَاحِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ بِمَا يُغْنِيْهِمْ لِئَلَّا يَشْغَلَهُمْ شَيْءٌ عَنْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَمَا حَمَلُوْا مِنَ الْأَحَادِيْثِ."

(شرف أصحاب الحديث: ٦٤، تاريخ ابوزرعه الدمشقي: ١/ ٦٣٤)

''حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حمص کے گورنر کے نام فرمان جاری کیا کہ علماء وصلحا کے لیے بیت المال سے وظائف مقرر کیے جائیں جو ان کی ضروریات کو پورا کریں تاکہ وہ یکسو ہو کر تلاوت قرآن اور احادیث کی تدریس کر سکیں۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"وَقَدْ كَانَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُعْطِيْ مَنِ انْقَطَعَ إِلٰى مَسْجِدِ الْجَامِعِ مِنْ بَلَدِهٖ وَغَيْرِهَا،

لِلفِقْهِ، وَنَشْرِ الْعِلْمِ، وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فِیْ كُلِّ عَامٍ مِّنْ بَيْتِ الْمَالِ مِئَةَ دِيْنَارٍ . "
(البدایہ والنہایہ: ۹/ ۲۱٦)

''عمر بن عبدالعزیز ؒ ہر شہر کی جامع مسجد وغیرہ میں قرآن وحدیث کی تعلیم، نشر واشاعت اور تلاوت قرآن کے لیے آنے والوں کو سالانہ بیت المال سے ایک سو دینار وظیفہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔''

امام ابن عبدالبر ؒ یحییٰ بن ابی کثیر ؒ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

"كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ إِلٰى عُمَّالِهٖ أَنْ اَجْرُوْا عَلٰى طَلَبَةِ الْعِلْمِ الرِّزْقَ وَفَرِّغُوْهُمْ لِلطَّلَبِ . "

''عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اپنے عمال کے نام یہ فرمان جاری کیا کہ طالب علموں کے لیے وظائف جاری کیے جائیں، اور انہیں حصول علم کے لیے فرصت مہیا کی جائے۔'' (جامع بیان العلم: ۱/ ٦٤٧)

تدوین حدیث:

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے دینی علوم کو کتابی شکل میں مرتب کرنے پر بھی توجہ دی آپ کا مشہور ومعروف قول ہے:

"قَيِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ . " (البدایہ والنہایہ: ۹/ ۲۱۸)

''علم کو لکھ کر محفوظ کرو۔''

آپ نے مختلف علاقوں کے علما کو احادیث لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ عبداللہ بن دینار ؒ فرماتے ہیں:

"كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ إِلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ انْظُرُوْا حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاكْتُبُوْهُ فَإِنِّيْ قَدْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ اَهْلِهٖ . "

(سنن دارمی، رقم الحدیث: ۵۰۵)

''حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اہل مدینہ کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی طرف دیکھو اور انہیں تحریر کرو کیونکہ میں علم کے مٹ جانے اور اہل علم کے چلے جانے سے خوفزدہ ہوں۔''

ابن شہاب زہری ؒ فرماتے ہیں:

"أَمَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ بِجَمْعِ السُّنَنِ، فَكَتَبْنَا دَفْتَرًا دَفْتَرًا فَبَعَثَ إِلٰى كُلِّ أَرْضٍ لَهٗ عَلَيْهَا سُلْطَانٌ دَفْتَرًا . " (جامع بیان العلم لابن عبدالبر: ۱/ ۳۳۱)

''عمر بن عبدالعزیز ؒ نے ہمیں احادیث کو جمع کرنے کا حکم دیا، پھر ہم نے ان کے نسخے تیار کیے تو

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی سلطنت میں ہر جانب ایک ایک نسخہ بھیجا۔"

امام بخاری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ کو احادیث لکھ کر جمع کرنے کا حکم دیا۔ (صحيح بخاری، قبل الحديث: ١٠٠، تعليقاً)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ابوبکر بن حزم کو دیئے جانے والے حکم سے متعلق لکھتے ہیں:

"يُسْتَفَادُ مِنْهُ اِبْتِدَاءِ تَدْوِيْنِ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ ، وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ يَعْتَمِدُوْنَ عَلَى الْحِفْظِ ، فَلَمَّا خَافَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَكَانَ عَلٰى رَأْسِ الْمِائَةِ ، مِنْ ذِهَابِ الْعِلْمِ بِمَوْتِ الْعُلَمَاءِ ، رَأٰى اَنَّ فِيْ تَدْوِيْنِهِ ضَبْطًا لَهُ وَاِبْقَاءً ."

(فتح الباری: ١/ ١٩٤)

"اس سے احادیث نبویہ کی تدوین کا پتہ چلتا ہے اور اس سے پہلے (عموماً) لوگ زبانی یاد کرنے پر ہی اکتفا کرتے تھے، جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کبار علما کی وفات سے علماء کے رخصت ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے تدوین میں احادیث کے ضبط و بقاء کو بہتر خیال کیا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابی شکل میں تدوین کے باقاعدہ آغاز کا اعزاز حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حاصل ہوا، البتہ احادیث کی کتابت وتحریر کا سلسلہ عہد نبوی میں ہی شروع ہو چکا تھا جیسا کہ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے مقدمۃ الکتاب میں واضح کیا گیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جہاں دیگر علماء کو تدوین علم کی طرف راغب کیا خود بھی احادیث لکھیں، خطوط کے ذریعے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منگوایا، احادیث بیان کرنے والے آئمہ محدثین کو دربار خلافت میں بلا کر ان سے احادیث سنیں اور انہیں تحریر کیا۔ (مسند عمر بن عبدالعزيز، رقم الحديث: ٦٣، ٨٢، ٩٦)

وفات:

خلیفہ زاہد، مصلح کبیر، عالم ربانی مجدد وقت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے چالیس سال عمر پائی، قریبا اڑھائی سال مسند خلافت پر متمکن رہے، رجب کے مہینہ میں جمعہ کے دن ۱۰۱ ہجری میں وفات پائی۔

آپ کی وفات سے متعلق معروف ہے کہ آپ کے غلام نے آپ کو آزادی کے لالچ اور ایک ہزار دینار انعام کے عوض زہر دیا۔ جو آپ کی وفات کا سبب بنا۔ (تذكرة الحفاظ: ١/ ١٢٠)

گویا آپ کو شہادت جیسی عظیم موت نصیب ہوئی۔ رحمة واسعة .

کتاب کی سند کے بارے

(ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ)

اس کتاب کی سند میں چار افراد ہیں جن کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

(۱) ابن المظفر:

ان کا نام ابوالحسین محمد بن المظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن سلمہ بن ایاس البزاز ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حافظ، صاحب فہم، پرہیزگار سچے اور کثیر الاحادیث تھے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ سے متعلق مروی ہے آپ ان کی جلالت علمی کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم کرتے اور ان کی موجودگی میں سند بیان نہیں کرتے تھے۔

عتیقی اور ابن ابی الفوارس کہتے ہیں، آپ ثقہ، مامون اور اچھے حافظے کے مالک تھے۔ مزید کہا: ان تک احادیث پہنچیں جنہیں انہوں نے یاد کیا اور ان کا علم پایا، آپ بہت عرصہ تک اپنے اساتذہ کے پسندیدہ شاگرد رہے اور ان کے ہاں ہمیشہ اہمیت کے حامل رہے۔

اساتذہ:

آپ نے بنان بن احمد الدقاق، قاسم بن زکریا المطرز، عمر بن حسین بن نصر الحلبی، حامد بن محمد بن شعیب البلخی، ہیثم بن خلف الدوری، محمد بن جریر الطبری، عبداللہ بن صالح البخاری، احمد بن حسن بن عبدالجبار الصوفی، محمد بن محمد الباغندی، عبداللہ بن محمد البغوی، ابوبکر بن ابوداود، یحییٰ بن محمد بن صاعد، جیسے دیگر بغداد کے کبار علماء سے احادیث سنیں۔

احادیث کے سلسلہ میں آپ نے بہت زیادہ سفر کیے۔ آپ نے ابوعروبہ حسین بن محمد بحران، ابوالحسن بن جوصا وغیرہ سے دمشق میں اور ابو جعفر الطحاوی، محمد بن زیات اور علی بن احمد بن سلیمان علان سے مصر میں احادیث لکھیں۔

شاگرد:

آپ کے شاگردوں میں امام دارقطنی اور ابن شاہین وغیرہ ہیں۔ اسی طرح محمد بن ابو الفوارس، ابوبکر

البرقانی، ابونعیم الاصبہانی، حسن بن محمد الخلال اور ابو القاسم الازہری کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے احادیث کو بیان کیا۔ (تاریخ بغداد: ۳/ ۲٦۲- ۲٦٤)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں بارہویں طبقہ میں شمار کیا اور فرمایا: "اَلْحَافِظُ، الْإِمَامُ، الثِّقَةُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ"، "آپ حافظ الحدیث، ثقہ، امام اور محدث عراق ہیں۔" (تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۹۸۰)

آپ امام ابوبکر محمد بن محمد بن حارث الباغندی (صاحب کتاب) کے خاص شاگردوں میں سے تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: "عِنْدِیْ عَنِ الْبَاغِنْدِیِّ مِائَةُ اَلْفِ حَدِیْثٍ." "میرے پاس باغندی کے واسطہ سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں۔" (تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۹۸۱)

(۲) ابومحمد حسن بن علی الجوہری:

ابن المظفر سے روایت کرنے والے اس کتاب مسند عمر بن عبدالعزیز کے دوسرے راوی ابومحمد حسن بن علی الجوہری ہیں۔

نام ونسب:

آپ کا نام ابومحمد حسن بن علی بن محمد بن حسن بن عبداللہ الجوہری الشیرازی البغدادی ہے۔

ولادت:

ان سے ان کی تاریخ ولادت سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے شعبان ۳٦۳ھ بتائی۔

اساتذہ:

آپ نے ابوبکر بن مالک القطیعی، حسین بن محمد بن عبید العسکری، محمد بن احمد بن المتیم، علی بن محمد بن احمد بن کیسان النحوی، ابوسعید الخرقی، ابراہیم بن احمد الخرقی، عبدالعزیز بن جعفر الخرقی، علی بن محمد بن الفتح الملحی، محمد بن احمد بن یحییٰ العطشی، ابوحفص الزیات، علی بن محمد بن لؤلؤ، محمد بن المظفر، ابوعمرو بن حیویہ، وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا اور ان سے احادیث کو لکھا۔ (تاریخ بغداد: ۷/ ۳۹۲)

ثقاہت وعدالت:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کَانَ ثِقَةً، اَمِیْنًا، کَثِیْرَ السَّمَاعِ" "آپ ثقہ، امین اور کثیر السماع تھے۔" (تاریخ بغداد: ۷/ ۳۹۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ قطیعی رحمہ اللہ کے دنیا میں قابل اعتماد اور سند والے آخری ساتھی تھے۔
(تذكرة الحفاظ: ٣/ ١١٢٨)

مزید فرمایا: دنیا میں علو روایت کی ان پر انتہا ہوئی، آپ نے بہت زیادہ مجالس میں احادیث لکھوائیں، آپ صاحب الحدیث تھے۔ (العبر للذهبی: ٣/ ٢١١)

وفات:

آپ ۷ ذی قعدہ ۴۵۴ھ بروز منگل فوت ہوئے، اور اسی دن تدفین عمل میں لائی گئی۔
(تاريخ بغداد: ٧/ ٣٩٢)

(۳) ابوالمواہب ابن الملوک:

الجوہری سے بیان کرنے والے اس کتاب کے تیسرے راوی ابوالمواہب ابن الملوک ہیں۔

نام ونسب:

ابوالمواہب احمد بن محمد بن عبدالملک، البغدادی، الوراق الفقیہ آپ بہت زیادہ نیک اور صاحب خیر تھے۔

اساتذہ:

آپ نے قاضی ابوالطیب، الجوہری، عبدالصمد بن مامون اور دیگر بے شمار لوگوں سے احادیث بیان کیں، علم فقہ اپنے استاد شیخ ابواسحاق سے حاصل کیا۔

وفات:

آپ نے اٹھاون سال عمر پائی اور ۵۲۵ میں وفات پائی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ (العبر: ٤/ ٦٤) اور ابن العماد نے (الشذرات: ٤/ ٧٣) میں کیا ہے۔

کتاب کے جزء ثانی میں ابوالمواہب کی متابعت ابن طبرزد کے دوسرے شیخ مسند العراق قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد الانصاری البغدادی البزار نے کی ہے، جو قاضی مارستان کے نام سے معروف ہے۔

یہ دونوں (ابوالمواہب اور ابوبکر محمد بن عبدالباقی البزار) ابواسحاق برکی کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ کیا، انہوں نے علی بن عیسیٰ الباقلانی، ابومحمد الجوہری، ابوالطیب الطبری اور دیگر محدثین سے سماع کیا، قاضی ابویعلی سے علم فقہ پڑھا، حساب اور علم ہندسہ کے علاوہ دیگر بہت سے علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے زمانہ میں سند حدیث کا علم ان پر ختم ہوتا تھا۔

ابن السمعانی کہتے ہیں، خوش گفتار، شیریں بیان، عمدہ محاوروں والے، خوش نویس، حدیث کو اچھے انداز سے پڑھنے والے تھے، میں نے تمام علوم وفنون پر نظرِ عمیق رکھنے والا ان جیسا انسان نہیں دیکھا۔

میں نے انہیں کہتے سنا، میں نے حدیث اور علوم حدیث کے علاوہ تمام علوم جن کو سیکھا، ان سے توبہ کرلی ہے۔

ابن رجب کہتے ہیں، آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔

ابن الجوزی کہتے ہیں میں نے انہیں ترانوے سال کی عمر میں دیکھا تو ان کے حواس مکمل طور پر صحیح تھے کچھ بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ عقل صحیح تھی، باریک عبارت بھی دور سے پڑھ لیتے تھے، یعنی نظر ٹھیک تھی۔

ابن الخشاب کہتے ہیں: صدوق الحدیث، روایات میں قابل اعتماد اور تحقیق کرنے والے تھے۔

ابن ناصر کہتے ہیں: جب دنیا سے گئے تو ان جیسی علمی شخصیت بعد میں موجود نہ تھی۔

ولادت ووفات:

آپ بروز منگل ۱۰ صفر ۴۴۲ھ کو پیدا ہوئے اور بروز بدھ ۲ رجب کو وفات پائی۔

دیگر تفصیل کے لیے دیکھئے (العبر: ٤/ ٩٧، ٩٦، الشذرات: ٤/ ١٠٨، ١٠٩)

(۴) ابن طبرزد:

ابوالمواہب اور قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی البزار دونوں سے اس کتاب کو بیان کرنے والے چوتھے راوی ابن طبرزد ہیں۔

نام ونسب:

مسند العصر، موفق الدین ابوحفص عمر بن ابوبکر محمد بن معمر بن احمد بن یحییٰ بن حسان المؤدب البغدادی الدارقزی۔ آپ نے ابن طبرزد کے نام سے شہرت پائی۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۵۱۰ھ میں ہوئی۔

اساتذہ:

آپ نے ابن الحصین، ابو غالب ابن البناء، قاضی ابوالفتح عبداللہ بن محمد بن محمد البیضاوی، قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری، شریف ابوالحسین محمد بن عبداللہ ابن المہتدی باللہ، ابو البرکات عبدالوہاب الانماطی،

ابوالقاسم اسماعیل بن احمد بن عمر بن اشعث السمر قندی، ابوالمواہب احمد بن محمد بن عبدالملک ابن ملوک اور ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نصر الزاغونی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، بہت زیادہ علم حاصل کیا، اصول یاد کیے اور کثیر احادیث کو روایت کیا، زندگی کے آخری ایام میں دمشق چلے آئے۔ علم حدیث کے مشتاق طلبا کا جم غفیر اکٹھا ہوگیا۔ جامع المنصور میں آپ نے کئی مجالس میں لوگوں کو احادیث لکھوائیں۔

وفات:

آپ نوے سال، سات ماہ زندہ رہے، آپ خوش طبع اور ہنس مکھ مزاج کے مالک تھے۔ بغداد میں ۹ رجب ۶۰۷ھ کو وفات پائی۔ (العبر: ٥/ ٢٤، الشذرات: ٥/ ٢٦)

امام فخر ابن البخاری نے بھی ان کے حالات اپنے شیوخ میں بیان کیے ہیں فرماتے ہیں، اور نویں شیخ المسند ابوحفص عمر بن ابوبکر...... نے ہمیں حدیث بیان کی۔ (النسخة المصورہ: ٦٠ ـ ٨٦)

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابن طبرزد تک اپنی سند کو ان کے حالات منجد المتجیز لروایة السنة والکتاب العزیز میں صفحہ ۲۸ پر بیان کر دیا ہے، وہاں سے دیکھی جا سکتی ہے۔

مَا أَسْنَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ احادیث

[1]...... ثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الْحَرَسِ.

تخریج الحدیث اسناده ضعيف: سنن ابن ماجه، الجهاد، باب فضل الحرس والتكبير فی سبيل الله (٢٧٦٩)۔ سنن دارمی، الجهاد، باب فی الذی يسهر فی سبيل الله حارسا (٢٤٤٦) اس حدیث کی سند کا دارومدار، صالح بن محمد بن زائدہ ابو واقد اللیثی المدنی المتوفی ۱۴۰ھ پر ہے، اس کو امام بخاری، ابوداود، نسائی اور دارقطنی رحمہم اللہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

ترجمة الحدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ محافظوں (مسلمانوں کا تحفظ کرنے والے مجاہدین) کی چوکیداری کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔''

[2]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ، نا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، نا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الْحَرَسِ

تخریج الحدیث اسناده ضعيف: سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، رقم: ٢٧٦٩.

ترجمة الحدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ محافظوں کی چوکیداری کرنے والوں پر رحمت فرمائے۔''

شرح الحدیث ①...... امام دارمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی صحابی رسول عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ [1] گویا یہ روایت منقطع بھی ہے۔

②...... اللہ کی راہ میں پہرہ دینا اور مجاہدین اسلام کی چوکیداری باعث فضیلت ہے، دیگر احادیث میں اس کا بیان موجود ہے۔

[1] سنن دارمی: ۲/ ۲۰۳.

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفَتَّانَ)) ❶

''ایک دن اور ایک رات سرحد پر پہرہ دینا، ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے، اور اگر (پہرے دار) فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جس کو وہ انجام دے رہا تھا (آئندہ) اسی طرح جاری رہے گا، اس کے لیے اس کا رزق جاری کیا جائے گا اور وہ (قبر وحشر) کے فتنوں سے بھی محفوظ رہے گا۔''

③......معلوم ہوا اللہ کی راہ میں پہرہ دینا، مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، عظیم عمل ہے، اس عمل کو بجا لانے والے مجاہدین کو ایک ماہ کے مسلسل روزوں، راتوں کے قیام سے زیادہ اجر وثواب ملتا ہے، اعمال حسنہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، تلاوت ذکر واذکار اور دیگر عبادات جنہیں وہ معمول کے مطابق ادا کر رہے ہوتے ہیں، ان کا اجر مسلسل قیامت تک ملتا رہے گا، اس دوران نیند کی قربانی دینے اور بیدار رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پہرہ دار کی آنکھوں کو جہنم سے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .)) ❷

''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئی (۲) اور وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں رات پہرہ دیتے ہوئے گزاری۔''

④......''اَلْحَرَس'' حارس کی جمع ہے، جس طرح خادم کی جمع الخدم اور طالب کی جمع اَلطَّلَبُ ہے۔ اور ''حَرَس'' سے مراد وہ لشکر ہے جو مسلمانوں کی نگہبانی وحفاظت کرتا ہے، لہٰذا ''حَارِسُ الْعَسْكَرِ'' کا معنی ہوا ''حَارِسًا لِلْحَرَسِ'' یعنی ''فوج کی نگہبانی کرنے والا۔'' (ب، د)

⑤......''اَلْحَرَس'' بادشاہ کی حفاظت اور چوکیداری پر مامور خادم کو کہا جاتا ہے اس کا واحد ''حرسی'' ہے۔ (ع، ت)

❶ صحيح مسلم، الامارہ، باب فضل الرباط فی سبيل الله عزوجل، رقم الحديث: ۱۹۱۳ .

❷ سنن ترمذی، فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل الحرس فی سبيل الله، رقم الحديث: ۱۶۳۹، وقال: حسن غريب وصححه الالبانی، صحيح سنن ترمذی، رقم الحديث: ۱۳۳۸ .

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی یوسف بن عبداللہ کے واسطہ سے بیان کردہ احادیث

[3]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، نا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَرْفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

تخريج الحديث سنن ابی داود، الادب، باب الهدى فی الكلام: (٤٨٣٧) امام البانی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے، ضعيف سنن أبي داود: (٤١٩٧)، سلسلة الضعيفه: (١٧٦٨)

ترجمة الحديث یوسف بن عبداللہ بن سلام سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بیٹھ کر باتیں کرتے تو اپنی نظر کو کثرت کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔

[4]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَلَّمَا يَتَحَدَّثُ. وَذَكَرَ مِثْلَهُ.

تخريج الحديث حلية الاولياء لابی نعيم: ٥/ ٣٦١۔ شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اس حدیث اور حدیث نمبر (۳) سے متعلق فرماتے ہیں: هذان السندان يتقوى احدهما بالآخر، یعنی ان دونوں احادیث کی اسناد ایک دوسری کی تقویت کا سبب بنتی ہیں۔

ترجمة الحديث حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کبھی گفتگو فرماتے۔ اور آگے گذشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

شرح الحديث ①...... مذکورہ روایت کی تائید صحیح مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے انداز گفتگو سے متعلق فرماتے ہیں:

((وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.)) ❶

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان أنّ بقاء النبي صلى الله عليه وسلم ... ، رقم الحديث: ٢٥٣١.



"اور آپ اکثر گفتگو کرتے ہوئے آسمان کی طرف سر مبارک اٹھاتے تھے۔"

②...... رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مخاطب ہوتے تو پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی جانب توجہ فرماتے، جب کوئی ملاقات کے لیے آتا تو اس کی بات غور سے سنتے جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا اس کی جانب سے توجہ نہ ہٹاتے تھے۔ بات ٹھہر ٹھہر کر مخاطب کے فہم کے مطابق کرتے۔ ہر سننے والا مقصود کو پا لیتا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((کان کَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَلَامًا فَصْلًا یَفْهَمُهُ کُلُّ مَنْ سَمِعَهُ .)) ❶

"رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا ہر لفظ الگ الگ اور واضح ہوتا تھا، جو بھی سنتا اسے سمجھ لیتا۔"

معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ جلدی جلدی گفتگو کرنے کی بجائے ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ ایک ہی بات کو تین تین دفعہ سمجھانے کے لیے دہراتے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعِیْدُ الْکَلِمَةَ ثَلَاثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ .))

"رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات) ایک کلمہ کو تین بار دہراتے تا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔"

آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر اکثر مسکراہٹ سجی رہتی، عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَا رَأَیْتُ اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .)) ❷

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت مسکرانے والا نہیں دیکھا۔"

مذکورہ روایات سے افصح العرب والعجم، سید الرسل ﷺ کے طرز گفتگو کو سمجھا جا سکتا ہے، فصاحت و بلاغت اور جوامع الکلم سے مزین بات کو سمجھانے کا طریقہ انتہائی مناسب اور موزوں تھا۔ زبان نبوت سے نکلنے والا ایک ایک حرف سامعین کے دلوں کی گہرائیوں میں جگہ بنا لیتا تھا۔ نہ سننے والوں کو اکتاہٹ ہوتی اور نہ ہی وہ بیزار ہوتے۔ ہمہ تن گوش ہو کر آپ کی گفتگو شوق اور محبت سے سنتے۔ عام و خاص یکساں مستفید ہوتے۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیزِ عَنْ تَمِیمِ الدَّارِیِّ

[5]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ، نا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیدِ، نا یَزِیدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَزَرِیُّ، عَنْ یَزِیدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیزِ قَالَ: قَالَ تَمِیمٌ الدَّارِیُّ: نَهَی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَمْسٍ عَنِ اتِّخَاذِ اللِّمَمِ، وَلُبْسِ النِّعَالِ، وَجُلُوسِ

❶ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب الهدی فی الکلام، رقم الحدیث: ٤٨٣٩ .

❷ سنن ترمذی، المناقب، باب قول ابن جزء مارایت احدا اکثر تبسما ...... رقم الحدیث: ٣٦٤١، وقال: حسن .



فِي الْمَسَاجِدِ، وَأَنْ يَخْلُفَ بِالصَّفِّ، وَلُبُوسِ الرِّدَاءِ وَالْإِزَارِ بِغَيْرِ دِرْعٍ .

تخريج الحديث حديث ضعيف: یہ حدیث اور کسی کتاب سے نہیں مل سکی۔ اس کی سند میں دو علتیں ہیں

(۱) یزید بن خالد الجزری مجہول ہے۔ (الميزان: ٤/ ٤٢١، اللسان: ٦/ ٢٨٥) (۲) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔ شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حَـدِيْـثٌ ضَـعِيْفٌ" یہ حدیث ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ کاموں سے منع فرمایا: لمبے بال رکھنے، جوتے پہننے، مساجد میں بیٹھنے، صف سے پیچھے رہنے اور اوپر کی چادر اور تہبند بغیر زیر جامہ پہننے سے۔

شرح الحديث ①...... شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حَـدِيْـثٌ ضَـعِيْفٌ" یہ حدیث ضعیف ہے۔

②...... حدیث میں مذکور بعض امور صحیح احادیث کے خلاف ہیں، جیسا کہ بالوں کا لمبا رکھنا حالانکہ اگر بال آدمی کو دیگر ضروری امور سے غافل نہ کریں، ان کی صفائی کا خیال رکھا جائے تو شریعت کی پابندی کرتے ہوئے لمبے بال رکھنا درست ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرح کے بال رکھنا احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱) لِمَّة: سر کے وہ بال جو کندھوں تک آئیں۔ [1]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ .)) [2]

"میں نے کسی لمبے بالوں والے شخص کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا، آپ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے، آپ کے کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، قد بہت لمبا تھا نہ بہت چھوٹا تھا۔"

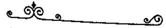
(۲) جُمَّةٌ، وہ بال جو کانوں کی لو سے نیچے کندھوں پر پڑتے ہوں۔ [3]

---

[1] لغات الحديث: ٤/ ١٦١ .

[2] صحيح مسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ، وانه كان احسن الناس، رقم الحديث: ٢٣٣٧، صحيح البخاري، رقم الحديث: ٥٩٠٣ .

[3] لغات الحديث: ١/ ٣٣٩ .



سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ، عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ﷺ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد کے آدمی تھے، دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، بال بڑے، کانوں کی لو تک تھے۔ آپ نے سرخ جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا، میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو حسین وجمیل نہیں دیکھا۔''

(۳) وفرہ، جو بال کانوں کی لو تک ہوں وہ وفر ہیں۔ ❷

③......رسول اللہ ﷺ نے کانوں کے نصف تک بھی بال رکھے، انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ''كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ''، رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے نصف حصہ تک تھے۔ ❸

④......رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کے موقع پر سر کے بال منڈائے تھے۔ ❹

معلوم ہوا مسنون طریقے سے لمبے بال رکھنا شرعاً جائز ہے۔ مگر آج کل فیشن کی وبا نے مسلمانوں کو اغیار کی نقالی پر لگا رکھا ہے جس کی وجہ سے بال بھی خلاف شرع رکھے جاتے ہیں اور اس میں مرد وزن یکساں شریک ہیں۔ کچھ بال بڑھا کر سر کے کچھ حصے کے بال منڈوانے سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔

عبیداللہ بن حفص رحمہ اللہ نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا ''قزع'' کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''بچے کے سر کے کچھ بال چھوڑ کر باقی منڈوا دینا۔ ❺

سر کے بالوں میں کنگھی کرنا، انہیں تیل لگانا، مانگ نکالنا، اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ تاہم ہر وقت کنگھی کرتے رہنا، اپنے آپ کو سنوارنے میں وقت ضائع کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

---

❶ صحيح مسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ وانه كان احسن الناس، رقم الحديث: ٢٣٣٧ .

❷ لغات الحديث: ٤/ ٥١٧ .

❸ صحيح مسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، رقم الحديث: ٢٣٣٨ .

❹ صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٣٠٥ .

❺ صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب القزع، رقم الحديث: ٥٩٢٠ ، صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة القزع، رقم الحديث: ٢١٢٠ .

((نهى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے بلا ناغہ روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔''

⑤...... جوتے استعمال کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم بھی دیا اور خود بھی استعمال کیے اور جوتا پہننے، اتارنے کے آداب کو بھی بیان کیا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ کے سفر میں یہ فرماتے سنا:

((اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ.)) ❷

''جوتوں کا بکثرت استعمال کرو، جب تک آدمی جوتا پہنے رہے سوار رہتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ سبتی جوتے کیوں پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

((فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا.)) ❸

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر بالوں کے چمڑے کے جوتے پہنتے دیکھا، آپ انہیں پہنے ہوئے ان میں وضو بھی کر لیتے اس لیے میں بھی ایسا جوتا استعمال کرنا پسند کرتا ہوں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ❹

رسول اللہ ﷺ جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں، پھر بایاں پہنتے اور اتارتے وقت پہلے بایاں، بعد میں دایاں اتارتے اور آپ نے اسی چیز کی تعلیم بھی دی۔ ❺

رسول اللہ ﷺ نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا یا تو دونوں جوتے پہنے جائیں یا پھر دونوں اتار دیئے جائیں۔ ❻ ایک پاؤں میں جوتا اور دوسرا ننگا رکھ کر چلنا پھرنا شائستگی اور تہذیب کے بھی منافی ہے۔

❶ سنن ابوداود، كتاب الترجل، باب النهى عن كثير من الارفاه، رقم الحديث: ٤١٥٩، سنن ترمذى، كتاب اللباس، باب ماجاء فى النهى عن الترجل الاغبا، رقم الحديث: ١٧٥٦، وقال: حسن صحيح.

❷ صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب استحباب لبس النعال...... رقم الحديث: ٢٠٩٦.

❸ صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، رقم الحديث: ٥٨٥١.

❹ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٥٨٥٠.

❺ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٥٨٥٤، ٥٨٥٦، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٠٩٧.

❻ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٥٨٥٥، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٠٩٧.

جوتوں کے استعمال کو عیش وعشرت، آسودہ حالی سمجھتے ہوئے ترک کر دینا جیسا کہ فی زمانہ بعض تصوف وفقر کے سلسلوں سے منسلک لوگ کرتے ہیں جہالت و لاعلمی پر مبنی ہے۔ اسی طرح بعض لوگوں کا کئی کئی سال تک جوتے نہ پہننے کی نذر مان لینا بھی شرعاً ناجائز ہے۔

⑥...... مساجد روئے زمین کے مبارک اور پاکیزہ حصے ہیں، ان میں مومن سکون و اطمینان محسوس کرتا ہے۔ آخرت کے تاجر اللہ سے سودے کرتے ہیں۔ تاجدار مدینہ نے مدینہ میں تشریف آوری کے ساتھ سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی، مسجد نبوی تعلیم وتعلم، تزکیہ نفس، درس و تدریس، دعوت وتبلیغ کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کا سیکرٹریٹ بھی تھی۔ خیر القرون میں تمام اہم امور کی انجام دہی مسجد ہی میں کی جاتی تھی۔ مساجد میں فضول بیٹھنا، سونا، بے مقصد حلقے بنانا، خود ساختہ درود وسلام، ذکر و اذکار اور شرکیہ نعتوں کے لیے اکٹھ کرنا، دنیاوی لین دین اور اغراض و مقاصد کے لیے اجتماع کرنا درست نہیں۔

⑦...... نماز باجماعت مساجد میں ادا کرنا اور صف بندی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اگلی صف کے مکمل ہونے پر پیچھے صف بنانی چاہیے۔ پہلی صف میں جگہ ہونے کی صورت میں پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، ہم اپنے علاقے سے آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کی بیعت کی اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی، پھر ایک اور نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا، جب وہ نماز پڑھ چکا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ((اِسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ ، لَا صَلَاةَ لِلَّذِيْ خَلْفَ الصَّفِّ)) ''شروع سے نماز پڑھ، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز نہیں۔'' [1]

اگر عورت کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے کوئی دوسری عورت نہ ہو تو اکیلی عورت صف کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ عورت مردوں کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی۔ اکیلی عورت صف بنا سکتی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

((صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا .)) [2]

[1] سنن ابن ماجه، الصلوات، باب صلاة الرجل خلف الصف وحده، رقم الحديث: ١٠٠٣، وصححه الالباني، ارواء الغليل: ٢/ ٣٢٨.

[2] صحيح بخاري، كتاب الاذان، باب المرأة وحدها تكون صفا، رقم الحديث: ٧٢٧.

''میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے جو ہمارے گھر میں تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے (اکیلی) تھیں۔''

⑧...... اسلام دین فطرت ہے اور فطرت سلیمہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان شرم و حیا کا پیکر ہو، بے حیائی، برائی اور فحاشی سے نفرت کرے۔ اسلام کا دیا ہوا لباس عفت و عصمت کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ لباس کے استعمال کا بنیادی مقصد ستر کو ڈھانپنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ٢٦)

''اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور زینت بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

عبادات کی ادائیگی کے وقت لباس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو مساجد میں جاتے ہوئے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا تو فرمایا:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ (الاعراف: ٣١)

''اے بنی آدم! ہر مسجد کے پاس اپنی زینت اختیار کرو یعنی لباس پہن لیا کرو۔''

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جاہلیت میں کوئی عورت بیت اللہ کا ننگی ہو کر طواف کرتی اور کہتی کون مجھے طواف کے لیے کپڑا دے گا، پھر وہ اس کو شرمگاہ پر ڈال لیتی اور کہتی:

اَلْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ
فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ

''آج اس (بدن) کا کچھ حصہ یا سارے کا سارا کھل جائے گا اور اس میں سے جو کھل گیا میں اسے دیکھنا کسی کے لیے حلال نہیں کروں گی۔''

اس پر اللہ رب العزت نے یہ آیت ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ نازل فرمائی۔ [1]

کئی مرد بھی ننگے ہو کر طواف کعبہ کرتے۔ ۹ ہجری میں جب مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج کیا تو رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ نہ کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ ہی کوئی شخص ننگا ہو

[1] صحیح مسلم، التفسیر، باب فی قوله تعالیٰ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ...... رقم الحدیث: ٣٠٢٨.

کر طواف کرے گا۔ ❶

طواف کعبہ اور نماز میں ستر کا چھپانا لازم وضروری ہے۔ ایسا لباس جس سے ستر کا چھپنا ممکن نہ ہو یا نماز کی ادائیگی کے دوران ستر کے کھل جانے کا اندیشہ ہو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ حدیث

[6]...... وَحَدَّثَنِي أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ، جَمِيعًا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ، قَالَ: قَدِمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْمَدِينَةَ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَوْمَئِذٍ أَمِيرٌ عَلَيْهَا، فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَيْهِ أَسْأَلُهُ عَنْ حَدِيثٍ بَلَغَهُ، حَدَّثَ بِهِ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ فِي قَوْمٍ خَرَجُوا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَأَغَارُوا عَلَى سَرْحٍ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَجَاشَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ، فَأَخَذَ مِنْهُمْ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَزَعَمَ أَنَّهُ صَلَبَ مِنْهُمُ اثْنَيْنِ، وَقَطَعَ اثْنَيْنِ، وَسَمَرَ اثْنَيْنِ. قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أُولَئِكَ كَانُوا أَقَرُّوا بِالْإِسْلَامِ وَهَاجَرُوا فَنَزَلُوا الْمَدِينَةَ، ثُمَّ خَرَجُوا رَغْبَةً عَنِ الْإِسْلَامِ، وَلَحِقُوا بِالْعَدُوِّ، فَاسْتَحَلَّ هَذَاكَ مِنْهُمْ. قَالَ: فَرَدَّنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَيْهِ، فَقَالَ: لَيْتَكَ أَنَّكَ لَمْ تُحَدِّثِ الْحَجَّاجَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، إِنَّمَا صَنَعَ هَذَا بِقَوْمٍ خَرَجُوا مِنَ الْإِسْلَامِ وَلَحِقُوا بِالشِّرْكِ؛ فَاسْتَحَلَّ هَذَا مِنْهُمْ، وَإِنَّ الْحَجَّاجَ اسْتَحَلَّ هَذَا مِنْ قَوْمٍ لَمْ يَخْرُجُوا مِنَ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يَلْحَقُوا بِالشِّرْكِ.

قَالَ: وَأَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ أَسْأَلَهُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتِّعَ بِسَوَادِ الشَّعْرِ، لَوْ عَدَدْتَ مَا أَقْبَلَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ مَا جَاوَزَ عِشْرِينَ شَيْبَةً - أَوْ قَالَ: لَمْ تَجِدْ مِنْ شَعْرِهِ عَشْرَ شَعَرَاتٍ بِيضٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي يُوسُفَ

تخريج الحديث صحيح: قصۂ عکل اور عرنیہ کتب صحاح میں ہے۔ دیکھیے، صحیح بخاری، الطب، باب الدواء بالبان الابل: (٥٦٨٥)، صحيح مسلم: القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين: (١٦٧١) خضاب سے متعلق حدیث کے دوسرے حصے کو امام حاکم نے مستدرک: ٢/

❶ صحيح بخاری، الحج، باب لا يطوف بالبيت عريان، رقم الحديث: ١٦٢٢.

۶۰۷ میں روایت کیا اور ''صحیح الاسناد'' کہا، امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

ترجمة الحديث عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے، انہوں نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ان دنوں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ کے گورنر تھے۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے مجھے ان کی طرف بھیجا تاکہ میں ان سے اس حدیث سے متعلق دریافت کروں جو انہیں حجاج بن یوسف نے ایسے لوگوں سے متعلق بیان کی جو مدینہ منورہ سے نکلے اور انہوں نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں لشکر کو روانہ کیا وہ ان میں سے چھ افراد کو پکڑ لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے دو کو سولی دی، دو کے اعضا کاٹ دیئے اور دو کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری گئیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان لوگوں نے اسلام قبول کیا، ہجرت کی، مدینہ میں رہائش پذیر رہے پھر اسلام سے نفرت کرتے ہوئے مرتد ہو گئے اور دشمنوں کے ساتھ جا ملے تو ان کے ساتھ ایسا کرنا جائز ٹھہرا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں، مجھے عمر بن عبدالعزیز نے دوبارہ ان کے پاس بھیجا اور فرمایا: کاش آپ حجاج کو یہ حدیث نہ بیان کرتے کیونکہ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ کیا جو مرتد ہو گئے اور مشرکین سے جا ملے جبکہ حجاج نے یہ سلوک ان لوگوں کے ساتھ کیا جو نہ مرتد ہوئے اور نہ ہی مشرکوں سے ملے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں، مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ میں ان سے پوچھوں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی لگاتے تھے؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کو سیاہ کرنے سے منع فرمایا، اگر تم نبی علیہ السلام کے سر اور داڑھی سے سفید بال شمار کرتے تو بیس سے تجاوز نہ کر سکتے۔ یا فرمایا: آپ نبی علیہ السلام کے بالوں میں سے دس بال بھی سفید نہ پائیں گے۔ اور یہ الفاظ ابو یوسف صیدلانی نے بیان کیے ہیں۔''

شرح الحديث مذکورہ روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دو باتیں پوچھی گئیں، عکل وعرینہ کے محاربین کی سزا اور دوسرا نبی علیہ السلام نے خضاب لگایا یا نہیں۔ ان دونوں سے متعلق کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

① ......عکل اور عرینہ قبائل کے کچھ لوگ غزوۂ خیبر سے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے تھے۔ انہیں مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی جس سے وہ بیمار ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ سے باہر چراگاہ میں بھیجا جہاں بیت المال کے اونٹ تھے کہ وہاں جا کر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو شفایاب ہو جاؤ گے۔ وہ اس طرح کرنے سے چند روز میں تندرست ہو گئے۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے ان کے تعاقب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جو انہیں گرفتار کر لائے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا، ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیری گئیں، انہیں دھوپ

میں پھینک دیا گیا وہ پانی طلب کرتے انہیں پانی نہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ [1]

②...... نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ بطور قصاص ایسا کیا تھا۔

③...... یہ لوگ بیک وقت بہت سے سنگین جرائم کے مرتکب ٹھہرے تھے مثلاً چوری، ارتداد، قتل ناحق، محاربہ زمین میں فساد وغیرہ۔

④......قتادہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ .)) [2]

"ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ اس واقعہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ کی ترغیب دلاتے اور مثلہ سے منع کرتے تھے۔"

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: "وَإِنَّمَا فَعَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ" "نبی ﷺ نے ان کے ساتھ یہ سلوک حدود کے نازل ہونے سے پہلے کیا۔" [3]

⑤......قرآن میں محاربین کی اللہ تعالیٰ نے چار سزائیں بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (المآئدة: ٣٣)

"ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یہی ہے کہ انہیں بری طرح قتل کیا جائے، یا انہیں بری طرح سولی دی جائے، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے بری طرح کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں اس زمین سے نکال دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔"

حاکم وقت آیت میں مذکورہ چار سزاؤں میں سے کوئی بھی سزا حربیوں کو دے سکتا ہے، وہ مشرک و کافر ہوں یا باغی مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب اذا حرق المشرك المسلم هل يحرق، رقم الحديث: ٣١٠٨، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٦٧١ .

[2] صحيح بخاری، رقم الحديث: ٤١٩٢ .

[3] سنن ترمذی، بعد رقم الحديث: ٧٣ .

⑥...... نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں سب سے سخت ترین یہی سزا کسی کو دی تھی۔

⑦...... جس طرح سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے متعلق اس امر کا اظہار کیا کہ کاش سیدنا انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کو یہ حدیث نہ بیان کرتے اسی طرح حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"قَالَ: سَلَامٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ: حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا، فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ: وَوَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ ."

''سلام بن مسکین رحمہ اللہ نے کہا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ حجاج نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ مجھ سے وہ سخت ترین سزا بیان کریں جو نبی اکرم ﷺ نے کسی کو دی ہو تو انہوں نے یہ عکل وعرینہ کے لوگوں کا واقعہ بیان کیا۔ یہ بات حسن بصری رحمہ اللہ تک پہنچی تو انہوں نے کہا کاش! وہ یہ حدیث حجاج کو نہ بیان کرتے۔''

⑧...... حجاج نے اس حدیث کا مفہوم غلط اخذ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو خود بھی اس بات کا زندگی بھر ملال رہا کہ کاش وہ حجاج کو یہ حدیث نہ بیان کرتے۔ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"مَا نَدِمْتُ عَلٰى حَدِيْثٍ مَا نَدِمْتُ عَلٰى حَدِيْثٍ سَأَلَنِي عَنْهُ الْحَجَّاجُ...... الخ"[1]

''مجھے کبھی بھی کسی حدیث کے بیان کرنے پر اتنی ندامت نہیں ہوئی جتنی حجاج کے پوچھنے پر اسے یہ حدیث بیان کرنے پر ہوئی۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل و غارت کا فتویٰ نہیں دیا تھا بلکہ اس نے کم عقلی وعلمی کی بنا پر یہ مسئلہ خود اخذ کر لیا اسی لیے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو افسوس رہا۔

⑨...... حجاج بن یوسف ثقفی بنوامیہ سے تعلق رکھنے والا ایک ظالم و جابر حکمران تھا، خلیفہ وقت کی بیعت نہ کرنے والوں کو قتل کرنا جائز سمجھتا اس نے اپنے دور میں بے شمار صحابہ و تابعین کو شہید کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَ مُبِيْرٌ .))

''بنوثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ہلاک کرنے والا ہوگا۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کذاب (جھوٹا) مختار بن ابوعبید ثقفی اور مبیر (ہلاک کرنے والا) حجاج بن

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۵۲۹.

یوسف ثقفی ہے۔

ہشام بن حسان فرماتے ہیں: حجاج بن یوسف نے ایک لاکھ بیس ہزار لوگوں کو ناحق قتل کیا۔ ❶

⑩..... حجاج بن یوسف نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد ان کے جسد مبارک کو مدینہ میں کھجور کے ایک تنے کے ساتھ لٹکا دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس سے گزرے تو تین دفعہ سلام کیا اور تین دفعہ کہا، اللہ گواہ ہے میں آپ کو اس سے روکتا تھا پھر فرمایا:

"وَاللّٰهِ! اِنْ كُنْتَ، مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا، قَوَّامًا، وَصُولًا لِلرَّحِمِ، اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ أَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةٌ خَيْرٌ."

''اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق آپ بہت زیادہ روزے رکھنے والے، راتوں کو بہت قیام کرنے والے، رشتہ داروں سے بہت زیادہ اچھا سلوک کرنے والے تھے، اللہ کی قسم! وہ امت جس میں آپ سب سے برے (قرار دیے گئے) ہوں وہ امت تو ساری کی ساری بہترین ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق جب حجاج کو یہ خبر موصول ہوئی کہ انہوں نے ایسا کہا ہے تو اس نے ملازم بھیج کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو اتروا کر زمانہ جاہلیت کی یہودیوں کی قبروں میں پھینکوا دیا، پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس حاضر ہوں انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے دوبارہ پیغام بھیجا، آپ میرے ہاں تشریف لے آئیں ورنہ میں ایسے لوگ بھیجوں گا جو آپ کو بالوں سے گھسیٹتے ہوئے میرے پاس لے آئیں گے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے پھر انکار کر دیا اور کہا: تو میرے پاس وہ لوگ بھیج جو مجھے گھسیٹتے ہوئے تیرے پاس لے آئیں۔ پھر حجاج خود اکڑتا ہوا اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپ نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں میں نے دیکھا، تم نے اس کی دنیا اور اس نے تیری آخرت برباد کر دی، مجھے پتہ چلا ہے کہ تو اسے ابن ذات النطاقین کہتا ہے، ہاں اللہ کی قسم! میں ذات النطاقین ہوں، ایک پٹی کے ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا سواری کے ساتھ باندھتی، اور دوسری پٹی وہ ہے جس کی ہر عورت کو ضرورت ہوتی ہے۔

سنو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا: ((اِنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَ مُبِيْرٌ.)) ''بنو ثقیف میں ایک بہت بڑا کذاب اور ایک بہت بڑا سفاک ہوگا۔'' کذاب (مختار ثقفی) کو تو ہم نے دیکھ لیا اور سفاک، تو وہ تیرے علاوہ کوئی اور نہیں۔

❶ سنن ترمذی، الفتن، باب ماجاء فی ثقیف کذاب و مبیر، رقم الحدیث: ۲۲۲۰.

حجاج ان کی یہ باتیں سن کر لاجواب ہو کر واپس آ گیا۔ ❶

⑪...... خیر القرون میں مسائل کی تحقیق وتوضیح اور حقائق کی تلاش کا سلسلہ رہتا تھا، لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور عہد نبوی میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق دریافت کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں آگاہی دیتے۔

⑫...... خضاب کا حکم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوں کو خضاب لگانا اور اس کی ترغیب دینا ثابت ہے، شریعت اسلامیہ میں سیاہ خضاب ممنوع ہے، سیاہ کے علاوہ سرخ، زرد، سیاہی مائل سرخ وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

⑬...... ابن موہب بیان کرتے ہیں: "أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعْرَ النَّبِيِّ أَحْمَرَ" "ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ بال دکھایا۔" ❷

⑭...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کی مخالفت میں بالوں کو رنگنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: "إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" "یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو (اور بالوں کو رنگو)۔" ❸

⑮...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے بالوں کی سفیدی کو ختم کرنے اور سیاہ رنگ کے استعمال سے اجتناب کا حکم دیا۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.)) ❹

"فتح مکہ والے دن سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کا سر اور داڑھی مبارک ثغامہ کی طرح سفید تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس سفیدی کو تبدیل کرو اور سیاہی سے اجتناب کرو۔"

ثغامۃ: ایک قسم کی سفید گھاس، فارسی میں اس کو درمنہ کہتے ہیں۔ ❺

❶ صحیح مسلم، فضائل الصحابه، باب ذكر كذاب ثقيف و مبيرها، رقم الحديث: ٢٤٤٥.

❷ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما يذكر فى الشيب، رقم الحديث: ٥٨٩٨.

❸ صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب الخضاب، رقم الحديث: ٥٨٩٩، صحيح مسلم، اللباس والزينة، باب فى مخالفة اليهودى فى الصبغ، رقم الحديث: ٢١٠٣.

❹ صحیح مسلم، کتاب اللباس، والزينة، باب استحباب خضاب الشيب، الخ رقم الحديث: ٢١٠٢.

❺ لغات الحديث: ١/ ٢٣٨.

⑯......سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول خضاب کی نفی سے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ مَنْ جَزَمَ أَنَّهُ خَضَبَ كَمَا فِيْ ظَاهِرِ حَدِيْثِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَكَمَا فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ الْمَاضِي قَرِيْبًا أَنَّهُ ﷺ خَضَبَ فِي الصُّفْرَةِ حَكَى مَا شَاهَدَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ بَعْضِ الْأَحْيَانِ، وَمَنْ نَفَى ذٰلِكَ كَأَنَسٍ فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْأَكْثَرِ الْأَغْلَبِ مِنْ حَالِهِ . ❶

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس نے بالجزم یہ بات کی کہ آپ ﷺ نے خضاب لگایا جیسا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ظاہر حدیث میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ آپ علیہ السلام نے زرد خضاب لگایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات نے جو دیکھا بیان کر دیا، اور ایسا کبھی کبھی ہوتا تھا اور جس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرح خضاب کی نفی کی ہے وہ اکثر اور اغلب حالت پر محمول ہوگا، گویا آپ ﷺ اکثر خضاب نہ لگاتے اور کبھی لگا بھی لیا کرتے تھے۔''

⑰......سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی خضاب لگاتے تھے۔ ❷

⑱......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زرد رنگ کا خضاب لگانے سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ''أَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا، فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا'' ''رہا زرد رنگ کا استعمال تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے دیکھا، لہٰذا میں بھی یہ لگانا پسند کرتا ہوں۔'' ❸

⑲......معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی داڑھی اور سر مبارک کے چند بال سفید تھے، جنہیں آسانی سے گنا جا سکتا تھا۔

⑳...... ''سَرْحٌ'' اسم جمع ہے، ''سَارِح'' کی جمع مکسر نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے، سَرَحْتُ الْمَاشِيَةَ، میں نے چراگاہ میں مویشی چرانے کے لیے چھوڑے یہ لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔

(ii) ''فَاسْتَجَاشَ'' کا مطلب ہے لشکر کو انہیں پکڑنے کے لیے جمع کیا۔

(iii) ''سَمَرَ'' کا مطلب ہے لوہے کی سلائیں گرم کیں پھر ان کی آنکھوں میں پھیریں۔ (ع،ت)

---

❶ فتح الباري: ١٠/ ٣٥٤.

❷ صحيح مسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، رقم الحديث: ٢٣٤١ .

❸ صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين...... الخ، رقم الحديث: ١٦٦، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان ان الافضل ان يحرم...... الخ، رقم الحديث: ١١٨٧ .

[7]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ إِدْرِيسُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَمَرَّ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حِمَارٌ، فَقَالَ عَيَّاشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ الْمُسَبِّحُ آنِفًا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ؟ قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ. قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.

تخریج الحدیث اسناده حسن: سنن دارقطنی، الصلاة، باب صفة السهو فی الصلاة واحکامه: ١/ ٣٦٧، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (الدرایة: ١/ ١٧٨) اور شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حَدِیْثُ اَنَسٍ حَسَنٌ" "انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت حسن ہے۔"

ترجمة الحدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ان کے آگے سے گدھا گزرا۔ عیاش بن ابی ربیعہ نے (نماز میں ہی) "سبحان اللہ وبحمدہ" "اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ کہا۔" رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو پوچھا: "ابھی (نماز میں) سبحان اللہ وبحمدہ کس نے کہا؟" عیاش بن ربیعہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے۔ کیونکہ میں نے سنا ہے گدھا گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کسی چیز کے سامنے سے نکل جانے سے نہیں ٹوٹتی۔"

شرح الحدیث ①..... شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اس حدیث سے متعلق فرماتے ہیں:

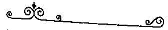
"اَلظَّاهِرُ اَنَّ حَدِیْثَ أَنَسٍ حَسَنٌ، وَبَقِیَّةُ الْاَحَادِیْثِ مُؤَیِّدَةٌ لَهُ وَالْآثَارُ الْمَرْفُوْعَةُ فِیْهَا تَقْوِیَةٌ."

"انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے، دیگر احادیث اس کی مؤید ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار بھی اسے تقویت پہنچاتے ہیں۔"

②..... شریعت اسلامیہ نے بوقت نماز کسی بھی چیز کو اپنے سامنے بطور سترہ رکھنے کی تعلیم دی ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تُصَلِّ اِلَّا اِلٰی سُتْرَةٍ" "صرف سترہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھو۔" [1]

حدیث میں مذکور حکم استحباب پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

[1] صحیح ابن خزیمه، رقم الحدیث: ٨٠٠.



سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں میں اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ گدھی پر سوار ہو کر آئے، تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے میدان عرفات میں گزرے جبکہ آپ فرض نماز پڑھا رہے تھے "لَيْسَ شَيْءٌ يَسْتُرُهُ يَحُولُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ" "کوئی بھی چیز بطور سترہ ہمارے اور آپ کے درمیان حائل نہیں تھی۔" ❶

③...... نمازی کے آگے سے بغیر سترے کے گزرنا ممنوع ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.)) ❷

"اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو معلوم ہو کہ اس پر کیا گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس (سال ماہ، دن) کھڑے رہنا بہتر ہے۔"

④...... سید سابق رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُصَلِّي اَنْ يَجْعَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةً" "نمازی کے لیے سترہ رکھنا مستحب ہے۔" ❸

⑤...... جمہور نے سترہ رکھنا مستحب قرار دیا ہے۔ ❹

⑥...... لَا يَقْطَعُ سے مراد نماز کے خشوع وخضوع کا ختم ہونا ہے۔ امیر صنعانی سبل السلام میں لکھتے ہیں:

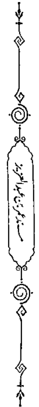
ذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى أَنَّهُ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ، وَتَأَوَّلُوا الْحَدِيثَ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْقَطْعِ نَقْصُ الْأَجْرِ لَا الْإِبْطَالُ. ❺

"جمہور علماء کے نزدیک کسی بھی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اور قطع سے مراد نقص اجر ہے نہ کہ نماز کا باطل ہونا۔"

⑦...... دیوار، ستون، برچھی، درخت، لاٹھی وغیرہ کسی بھی چیز کا سترہ بنایا جا سکتا ہے۔

⑧...... جانور کو بھی سترہ بنانا جائز ہے۔ ❻

⑨...... امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ❼



❶ صحيح ابن خزيمه، رقم الحديث: ٨٣٨.

❷ صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب اثم المارين يدى المصلي، رقم الحديث: ٥١٠، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب منع المارين يدى المصلي، رقم الحديث: ٥٠٧.

❸ فقه السنه: ١/ ٢٢٤. ❹ سبل السلام: ١/ ٣٢٩.

❺ سبل السلام: ١/ ٣٣٠. ❻ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٠٢.

❼ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٤٩٣.

⑩ ...... اگر نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتو مردوں کے لیے سبحان اللہ اور عورتوں کے لیے تصفیق درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ .)) ❶

''جس کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہوتو وہ سبحان اللہ کہے، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔''

⑪ ...... ''لَا يَقْطَعُ'' کا معنی ہے ''لَا يُبْطِلُهَا'' یعنی نماز باطل نہیں ہوتی، اور جنہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نماز ختم ہو جاتی ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ خشوع ختم ہو جاتا ہے۔ (ع، ت)

[8]...... قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحُسَيْنِ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ: نا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْحَضْرَمِيُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ ، حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ يَحْيَى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

تخريج الحديث اسناده حسن: سنن دارقطنی ، کتاب الصلاة : ۱/ ۳۶۷ .

ترجمة الحديث حافظ ابوالحسین ابن المظفر کہتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ الحضرمی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منقذ نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ادریس بن یحییٰ نے، آگے گزشتہ سند کی مانند سند اور حدیث بیان کی۔

[9]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ ، نا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ الْمِصْرِيِّ ، عَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُدْلِجِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يُحَدِّثُ ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَوْمًا بِأَصْحَابِهِ إِذْ مَرَّ بَيْنَ أَيْدِينَا حِمَارٌ ، فَقَالَ عَيَّاشٌ: سُبْحَانَ اللهِ! قَالَ: فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَيُّكُمْ سَبَّحَ ؟ قَالَ عَيَّاشٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؛ سَمِعْتُ أَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ .

تخريج الحديث دیکھیے حدیث نمبر (۷)۔ اس سند میں دو علتیں ہیں: (۱) ولید بن مسلم الاموی الدمشقی، مدلس،

❶ صحیح بخاری ، الاذان ، باب من دخل لیؤم الناس ...... الخ ، رقم الحدیث: ۶۸۴ ، صحیح مسلم ، الصلاة ، باب تقدم الجماعة ...... الخ ، رقم الحدیث: ۴۲۱ .

ہے۔ (۲) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عیاش بن ابو ربیعہ سے روایت مرسل ہے۔

ترجمة الحديث عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی کہ ہمارے آگے سے (دوران نماز) گدھا گزرا تو عیاش نے ''سبحان اللہ'' کہا جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیر چکے تو آپ نے پوچھا: تم میں سے سبحان اللہ کس نے کہا؟ عیاش نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اور میں نے سنا ہے گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی چیز کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[10]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يَحْيَى الرَّقِّيُّ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا أَبِي، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: تَرَوْنَ أَنَّ سَالِمًا لَمْ يَحْفَظْ عَنْ أَبِيهِ؟ أَتَرَوْنَ أَنَّ أَبَاهُ لَمْ يَحْفَظْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف: معجم ابن الاعرابی: (۲۰۰۸)، الارشاد فی معرفة علماء الحديث للخليلی: (۱۰۸)

ترجمة الحديث جناب نوفل بن مساحق نے بیان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ سالم رحمہ اللہ نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں تو انہوں نے کہا تمہارا کیا خیال ہے کہ سالم نے یہ بات اپنے باپ سے یاد نہیں کی؟ اور ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے رسول اللہ ﷺ سے یاد نہیں کیا؟

شرح الحديث ①...... رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی سنت متواترہ ہے جس کو کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم علیہ السلام سے روایت کیا اور آپ کے وصال کے بعد اس پر عمل پیرا بھی رہے۔ ان میں سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا مالک بن حویرث، سیدنا ابوموسیٰ اشعری، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا عبداللہ عباس، سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ." ❶

"نبی اکرم ﷺ کے کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین کا ترک کرنا ثابت نہیں۔"

② ...... نماز میں رفع الیدین نہ کرنے والوں کو صحابہ و تابعین کی طرف سے سخت ردعمل کا سامنا رہا دو مثالیں درج ذیل ہیں:

(i) امام نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْحَصَى." ❷

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی شخص کو رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین نہ کرتے دیکھتے تو اسے کنکریاں مارتے۔"

(ii) امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، عمرو بن مہاجر کہتے ہیں، مجھ سے عبداللہ بن عامر نے کہا کہ میں انہیں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس لے چلوں، جب میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے ان کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا:

"الَّذِيْ جَلَدَ أَخَاهُ فِيْ أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ، إِنَّا كُنَّا لَنُؤَدَّبُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ." ❸

"یہ وہی عبداللہ بن عامر ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع الیدین کرنے پر سزا دی تھی، ہمیں تو بچپن میں مدینہ کے اندر رفع الیدین کرنا سکھایا جاتا تھا، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔"

③ ...... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَالَّذِيْ يَرْفَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّنْ لَا يَرْفَعُ فَإِنَّ أَحَادِيْثَ الرَّفْعِ أَكْثَرُ وَأَثْبَتُ" "رفع الیدین کرنے والا مجھے نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رفع الیدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔" ❹

④ ...... کوئی بھی انصاف پسند، جب اس مسئلہ میں تحقیق کی راہ اختیار کرے گا اس پر رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کی حقیقت منکشف ہو جائے گی اور وہ اس کو اپنی نماز کی زینت بنائے گا، رکوع سے قبل اور بعد میں رفع

❶ جزء رفع اليدين، ص: ٤٠، ١٧٦.
❷ جزء رفع اليدين للبخاري: ص ١٥.
❸ جزء رفع اليدين للبخاري: ص ١٧.
❹ حجة الله البالغة: ٢/ ١٠.

الیدین نہ کرنے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ ایک عظیم سنت جسے صحابہ نے تواتر سے بیان کیا، آئمہ محدثین نے کتب احادیث میں رقم کیا، امام بخاری رحمہ اللہ نے مستقل کتاب لکھی، روز محشر اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَإِنْ بَلَغَنَا حَدِيْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِيْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْنَا طَاعَتَهٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ، يَدُلُّ عَلٰى خِلَافِ مَذْهَبِهٖ وَتَرَكْنَا حَدِيْثَهٗ وَاتَّبَعْنَا ذٰلِكَ التَّخْمِيْنَ، فَمَنْ أَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ." ❶

"اگر ہم تک صحیح سند کے ساتھ رسول معصوم ﷺ جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کی ہے، کی حدیث پہنچے جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے خلاف ہو، ہم حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور ظن و تخمین کی پیروی کرتے ہیں، ہم سے بڑا ظالم کون ہے؟ اس دن ہمارا کیا عذر ہوگا جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے؟"

⑤......عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے الفاظ "تَرَوْنَ أَنَّ سَالِمًا لَمْ يَحْفَظْ عَنْ أَبِيْهِ...... الخ" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے جلیل القدر تابعی سالم رحمہ اللہ کی رفعت شان اور علو منزلت پر دلالت کرتے ہیں۔

⑥......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق برصغیر کے مشہور حنفی عالم مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما هُوَ الَّذِيْ رَفَعَ لِوَاءَ رَفْعِ الْيَدَيْنِ" "وہ ابن عمر جنھوں نے رفع الیدین کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔" ❷

آج اللہ نے یہ شرف اہل الحدیث کو عطا کیا جو ہر میدان میں اللہ کے رسول کی سنتوں کے علم کو بلند کیے ہوئے ہیں، سنت کے مخالفین ومنکرین سے ہر جگہ برسرپیکار ہیں۔

أَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُوْ أَهْلُ النَّبِيِّ وَإِنْ لَمْ
يَصْحَبُوْا نَفْسَهٗ أَنْفَاسَهٗ صَحِبُوْا

⑦......ابراہیم بن حرب عسکری بیان کرتے ہیں:

"إِنَّهٗ رَأٰى أَبَا زُرْعَةَ الرَّازِيَّ وَهُوَ يَؤُمُّ الْمَلٰئِكَةَ فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَقُلْتُ: بِمَ نِلْتَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ؟ قَالَ: بِرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ." ❸

❶ حجة الله البالغة: ١/ ١٥٦.
❷ فيض الباري: ١/ ١٧٢.
❸ سير اعلام النبلاء: ١٣/ ٧٨.

''انہوں نے ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کو خواب میں چوتھے آسمان پر فرشتوں کو نماز پڑھاتے دیکھا تو انہوں نے پوچھا: آپ کو یہ بلند مقام کیسے نصیب ہوا؟ تو انہوں نے کہا: نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرنے کی وجہ سے یہ رتبہ ملا۔''

[11]...... قَالَ ابْنُ الْمُظَفَّرِ: وَثنا ابْنُ صَاعِدٍ، ثنا ابْنُ أَبِي أُسَامَةَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ

تخریج الحدیث اسناده ضعیف: معجم ابن الاعرابی: (۲۰۰۸).

ترجمة الحدیث ابوالحسین ابن المظفر کہتے ہیں اور ہمیں ابن ابی اسامہ نے اپنی سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[12]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ، ثنا أَبِي، عَنْ بِشْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمَّا انْتَهَى الْمَدِينَةَ - قَالَ: وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَاعِدَانِ - فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْهِمَا قَامَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَخُوكَ أَفْقَهُ مِنْكَ؛ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ إِذَا رَأَتْهُ الرِّجَالُ مُقْبِلًا أَنْ تَتَمَثَّلَ لَهُ قِيَامًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي النَّارِ

تخریج الحدیث صحیح: شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَقَدْ ثَبَتَ هَذَا الْخَبَرُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الطَّرِيقِ" یہ حدیث دوسری سند سے صحیح ہے۔ دیکھئے: سنن ابی داود، الادب، باب فی قیام الرجل للرجل: (۵۲۲۹)، سنن ترمذی، الذبائح، باب ماجاء فی کراهية قيام الرجل للرجل: (۲۷۵۵) وقال: هذا حدیث حسن.

ترجمة الحدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں، معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما حج سے واپسی پر مدینہ تشریف لائے تو سعید بن عاص ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے، اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے بھائی آپ کی نسبت زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو، جب اس کو آتا لوگ دیکھیں تو اس کے لیے کھڑے ہوں تو اللہ اس کے لیے جہنم میں گھر بنا دیتے ہیں۔''

شرح الحدیث ①...... کسی بڑے، عزیز یا رشتہ دار کا کھڑے ہو کر استقبال کرنا اور اسے عزت دینا مشروع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتا دیکھ کر ان کی طرف اٹھتے، انہیں بوسہ دیتے اور انہیں

اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اٹھ کر آپ کا استقبال کرتیں خوش آمدید کہتیں، بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں......الخ ❶

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب اللہ رب العزت نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں مسجد نبوی میں آیا رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے:

((فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي ، وَاللّٰهِ! مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرَهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ .)) ❷

''تو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے میری طرف بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا، مجھے مبارک باد دی، اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی بھی میری طرف اٹھ کر نہ آیا، میں طلحہ کی یہ بات کبھی نہیں بھول سکتا۔''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں مسجد نبوی تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

"قُوْمُوْا اِلٰی خَیْرِكُمْ أَوِ اِلٰی سَیِّدِكُم" ''اپنے افضل یا سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' ❸

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی شخص کو ملنے کے لیے، مصافحہ کرنے یا بیمار کو سہارا دینے کے لیے آگے بڑھ کر جانا یا کھڑا ہونا جائز و درست ہے، البتہ اگر کوئی انسان اپنی آمد پر لوگوں سے اس بات کا آرزومند ہو کہ وہ کھڑے ہوں تو یہ شرعاً ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمام اولاد آدم سے بڑھ کر عزت و تکریم کے لائق تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا حد درجہ ادب و احترام کرتے لیکن اس کے باوجود آپ کی آمد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اگر کبھی کھڑے ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام نے سختی سے منع فرما دیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۳۸۷۲، وقال حسن، وسنن ابی داود، الادب، باب فی القیام، رقم الحدیث: ۵۲۱۷.

❷ صحیح بخاری، المغازی، باب حدیث کعب بن مالك، رقم الحدیث: ٤٤١٨، صحیح مسلم، التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالك وصاحبیه، رقم الحدیث: ۲۷٦۹.

❸ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب مناقب سعد بن معاذ، رقم الحدیث: ۳۸۰٤، صحیح مسلم، الجهاد، باب جواز قتال من نقض العهد...... الخ رقم الحدیث: ۱۷٦۸.

لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِن كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ .)) ❶

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ تھا۔ لیکن جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتا دیکھتے تو آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ آپ علیہ السلام اس کو ناپسند کرتے ہیں۔''

② ..... کسی کو بڑا جانتے ہوئے ارادۃً اس کے لیے کھڑا ہونا یا آنے والے کا اس بات کو پسند کرنا کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں یا کسی کے کھڑے نہ ہونے پر آنے والے کا اس کو برا جاننا یہ سب ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے ایسا چاہنے اور کرنے والے کو نبی کریم علیہ السلام نے جہنم کی وعید سنائی۔

③ ..... سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے کھڑے ہونے کو برا جاننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے لیے لوگوں کا کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے۔

④ ..... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حدیث رسول سنانے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلاً: ممکن ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ہوا ہو کہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے ہیں کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان دنوں امیر المومنین تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصود دیگر لوگوں کو متنبہ کرنا ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ دوسرے لوگ بھی اس سلسلہ کو اختیار کر لیں۔

⑤ ..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کی اصلاح کے لیے ہر وقت مستعد رہتے۔

⑥ ..... فرضی حج کر لینے کے بعد نفلی حج کیا جا سکتا ہے۔

⑦ ..... کسی پیر، سید، بادشاہ، افسر یا وزیر کے ارد گرد کھڑے رہنا جیسا کہ قدیم بادشاہوں کے درباروں میں رائج تھا مطلقاً ممنوع ہے، نبی کریم علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عجمیوں کی طرح کھڑے ہونے سے منع فرمایا۔ ❷

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[13]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْقُرَشِيُّ ، ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

❶ سنن ترمذی ، الادب ، باب جاء فی کراهية قيام الرجل للرجل ، رقم الحديث: ٢٧٥٤ ، وقال حسن صحيح ، مسند احمد: ٣/ ٢٥٠ .

❷ سنن ترمذی ، رقم الحديث: ٥٢٣٠ .

عَـنهـا عَـنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ ، يُسَلِّمُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ سَلَامًا يُسْمِعُنَا ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّی رَكْعَةً .

تخریج الحدیث اسـنـاده مـرسـل: مسـنـد احمد: ٦/ ٨٣ ، ٨٤ ، الاوسط لابن المنذر (٢٥٨٧)، معجم الاوسط للطبرانی: (١٥١٢) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ولادت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوئی۔ حدیث صحیح ہے۔

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بیان فرمایا کہ آپ تین رکعت وتر پڑھتے ، دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور آپ ہمیں سلام (کے الفاظ) سناتے پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا فرماتے۔

[14]...... حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدٌ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ الْعَسْقَلَانِیُّ أَبُو نَصْرٍ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُـوسُفَ - وَحَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ الرُّخَامِیُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِیُّ ، ثنا الْأَوْزَاعِـیُّ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ زَبَّانَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّی يُفَرِّقُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ ، وَأَنَا فِی الْبَيْتِ أَسْمَعُ تَسْلِيمَهُ .

تخریج الحدیث اسناده مرسل: مسند احمد: ٦/ ٨٣ ، ٨٤ .

ترجمة الحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تین وتر) پڑھتے دو اور ایک رکعت کے درمیان فرق کرنے کے لیے سلام پھیرتے اور میں گھر میں موجود آپ کے سلام کو سنتی۔

شرح الحدیث ①...... نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت نماز وتر پڑھی جا سکتی ہے تاہم رات کے آخری حصے میں تہجد کے بعد پڑھنا افضل و بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِیَ الْوِتْرُ فَصَلُّوهَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ .)) ❶

''اللہ رب العزت نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے جو کہ وتر ہے اسے نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیانی وقفہ میں ادا کرو۔''

❶ مسند احمد: ٦/ ٣٧٩ ، سلسلة الصحيحة ، رقم الحديث: ١٠٨ .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ.)) ❶

"جس آدمی کو رات کے آخری حصہ میں بیدار نہ ہونے کا خدشہ ہو وہ ابتدائے رات میں نماز وتر پڑھ لے اور جس کو آخری حصے میں بیدار ہونے کی امید ہو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر سے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا:

((مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.)) ❷

"رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے ہیں، رات کے شروع میں بھی اور درمیان میں بھی اور جن دنوں آپ کی وفات ہوئی عموماً آپ کے وتر ان دنوں سحری کے وقت ختم ہوتے تھے۔"

② ...... نماز وتر فرض یا واجب نہیں ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.))

"نماز وتر فرض نماز کی طرح واجب نہیں بلکہ سنت (موکدہ) ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے جاری فرمایا۔"

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.)) ❸

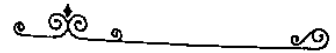
"رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز پڑھتے اس کا رخ کسی بھی سمت ہوتا اور اس پر وتر بھی ادا فرماتے البتہ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔"

③ ...... نماز وتر کو تین رکعات پر منحصر سمجھنا درست نہیں، رسول اللہ ﷺ سے ایک رکعت اور تین سے زائد

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف ان لا يقوم...... الخ، رقم الحديث: ٧٥٥.

❷ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد...... الخ، رقم الحديث: ٧٤٥.

❸ صحيح مسم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة...... الخ، رقم الحديث: ٧٠٠.



بھی وتر ثابت ہیں۔

④...... تین رکعت وتر کو دو سلام سے ادا کرنا مسنون ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی انداز سے وتر پڑھتے تھے۔ کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور کسی ضرورت کا حکم دیتے، بات چیت کرتے اور پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھتے۔ [1]

⑤...... تین رکعت وتر کو ایک سلام کے ساتھ مغرب کی نماز سے مشابہت اختیار کیے بغیر پڑھنا بھی درست ہے۔ [2]

تین وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل و بہتر ہے۔

⑥...... تین رکعت وتر کی قراءت کرتے ہوئے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلیٰ" دوسری میں "قل یا ایها الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" پڑھنا مسنون ہے۔ [3]

⑦...... ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی سنن میں وتر کو توڑنے یا نہ توڑنے کے بارے اہل علم کا اختلاف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جن اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ پہلی رات وتر پڑھ کر سو جانے والے کے لیے آخری رات قیام کی غرض سے وتر کو توڑنا درست نہیں یہی مذہب زیادہ صحیح اور راجح ہے کیونکہ کئی ایک روایات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد از وتر نماز پڑھنا ثابت ہے۔ [4]

⑧...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکعت وتر قولاً وعملاً صحیح ثابت ہے۔ [5]

⑨...... ان احادیث کے برعکس بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تین وتر کو صرف ایک ہی سلام سے پڑھنا اور تین سے کم نہ پڑھنا چاہیے اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ "اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا سَلَامَ إِلَّا فِی آخِرِهِنَّ" "مسلمانوں کا تین رکعت وتر پر اجماع ہے اور سلام صرف آخری میں ہی پھیرا جائے گا۔" [6] خلاف شرع ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، الوتر، باب ماجاء فی الوتر، رقم الحدیث: ۹۹۱.

[2] سنن دارقطنی، الوتر، باب لا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب: ۲/ ۲۵، ۲۴، المستدرك: ۱/ ۳۰۴، وصححه الحاکم والذهبی، وابن حبان، رقم الحدیث: ۲۳۲۰.

[3] سنن نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب القراءة فی الوتر، رقم الحدیث: ۱۷۳۰، ۱۷۳۴، ۱۷۳۶.

[4] سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء لا وتران فی لیلة، رقم الحدیث: ۴۷۰.

[5] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۹۹۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۷۴۵، ۷۵۱.

[6] البدائع والصنائع: ۳/ ۶۸.



⑩......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں یہ وتر کا وہ طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ سے فعلی طور پر ثابت ہے جبکہ وتر کا وہ طریقہ جو لوگوں میں عام رائج ہے ایک سلام سے تین وتر پڑھنے اس کے ثبوت میں ہمیں کوئی صریح حدیث نہیں ملی، البتہ رسول اللہ ﷺ نے تین وتر کو نماز مغرب کی طرح پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ع، ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[15]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي الْبِرْتِيُّ، ثنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ، ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ، عَنْ بِشْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ فَقَالَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

تخريج الحديث اسناده منقطع، تاريخ بغداد: ٣/ ٤٨٤، ٤٨٥.

ترجمة الحديث سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو جمع فرمایا، آگے لمبی حدیث بیان کی۔

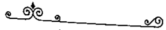
شرح الحديث ①......عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے روایت منقطع ہے کیونکہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ۴۰ ہجری میں فوت ہوئیں جبکہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ۶۱ ھ یا ۶۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ تاہم اسی سند سے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی مکمل حدیث خطیب بغدادی نے ان الفاظ سے بیان کی

((عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَهٗ فَقَالَ: هَلْ إِلَّا اَنْتُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ؟ فَقُلْنَا: لَا فَقَالَ: إِذَا نَزَلَ بِأَحَدٍ مِنْكُمْ كَرْبٌ أَوْ غَمٌّ أَوْ سقمٌ فَلْيَقُلِ اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.)) ❶

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی پر کوئی پریشانی، دکھ یا بیماری آئے تو وہ "اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" تین مرتبہ کہے۔"

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے پریشانی کے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تعلیم دی: "اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" "اللہ صرف اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو

❶ تاريخ بغداد: ٣/ ٤٨٤ـ ٤٨٥ (١٠١٥).



شریک نہیں ٹھہراتی۔'' ❶

دکھ، پریشانی اور تکالیف میں عام طور پر مشرکین در بدر ہوتے ہیں تو ایسے موقع پر توحید پرست موحد کو اللہ سے امید قائم کرنے اور شرک کی نفی کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ سب کو چھوڑ کر اپنی مصیبت اس کے سامنے رکھ جو حقیقی فریادرس ہے۔

②...... شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شاید اس حدیث کا متن اس طرح ہے، سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((اَصْبَحْتُ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ اُصِيْبَ فِيْهِ جَعْفَرٌ وَاَصْحَابُهٗ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَدْ هَنَأْتُ تَعْنِيْ دَبَغْتُ اَرْبَعِيْنَ اِهَابًا مِنْ اٰدَمَ وَ عَجَنْتُ عَجِيْنِيْ، وَاَخَذْتُ بَنِيْ فَغَسَلْتُ وُجُوْهَهُمْ وَدَهَنْتُهُمْ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اَيْنَ بَنُوْ جَعْفَرٍ، فَجِئْتُ بِهِمْ اِلَيْهِ فَضَمَّهُمْ، وَشَمَّهُمْ، ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَبَكٰى فَقُلْتُ، اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَعَلَّهٗ بَلَغَكَ عَنْ جَعْفَرٍ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ قُتِلَ الْيَوْمَ قَالَتْ: فَقُمْتُ اَصِيْحُ، فَاجْتَمَعَ اِلَيَّ النِّسَاءُ قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَا اَسْمَاءُ لَا تَقُوْلِيْ هُجْرًا وَ تَضْرِبِيْ صَدْرًا، قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ فَاطِمَةَ وَهُوَ تَقُوْلُ "وَاعَمَّاهُ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلٰى مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلْتَبْكِ الْبَاكِيَةُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ شُغِلُوْا عَنْ اَنْفُسِهِمُ الْيَوْمَ.)) ❷

''جس روز جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہم (غزوۂ موتہ میں) شہید ہوئے اس دن میں نے صبح چالیس چمڑے رنگے، آٹا گوندھا، اپنے بچوں کے منہ دھو کر انہیں تیل لگایا، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا: اے اسماء! جعفر کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں انہیں آپ کے پاس لائی تو آپ نے انہیں گلے لگایا، ان سے پیار کیا، پھر آپ کی آنکھیں بہہ پڑیں، آپ رونے لگے تو میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو جعفر رضی اللہ عنہ سے متعلق کوئی

❶ سنن ابوداود، الوتر، باب فی الاستغفار، رقم الحديث: ١٥٢٥، سنن ابن ماجه، الدعاء، باب الدعاء عند الكرب، رقم الحديث: ٣٨٨٢، وصحيحه ابن حبان: ٣/ ١٤٦، رقم الحديث: ٨٦٤.

❷ طبقات ابن سعد: ٨/ ٢٨١.

اطلاع ملی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ آج شہید ہوگئے ہیں۔'' اسماء نے کہا: میں کھڑی ہوگئی اور زاروقطار رونے لگی کہ عورتیں میرے پاس جمع ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسماء! نہ واویلا کرنا اور نہ ہی سینہ کوبی کرنا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے سیدہ فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے وہ بھی رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں، ہائے میرے چچا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعفر جیسے آدمی کے غم میں رونے والی کو رونا چاہیے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو وہ آج خود سے مشغول کر دیے گئے ہیں۔''

یہ روایت سخت ترین ضعیف ہے۔ ابن سعد کے استاد محمد بن عمر واقدی متروک، کذب میں مشہور ہیں یہاں تک کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی تمام کتب جھوٹی ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس کے کمزور ہونے پر اجماع ہے، پھر سند میں غیر معروف راوی بھی ہیں۔ (ب، د)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ خَوْلَةَ

عمر بن عبدالعزیز کی سیدہ خولہ ؓ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[16]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْخَيَّاطُ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي سُوَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، فَقَالَ: مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ. وَقَالَتْ مَرَّةً أُخْرَى: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَإِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُونَ.

تخریج الحدیث سنن ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی حب الوالد ولده: (۱۹۰۱) وقال لا نعرف لعمر بن عبدالعزیز سماعا من خولة، اس کی سند میں محمد بن ابی سوید مجہول بھی ہیں۔ (تقریب: (٥٩٤٤) اس حدیث کا جملہ "مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ" دوسری سند سے صحیح ہے۔ دیکھئے سنن ابن ماجه، الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات: (٣٦٦٦) مسند احمد: ٤/ ١٧٢ (١٧٧٠٥)، مستدرك: ٣/ ١٦٤۔ اس کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔

ترجمة الحدیث عثمان بن مظعون کی زوجہ محترمہ سیدہ خولہ بنت حکیم ؓ بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ اور حسن وحسین ؓ باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''(اولاد) آدمی کے لیے بخل اور بزدلی کا باعث بنتی

ہے۔ اور ایک مرتبہ انھوں نے بیان کیا تو کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ فرما رہے تھے: ''اور تم لوگ بخل سے کام لیتے ہو۔''

شرح الحدیث ①...... اولاد اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے اس نعمت کے خواہشمند کائنات کے افضل ترین لوگ انبیاء ورسل بھی رہے، اللہ رب العزت نے دعائے خلیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصافات: ۱۰۰)

''اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما۔''

اسی طرح زکریا علیہ السلام کی دعا بھی قرآن میں بیان ہوئی، فرمایا:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾

(آل عمران: ۳۸)

''اسی جگہ زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی، کہا: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔''

عباد الرحمٰن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دعا کا ذکر کیا تو فرمایا:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان: ٧٤)

''اے ہمارے پروردگار! تو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا پیشوا بنا۔''

ہمارے ہاں عام طور پر حصول اولاد کی دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن نیک اولاد کا سوال نہیں کیا جاتا جبکہ نیک اولاد وہ لازوال نعمت ہے جو انسان کے لیے بعد الموت بھی بلندی درجات کا سبب بنتی ہے۔ لہٰذا والدین کو اپنے بچوں کے نیک بننے کی دعا کے ساتھ ابتدا ہی سے ایسی تربیت کرنی چاہیے کہ وہ اس پرفتن دور میں معاشرے کے بہترین افراد ثابت ہوں۔

②...... اولاد جہاں اللہ کی نعمت ہے وہاں یہ انسان کی آزمائش کا ذریعہ بھی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار اور نافرمان کو دیکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ:

﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ (التغابن: ۱۵)

''تمہارے مال اور اولاد تمہاری آزمائش ہیں، اور اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔''

③...... اولاد سے محبت فطری معاملہ ہے ایک مسلمان کو چاہیے محبت و پیار کے جذبات کو شریعت کے

تابع رکھے۔

④...... اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا عظیم عبادت ہے بسا اوقات انسان چاہتے ہوئے بھی اولاد کی وجہ سے خرچ کرنے سے بخل سے کام لیتا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اولاد کو بخل کا باعث قرار دیا۔

⑤...... جہاد فی سبیل کے کتاب وسنت میں بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں۔ جہاد مال و جان کا تقاضا کرتا ہے۔ راہ الٰہی میں اپنے بچوں کو روانہ کرنا، ان کی شہادت کا متمنی و آرزومند رہنا عظیم لوگوں کا وصف ہے۔ عام طور پر انسان اس معاملہ میں بزدلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اپنے متعلق خیال آتا ہے اگر میں شہید ہو گیا تو بچوں کا کیا بنے گا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اولاد کو بزدلی کا باعث قرار دیا۔

⑥...... رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے والہانہ محبت تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

((هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أُحِبُّهُمَا، فَأَحِبَّهُمَا، وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا .)) ❶

"یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) میرے بیٹے اور نواسے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت کر، اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت کر۔"

رسول اللہ ﷺ سے محبت ہر مسلمان کا ایمان ہے، اور اس محبت کو پانے کے لیے آپ کے نواسوں سے محبت بھی ضروری ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِیْ، وَ مَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِیْ .)) ❷

"جس نے ان دونوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا یقیناً اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

رسول اللہ ﷺ کے یہ دونوں نواسے جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ" "حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔" ❸

---

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی محمد حسن ابی..... رقم الحدیث: ۳۷۶۹، وقال حسن غریب.

❷ مسند احمد: ۲/ ۴۴۰، رقم الحدیث: ۹۶۷۳، وصححه الحاکم: ۳/ ۱۶۶، رقم الحدیث: ۴۷۷۷، ووافقه الذهبی.

❸ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی محمد حسن بن علی..... رقم الحدیث: ۳۷۶۸، وقال صحیح حسن، مسند احمد: ۳/ ۳، رقم الحدیث: ۱۰۹۹۹.

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا اور ضروریات دین کا انکار کر دینا قطعاً غلط ہے۔ ایسا دعویٰ محبت ایمان واسلام کے منافی ہے۔ اہل سنت اہل حدیث ناصبیوں کی طرح اہل بیت سے بغض رکھنا اور روافض کی مانند اہل بیت سے محبت میں دیگر اصحاب النبی ﷺ کی تنقیص کرنے کو فہم شریعت کے برعکس سمجھتے ہیں افراط وتفریط کی بجائے راہ اعتدال پر گامزن ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اہل السنہ والجماعۃ کے عقائد واصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَمِنْ أُصُوْلِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ سَلَامَةُ قُلُوْبِهِمْ وَالْسِنَتِهِمْ لِاَصْحَابِ الرَّسُوْلِ ﷺ ...... الخ)) ❶

''اہل سنہ والجماعہ کا اصول ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں محفوظ رکھتے ہیں۔''

[17]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْخَيَّاطُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي سُوَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: زَعَمَتِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ خَوْلَةُ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ - تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: إِنَّ آخِرَ وَطْأَةٍ وَطِئَهَا رَبُّكَ بِوَجٍّ .

تخریج الحدیث مسند احمد: ٤/ ١٧٢ (١٧٧٠٥) مسند حمیدی: (٣٢٩) المعجم الکبیر للطبرانی: (٢٠٤٦٣) یہ حدیث دوسری سند سے صحیح ہے، دیکھئے سنن ابن ماجہ: (٣٦٦٦) .

ترجمة الحدیث سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''آخری روندنا جسے آپ کے رب نے روندا، ''وج'' (طائف کی وادی) میں ہوا۔''

شرح الحدیث ①...... شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث اور گزشتہ حدیث ''وانکم لتبخلون'' کو ابوالقاسم سہمی نے ابوبشر منصور بن محمد القزوینی کے حالات میں اس طرح بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں، صالح خاتون خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی نواسی کے بال سنوار رہی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم لوگ بخل، بزدلی اور جہالت کا سبب بنتے ہو اور یقیناً تم اللہ کی طرف سے خوشبو ہو اور آخری گرفت وادی وج میں ہوئی۔'' ❷

❶ العقیدة الواسطیة: ص ١١١ .
❷ تاریخ جرجان، ص: ٤٣٢ .

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل ہے۔ ❶

②...... "وج" طائف میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ طائف کے تمام قلعوں کا جامع نام ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ طائف کے ایک قلعہ کا نام ہے، کعب سے مروی حدیث میں ہے کہ "وج" ایک مقدس مقام ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ آسمانوں کی طرف چڑھے تھے۔ (ع، ت)

③...... غزوۂ طائف ۸ ہجری میں پیش آیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری غزوات میں سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کفار کو ہزیمت وشکست کا سامنا کرنا پڑا اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ آخری جنگ طائف کی تھی۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک ہوا لیکن اس میں کفار کے ساتھ لڑائی نہیں لڑی گئی۔

④...... "زعم" کا کلمہ عموماً جھوٹی بات کے لیے مستعمل ہے لیکن بسا اوقات اس کا استعمال سچی اور تصدیق شدہ بات کے لیے بھی ہوتا ہے، احادیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔

ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا:

((أَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ؟)) ❷

"آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے ہم سے کہا، آپ خود کو اللہ کا رسول کہتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس نے سچ کہا...... الخ"

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[18]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْمُقَوِّمُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، ثنا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الجمعة، باب الانصات يوم الجمعة والامام يخطب: (٩٣٤)، صحيح مسلم، الجمعة، باب في الانصات يوم الجمعة في الخطبة (٨٥١).

❶ تاريخ الاسلام للذهبي: ٤/ ١٦٤.

❷ صحيح مسلم، الايمان، باب السوال عن اركان الاسلام، رقم الحديث: ١٢.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے "جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا "چپ ہو جا" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو حرکت کی۔"

[19]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الجمعة، رقم: ٩٣٤، صحيح مسلم، الجمعة، رقم: ٨٥١.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، "جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا: "چپ ہو جا" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔"

شرح الحديث ①..... جمعہ اللہ کے فرائض میں سے ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْاْ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ (الجمعة: ٩)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، جمعہ کے دن پانچ نمازوں میں سے ایک نماز، نماز جمعہ ہے اس فریضہ کو ترک کرنا شرعاً سنگین جرم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ.)) [1]

"لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جمعہ سے پیچھے رہ جانے والوں سے متعلق فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَىٰ رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ

[1] صحيح مسلم، الجمعة، باب التغليظ فى ترك الجمعة، رقم الحديث: ٨٦٥.

الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ .))❶

''میں نے ارادہ کیا میں ایک آدمی کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ کی ادائیگی کے لیے حاضر نہیں ہوتے۔''

②...... لوگ جمعہ پڑھنے کے باوجود بہت سی ایسی کوتاہیاں کرتے ہیں جن سے وہ کما حقہ اجر وثواب نہیں لے سکتے۔ مثلاً خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آنا، لوگوں کی گردنیں پھلانگنا، دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا، کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا، نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانا، گھٹنے پکڑ کر یا باندھ کر بیٹھنا، اسی طرح لغو حرکات کرنا مثلاً داڑھی یا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا، صف کے تنکوں سے کھیلنا حتیٰ کہ بات چیت کرنے والے کو چپ کرانا بھی لغو حرکت ہے جیسا کہ حدیث بالا میں ذکر ہوا۔

③...... امت محمدیہ علیہ السلام تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بے شمار امتیازات سے نوازا انہیں میں سے جمعۃ المبارک کا دن بھی ہے، اس دن انتہائی اہم واقعات رونما ہوئے اور آئندہ بھی ہوں گے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ .))❷

''جمعہ کے دن نمازِ فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر کی قرأت کرنا، سورۂ کہف کی تلاوت کرنا، مسواک کرنا، غسل کرنا، اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، جلد از جلد مسجد جانا، امام کے قریب ہو کر بیٹھنا، قبلہ رو ہو کر خاموش بیٹھنا، توجہ اور انہماک سے خطبہ سننا مسنون اعمال ہیں۔''

(۴) اگر دورانِ خطبہ امام سامعین میں سے کوئی بات پوچھے یا سامعین امام میں سے کچھ عرض کرنا چاہیں تو ایسا کرنا درست ہے۔

[20]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، حَدَّثَنَا أَبُو تَقِيٍّ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ الزُّهْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ

❶ صحيح مسلم، المساجد مواضع الصلوٰة، باب فضل صلاة الجماعة...... الخ، رقم الحديث: ٦٥٢ .

❷ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، رقم الحديث: ٨٥٤.

أَكَلْتُهَا، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار: (٣٥١) .

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابراہیم زہری نے بیان کیا، انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے دیکھا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھانے کی وجہ سے وضوء کیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے ''آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو۔''

شرح الحديث ① ... وضوء عبادت ہے اس کی ادائیگی کا طریقہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھایا۔ آپ علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقے میں کمی وبیشی باعثِ گناہ ہے۔ احادیث میں وضو کے بے شمار فضائل مذکور ہیں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

''جس نے میری طرح ایسے وضو کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی، جس میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کی اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

موسم کی شدت کی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی مکمل سنوار کر مسنون وضوء کرنے سے گناہ مٹتے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ❷

جو آدمی صحیح سنت کے مطابق وضو کرنے کے بعد ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) پڑھتا ہے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ ❸

② ... مسجد گھر یا کسی بھی ایسی جگہ وضو کرنا جہاں وضو کرنے سے طہارت حاصل ہو... درست ہے۔

③ ... رسول اللہ ﷺ شروع اسلام میں آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو فرماتے بعد میں آپ نے وضو کرنا ترک کر دیا اور بیسیوں مواقع ایسے آئے آپ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی اور وضو کیے بغیر نماز پڑھی، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ بات اس مسئلہ میں فیصلہ کن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحيح بخارى، كتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم رقم الحديث ١٥٩ .
❷ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٤٥١ .
❸ صحيح مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، رقم الحديث: ٢٣٤ .

سیدنا عمر بن عبد العزیز

((كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارِ .)) ❶
رسول اللہ ﷺ کے دونوں معاملات میں سے آخری امر آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا ترک کر دینا تھا۔"

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہ کرنے کا موجودہ حکم عام ہے۔ تاہم اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا چاہیے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "تَوَضَّؤُا مِنْهَا" "اس سے وضو کرو۔" ❷

④ ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پنیر کے ٹکڑے کھا کر وضو کرنا ممکن ہے اس لیے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بعد ازاں وضو ترک کرتے نہ دیکھا ہو۔

یہ بھی امکان ہے کہ وہ وضو کرنے کو بہتر اور افضل سمجھتے ہوں اور ان کا مقصود یہ ہو کہ لوگ افضلیت کو اختیار کریں۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

⑤ ...... "أَقِطٌ": وہ جما ہوا دودھ جو آگ پر پک کر خشک اور سخت ہو جائے۔ (ع، ت)

[21] ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ فَوْقَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مِمَّا أَتَوَضَّأُ؟ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا؛ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يَتَوَضَّأُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار: (٣٥١) .

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابراہیم زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا، میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کے اوپر وضو کرتے دیکھا تو انہوں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو میں کیوں وضو کر رہا ہوں؟ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے "آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو۔" امام زہری رحمہ اللہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو فرماتے تھے۔

---

❶ سنن ابوداود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مست النار، رقم الحديث: ١٩٢ . وصححه الالباني، صحيح ابوداود، رقم الحديث: ١٧٧ .

❷ سنن ترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من لحوم الابل . رقم الحديث: ٨١ ، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٣٦٠ .

[22]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ، أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَوْقَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ لَهُ: مَا أَتَوَضَّأُ إِلَّا مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا؛ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار: (٣٥١).

ترجمة الحديث عبداللہ بن قارظ سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے پایا، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس لیے وضو کر رہا ہوں کہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو۔"

[23]...... حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الجمعة، رقم: ٩٣٤، صحيح مسلم، الجمعة، رقم: ٨٥١.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، "جمعہ کے دن جب تو اپنے ساتھی سے کہے "چپ ہو جا" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔"

[24]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ، ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَمَا تَدْرِي مِمَّا أَتَوَضَّأُ؟ أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ؛ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار: (٣٥١).

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابراہیم زہری سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی

چھت پر وضو کرتے دیکھا تو ان سے دریافت کیا یہ کس چیز سے وضو ہے؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نہیں جانتے میں کیوں وضو کر رہا ہوں؟ میں پنیر کے ٹکڑے کھانے کی وجہ سے وضو کر رہا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے: ''آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو۔''

[25]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، وَقَدْ أَكَلَ أَثْوَارَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأَ، فَقُلْتُ: تَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، الحيض، باب الوضوء مما مست النار: (٣٥١) .

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ زہری نے بیان کیا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے دیکھا، جبکہ انہوں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے تو وضوء کیا میں نے پوچھا: آپ پنیر کے ٹکڑے کھانے سے وضو کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے ''آگ پر پکی چیز کھانے سے وضوکرو۔''

[26]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو، وَأَبُو الطَّاهِرِ، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: أَيْنَ فُقَهَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مِنْبَرِهِ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ الْقُصَّةِ - ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَلَمْ أَرَهَا عَلَى عَرُوسٍ عِنْدَ عُرْسٍ وَلَا غَيْرِهِ أَجْمَلَ مِنْهَا عَلَى مُعَاوِيَةَ - يَقُولُ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُتَنَمِّصَةَ وَالنَّامِصَةَ، وَالْوَاشِرَةَ وَالْمُسْتَوْشِرَةَ .

تخريج الحديث اسناده ضعيف: شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عبدالجبار بن عمر الایلی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اسے امام ابن معین، امام ابو زرعہ، امام ابوداود، امام ترمذی اور ابن عدی وغیرہ رحمہم اللہ نے ضعیف کہا،



امام بخاری کہتے ہیں "عـنـده مـنـاكـيـر" جبکہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس کو منکر الحدیث کہا۔ (تهـذيـب: ٦/ ١٠٣۔ ١٠٤) اس حدیث کا پہلا حصہ "يَـنْـهٰـى عَـنْ مِثْلِ هٰذِهٖ" تک صحیحین میں ہے۔ دیکھئے بـخـاری، احـاديث الانبيـاء، بـاب (٣٤٦٨)، مسـلـم، الـلبـاس، والـزيـنة، بـاب تـحـريـم فعل الواصلة والـمسـتـوصـلة...... الـخ (٢١٢٧) جبکہ دوسرے معنی کی روایت متعدد صحابہ سے مختلف کتب احادیث میں موجود ہے۔ دیکھئے بـخـاری، الـلبـاس، باب وصل الشعر (٥٩٣٢۔ ٥٩٤٨) مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة...... الخ (٢١٢٢۔ ٢١٢٧).

ترجمة الحديث ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ نے بیان کیا میں نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے سنا وہ مدینہ طیبہ میں منبر پر کہہ رہے تھے۔ اے اہل مدینہ! تمہارے فقہاء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے پاس بالوں کو اس طرح کرنے سے منع کرتے سنا پھر انہوں نے وِگ کو اپنے بالوں پر رکھ کر دکھایا۔ میں نے اس طرح بالوں کو کسی شادی وغیرہ کے موقع پر بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی پر اتنا خوبصورت نہیں دیکھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے "گودنے اور گدوانے والی پر، چہرے کے بال اکھیڑنے (بھنویں بنانے) اور اکھڑوانے (بھنویں بنوانے) والی پر، دانتوں کو تراشنے اور ترشوانے والی پر اللہ کی لعنت ہے۔

شرح الحديث ①...... صحیح بخاری میں ہے، سعید بن میسب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "قَـدِمَ مُـعَـاوِيَةُ الْـمَـدِيْـنَةَ آخِـرَ قَـدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا" سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ خطبہ دے...... الخ [1]

②...... سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ارشاد ربانی ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ﴾ (التـــــوبة: ١٠٠) کا مصداق ہیں فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین اور غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے اور ان غذوات کے شرکاء سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فضائل بیان کیے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبة: ٢٦)

"پھر اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی۔"

غزوۂ تبوک کے شرکاء سے متعلق فرمایا:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾

(التوبة: ١١٧)

[1] صحیح بخاری، رقم الحديث: ٥٩٣٨.

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا نبی کو اور مہاجرین و انصار کو جنھوں نے سخت وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔''

درج بالا آیات میں موجود فضائل میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی تو فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ، وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ.)) ❶

''اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب وحساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ فرما۔''

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِهِ وَاهْدِ بِهِ.))

''اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا اور اسے ہدایت یافتہ اور ہدیت دینے والا بنا۔''

اہل سنت کے مشہور امام نسائی رحمہ اللہ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

((اِنَّمَا الْاِسْلَامُ كَدَارٍ لَهَا بَابٌ فَبَابُ الْاِسْلَامِ الصَّحَابَةُ، فَمَنْ آذَى الصَّحَابَةَ اِنَّمَا اَرَادَ الْاِسْلَامَ، كَمَنْ نَقَرَ الْبَابَ اِنَّمَا يُرِيْدُ دُخُوْلَ الدَّارِ، قَالَ فَمَنْ أَرَادَ مُعَاوِيَةَ فَاِنَّمَا أَرَادَ الصَّحَابَةَ.)) ❷

''اسلام کی مثال دروازے والے گھر کی ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام کا دروازہ ہیں۔ جو صحابہ کو اذیت پہنچاتا ہے اس کا ارادہ اسلام کو نشانہ بنانے کا ہے۔ جیسے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے والا گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اسی طرح جو معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتراض کا ارادہ رکھتا ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ قرار دیا۔ ❸

③ ......سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد چھ ماہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے بعد ازاں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر ۴۱ھ سے لے کر ۶۰ھ تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۰ سال بلاشرکت غیرے اسلامی خلافت کے اکیلے فرمانروا رہے۔

❶ مسند احمد: ٤/ ٣٤٥، صحيح ابن خزيمه، رقم الحديث: ١٩٣٨، صحيح ابن حبان: ٢٢٧٨.
❷ تهذيب للمزي: ١/ ١٥٨.
❸ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٣٧٦٥، ٤٧٦٤.

④...... حاکم وقت کو اپنی رعایا کے غیر شرعی امور نظر انداز کرنے کی بجائے ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔

⑤......علماءِ حق کا فرض ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بجا آوری میں سستی و کاہلی کے شکار نہ ہوں۔

⑥...... اہل مدینہ کا عمل اگر کتاب و سنت کے منافی ہو تو حجت نہیں حجت و دلیل اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔

⑦...... امام ذہبی رحمہ اللہ نے کبیرہ گناہ کی پہچان میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ جس گناہ کے مرتکب کو شارع نے ملعون قرار دیا وہ کبیرہ ہے۔ [1]

شریعت اسلامیہ میں کبائر سے بچنے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد رباری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴾ (النسآء: ۳۱)

''اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف فرما دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ داخل کریں گے۔''

کبائر کی معافی بغیر توبہ ممکن نہیں۔ توبہ کرنے والے کو چاہیے جس گناہ اور معصیت سے معافی مانگ رہا ہے اسے ترک کر دے، آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لے، جو گناہ ہو چکا اس کا اللہ کے حضور اعتراف کرے اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دعا کرتے ہوئے موت کے آثار نمودار ہونے سے پہلے پہلے اپنے خالق کو راضی کر لے۔

جب ڈاکٹر و حکیم جواب دے دیں، بندہ موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہو تو پھر توبہ نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾ (النسآء: ۱۸)

''اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو عمر بھر برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت حاضر ہوئی تو اس وقت کہنے لگے میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی توبہ ہے جو حالت کفر میں مرے، ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

؎ در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

''جوانی میں توبہ، پیغمبروں والا، کام ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار ہو جاتا ہے۔''

[1] الکبائر للذہبی، ص: ۷.

⑧...... حدیث میں مذکور لعنت کا باعث بننے والے کاموں سے اجتناب لازم وضروری ہے۔

⑨...... امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ الَّتِي تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا، وَالنَّامِصَةُ الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَّهُ، وَالْمُتَنَمِّصَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا، وَالْوَاشِمَةُ الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ فِي وَجْهِهَا بِكُحْلٍ أَوْ مِدَادٍ، وَالْمُسْتَوْشِمَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا." ❶

"وَاصِلَه" سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورتوں کے بال جوڑتی ہے اور "مُسْتَوصِلَه" سے مراد وہ ہے جو یہ کام کروائے۔ "نَامِصَه" سے مراد وہ عورت جو آبروؤں کے بال نوچتی اور انہیں باریک بناتی ہے اور "مُتَنَمِّصَه" سے مراد وہ جو یہ کام کروائے۔ "واشمه" جو چہرے پر سرے یا سیاہی وغیرہ سے تل وغیرہ بناتی ہو اور "مستوشمه" سے مراد وہ ہے جو یہ کام کرواتی ہو۔"

⑩...... بالوں کو لمبا ظاہر کرنے کے لیے "وِگ" لگانا جیسا کہ فی زمانہ رواج بن چکا ہے ممنوع ہے، اس فعل حرام کا ارتکاب جب بنی اسرائیل میں ہوا تو ان کو عذاب الٰہی کا سامنا کرنا پڑھا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اِتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ .)) ❷

"جب بنی اسرائیل کی عورتوں نے اس (وِگ) کا استعمال کیا تو وہ ہلاک ہوگئے۔"

⑪...... ٹیٹو (Tattoo) یعنی بدن کے کسی بھی حصے میں رنگ بھروانا، نام لکھوانا، جانوروں کی تصاویر بنوانا وغیرہ بھی مذکورہ حدیث کی روشنی میں باعث لعنت فعل ہے۔

⑫...... خوبصورتی کے لیے بھنویں باریک یا موٹی کرنا، انہیں منڈوانا بھی ناجائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ان امور کا ارتکاب کرنے والی عورتوں کو "اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ" اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیاں کہا گیا ہے۔ ❸

⑬...... غیر شرعی طریقوں کو اپنا کر خود کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرنا عند اللہ نامنظور ہے۔ حسن و جمال

---

❶ سنن ابی داود بعد رقم الحدیث: ٤١٧٠ .

❷ صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب، رقم الحدیث: ٣٤٦٨، صحیح مسلم، اللباس، باب تحریم فعل الواصلة..... الخ، رقم الحدیث: ٢١٢٧ .

❸ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٤٨٨٦ .

وہی پسندیدہ ہے جو شریعت کے دائرہ میں رہ کر اختیار کیا جائے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد ﷺ کو سب سے زیادہ حسین وجمیل بنایا، آپ ﷺ کی سیرت وصورت پر کتب احادیث کے ذخائر وجود میں آئے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کائنات کے سب سے خوبصورت، اللہ کے محبوب، اولاد آدم کے سردار، امام الانبیاء ﷺ جیسی شکل وصورت بنائے، ان کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق زندگی بسر کرے اسی میں دنیا وآخرت کی عزت وکامرانی ہے۔

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

⑭..... "اَلْقُصَّة" بالوں کا گچھا یا بالوں کی چوٹی بالوں کا سرا۔

الـوشـم: سوئی وغیرہ سے جسم کے کسی حصہ پر چرکا لگا کر اس میں سرمہ یا کوئی اور رنگ بھرنا تا کہ اس کا اثر باقی رہے اس عمل کے کرنے اور کروانے والیوں کو موتشمہ اور مستوشمہ کہتے ہیں۔

نامصہ: بھنوؤں کے بال بنانے والی کو کہتے ہیں۔ اور اس کام کے کروانے والی کو "متنمصہ" کہا جاتا ہے۔

واشرہ: جو دانتوں کو تراش کر باریک بنانے کی کوشش کرے یہ کام کروانے والی کو "مستوشرہ" کہتے ہیں۔

عورتیں یہ کام اس لیے کرتی ہیں تا کہ عمر رسیدہ جوان نظر آئیں۔ (ع، ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ابان بن عثمان رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[27]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْأُمَوِيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ حِرَاءً، فَارْتَجَّ بِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْكُنْ حِرَاءُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ. وَعَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

تخریج الحدیث شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سخت ترین ضعیف بلکہ اس سند کے ساتھ موضوع ہے۔ مصنف کے استاد احمد بن محمد بن عمر بن یوسف الیمامی ابو سہل کو امام ابو حاتم اور ابن صاعد نے کذاب جبکہ امام دارقطنی نے ضعیف اور متروک کہا ہے، جبکہ ابن عدی کہتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں سے منکر اور عجیب وغریب

روایات بیان کی ہیں۔ (اللسان : ۱/ ۶۲۹ ، میزان : ۱/ ۱۴۲) یہ حدیث دیگر طرف سے عثمان رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے دیکھئے۔ سنن ترمذی ، المناقب ، باب فی عد عثمان تسمية شهيدا...... الخ (٣٦٩٩) وقال "حسن صحيح" ...... وصححه ابن حبان: ١٥/ ٣٤٨ (٦٩١٦)

ترجمة الحديث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر تشریف لے گئے تو حراء لرزنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حراء! ٹھہر جا، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید ہے۔" اور (اس وقت) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم تھے۔

شرح الحديث ①...... مذکورہ روایت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح سندوں سے بھی مروی ہے۔

(i) جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے اوپر سے محاصرین کو جھانک کر کہا، میں تمہیں اللہ کے نام پر یاد دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پہاڑ پر چڑھے اور وہ لرزنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أُثْبُتْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ.)) ❶

"حراء ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، صدیق اور شہید ہے۔"

(ii) ایک روایت میں ہے: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ عَلَى ثَبِيْرِ مَكَّةَ، وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا)) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پہاڑ ثبیر پر تھے اور آپ کے ساتھ ساتھ ابوبکر و عمر اور میں (عثمان) رضی اللہ عنہم تھا۔ پہاڑ حرکت کرنے لگا حتیٰ کہ اس کے پتھر لڑھکنے لگے تو آپ علیہ السلام نے اپنی ایڑھی ماری اور فرمایا: ((أُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ)) ثبیر پرسکون رہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔" ❷

②...... یہ روایت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے تاہم مختلف روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی تعداد کی کمی و زیادتی بھی منقول ہے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں حراء پہاڑ کا ذکر ہے اور اس میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس موقع پر عشرہ مبشرہ، سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید،

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب فی عد عثمان تسميته شهيدا...... الخ رقم الحديث: ٣٦٩٩.

❷ سنن ترمذی، المناقب، باب فی عد عثمان تسميته شهيدا...... الخ، رقم الحديث: ٣٧٠٣، وقال: هذا حديث حسن.



عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے حراء پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ ❷

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی احد پہاڑ سے متعلق مشہور و معروف روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا، آپ نے فرمایا: ''احد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔'' ❸

مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ اور بھی صحابہ سے دیگر کتب میں اسی مفہوم کی روایات موجود ہیں۔

③...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کے واقع ہونے کی خبر دینا آپ کے معجزات اور علامات نبوت میں سے ہے۔

④...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہاڑوں پر تشریف لے جانے پر ان کا حرکت کرنا آپ کے ساتھ محبت کے اظہار اور آپ کے مقام نبوت کی وجہ سے تھا۔ احد پہاڑ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ)) ''احد پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' ❹

⑤...... ''حرا'' مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں سے ایک مشہور و معروف پہاڑ ہے اس کی غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت کئی راتیں جا کر عبادت میں گزارتے تھے اور اسی جگہ آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔

⑥...... ''ثبیر'' مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جو منیٰ کو جاتے ہوئے راستے میں دائیں طرف آتا ہے۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مزدلفہ میں نماز فجر ادا کی اور میں بھی موجود تھا نماز کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا: مشرکین طلوع آفتاب کے بعد یہاں سے کوچ کرتے اور طلوع آفتاب کے انتظار میں کہتے: ''أَشْرِقْ ثَبِيرُ'' اے ثبیر پہاڑ تو چمک جا، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے

❶ سنن ترمذی، المناقب، باب المناقب ابی الاعور...... رقم الحدیث: ٣٧٥٧، وقال: حسن صحیح، سنن ابوداود، السنة، باب فی الخلفاء، رقم الحدیث: ٤٦٤٨، سنن ابن ماجه، السنة، فضائل العشرة، رقم الحدیث: ١٣٤.

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابه، باب من فضائل طلحه و الزبیر، رقم الحدیث: ٢٤١٧.

❸ صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر...... الخ، رقم الحدیث: ٣٦٨٦، ٣٦٧٥.

❹ صحیح بخاری، زکوٰة، باب خرص الثمر، رقم الحدیث: ١٤٨١، ١٤٨٢، صحیح مسلم، الحج، باب فضل احد، رقم الحدیث: ١٣٩٢.

پہلے وہاں سے روانہ ہوئے۔ ❶

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ابوبکر بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[28]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي: إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ.

تخريج الحديث صحيح: سنن ترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی السجدة فی "اذا السماء انشقت...... الخ (٥٧٤) وقال "حسن صحيح"، سنن ابن ماجه، اقامة الصلوة، باب سجود القرآن (١٠٥٩) وأصله فی الصحيحين انظر بخاری (٧٦٨) و مسلم (٥٧٨).

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ انشقاق میں سجدہ کیا۔

شرح الحديث ①...... سجدہ اللہ کی عبادت کا عظیم عمل ہے۔ یہ قرب الٰہی کا باعث اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہے۔ حالت سجدہ میں انسان اللہ رب العزت کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں سجدہ کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً.)) ❷

"تم اللہ کے حضور کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ تم جو بھی اللہ کے لیے سجدہ کرو گے اللہ اس کے بدلے تمہارا درجہ بلند فرمائیں گے اور تمہارا گناہ معاف فرمائیں گے۔"

حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنت میں رفاقت کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحيح بخاری، الحج، باب حتى يدفع من جمع، رقم الحديث: ١٦٨٤.

❷ صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم الحديث: ٤٨٨.

((فَأَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) [1]

''اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ ، فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ ، أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ .)) [2]

''جب آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک جانب ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے ہائے ہلاکت و بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا لہٰذا اس کے لیے جنت ہے، اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا، میں نے نافرمانی کی چنانچہ میرے لیے جہنم کی آگ ہے۔''

②...... سجدہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝﴾

(فصلت: ٣٧)

''نہ سورج کو سجدہ کرو، نہ چاند کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

③...... سجدہ عبادت اور تعظیمی سجدہ میں فرق ہے۔ سجدہ عبادت غیر اللہ کے لیے کبھی بھی کسی بھی امت میں جائز نہیں رہا کیونکہ غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اور ہر نبی نے اپنی امت کو شرک سے اجتناب کا کہا جبکہ تعظیمی سجدہ پہلی امتوں میں جائز تھا جیسا کہ قرآن میں آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔ اب شریعت محمدیہ ﷺ میں تعظیم کے لیے بھی کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا حرام وممنوع ہے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ!؟'' ''معاذ! یہ کیا؟'' انہوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے دیکھا، مجھے یہ بات اچھی لگی کہ ہم آپ کے ساتھ (تعظیم کا) یہ طریقہ اختیار کریں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[1] صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم الحديث: ٤٨٩ .

[2] صحيح مسلم، الايمان، باب بيان اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث: ٨١ .

((فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.)) [1]

''تم ایسا نہ کرو اگر میں کسی کو اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔''

اس سب کے برعکس جاہل پیر، گدی نشین، صوفی اور ملاں عوام کے تعظیمی سجدوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اس عمل کو اپنی عزت وتکریم کا باعث سمجھتے ہیں، دنیا میں شرک اولیاء وصلحاء کی محبت وتعظیم اور عقیدت میں غلو کے باعث پھیلا، نتیجتاً لوگوں کے عقائد بگڑے، شیطان کو کھل کر کھیلنے کے مواقع میسر آئے، اسی لیے شریعت اسلامیہ نے ہر اس شگاف کو بند کیا جس سے شرک کا اندیشہ ہوسکتا تھا اور ایسی عقیدت ممنوع ٹھہری جو عقائد کے بگاڑ کا باعث بنے۔

④...... سجدۂ تلاوت مشروع ہے، فرض یا واجب نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن منبر پر سورہ نحل تلاوت فرمائی، جب سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی تو منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سامعین نے بھی سجدہ کیا، آئندہ جمعہ کے دن پھر منبر پر سورہ نحل کی تلاوت فرمائی، سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی تو فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُودِ، فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ.))

''اے لوگو! ہم سجدہ تلاوت کی آیات پڑھتے ہیں، جس نے سجدہ کیا اس نے درست کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا اس پر کچھ گناہ نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُودَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا مگر ہم چاہیں تو سجدہ کریں۔''

⑤...... سجدہ تلاوت قرآن پڑھنے اور سننے والے دونوں کو کرنا چاہیے۔

⑥...... سجدہ تلاوت دوران نماز اور نماز کے علاوہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] سنن ابن ماجه، النكاح، باب حق الزوج على المرأة، رقم الحديث: ١٨٥٣، وصححه ابن حبان، رقم الحديث: ١٢٩٠.

[2] صحيح بخاری، سجود القرآن، باب من رای ان الله لم يوجب السجود، رقم الحديث ١٠٦٧.

④ ...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ...

((اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ أَجْرًا ... ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ...))

"اے اللہ! میرے لیے اس (سجدہ) کا ثواب ... بوجھ اتار دے اور اسے اپنے پاس میرے لیے ... طرح قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے داؤد ... "

⑤ ...... حدیث "سَجَدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی ..."

[27] ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى ... وَشُعَيْبُ بْنُ يَزِيدَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى ... مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ... الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ... قَدْ أَفْلَسَ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

تخریج الحدیث

صحیح بخاری، الاستقراض ...

ترجمة الحدیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ...

شرح الحدیث

(۱) ...

شریعت اسلامیہ میں اس پیشہ کی حوصلہ افزائی فرمائی گئی حتیٰ کہ صاف گو، سچے امانت دار تاجروں کے لیے اخروی کامیابی کی نوید بھی سنائی گئی ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی اس پیشہ کو اختیار کیا۔ امت کے بہترین افراد میں سے اکثر و بیشتر کا ذریعہ معاش تجارت رہا۔ یہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

②...... اگر کوئی انسان مقروض ہو جائے یا کسی ناگہانی آفت یا خسارے کی وجہ سے دیوالیہ ہو جائے تو اس کے پاس موجود مال کو بیچ کر قرض خواہوں کو ادائیگی کی جائے گی۔

③...... اگر دیوالیہ ہونے والے انسان کے پاس قرض خواہ کی اصل چیز بعینہٖ موجود ہو تو وہ دیگر قرض خواہوں کی نسبت اس چیز کے لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

④...... اگر دیوالیہ ہونے والے شخص نے اس خریدی ہوئی چیز میں تصرف کر لیا تو چیز دینے والا اس میں دیگر قرض خواہوں کے ساتھ قرض کی نسبت سے حصہ پائے گا۔

⑤...... دیوالیہ شخص کا مال قرض خواہوں میں قرض کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

⑥...... دیوالیہ شخص کو موجود مال میں تصرف کرنے یا اس کو خرد برد کا حق نہیں رہتا بلکہ اس کے پاس موجود مال کو حکومت اپنے قبضہ میں لے کر قرض خواہوں کو ادائیگی کرے گی۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَرَ عَلَى مُعَاذٍ مَالَهُ وَبَاعَهُ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلَيْهِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے دیوالیہ ہونے پر انہیں اپنے مال میں تصرف سے روک دیا اور ان کے مال کو ان کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کر دیا۔''

⑦...... دیوالیہ شخص کی صدقہ و زکوٰۃ کے مال سے معاونت کرنا درست ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے پھل خریدے جن میں اسے خسارہ ہوا اور وہ بہت زیادہ مقروض ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو صدقہ کرنے کا کہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقہ کیا لیکن اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے کہا: ''خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ'' ''جو ملتا ہے لے لو اس کے علاوہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔'' [2]

⑧...... قرض کسی حال میں بھی معاف نہیں شریعت نے قرض دار کو مقروض سے سختی سے مطالبہ کرنے کا حق

[1] سنن دارقطني: ٥/ ٤١٣، رقم الحديث: ٤٥٥١ و صححه الحاكم: ٢/ ٦٧، رقم الحديث: ٢٣٤٨.

[2] صحيح مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، رقم الحديث: ١٥٥٦.

دیا ہے۔شریعت مطہرہ میں جس قدر قرض کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے ہمارے معاشرے میں اتنا ہی یہ ناپید ہو چکا ہے، فی زمانہ کسی کو قرض دینا رقم کو ڈوب دینے کے مترادف بن چکا ہے۔ حالانکہ قرض ناقابل معافی گناہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ)) ''شہید کے قرض کے سوا سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ مقروض کا جنازہ پڑھنے سے اجتناب فرماتے تھے۔ ❷

⑨...... صاحب توفیق کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ)) ''مالدار آدمی کا قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔'' ❸

⑩...... قرض کی عدم ادائیگی پر مقروض مجرم کو بطور تعزیر سزا دی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ)) ''ادائیگی کی طاقت رکھنے والے کی ٹال مٹول اس کی بے عزتی کرنے اور اسے سزا دینے کو جائز قرار دے دیتی ہے۔''

عبداللہ بن مبارک ؒ اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یُحِلُّ عِرْضَهٗ: یُغَلَّظُ لَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ: یُحْبَسُ لَهٗ'' ''بے عزتی سے مراد اس پر سختی کرنا اور اسے برا بھلا کہنا ہے، اور سزا سے مراد اسے قید کرنا ہے۔'' ❹

[30]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

تخريج الحديث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاة، رقم: ۱۵۵۰ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی ابن المدینی نے انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ہشام بن یحیٰی سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ ؓ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ

❶ صحیح مسلم، الامارات، باب ما وعد الله تعالیٰ للمجاهد فی الجنة، رقم الحدیث: ۱۸۸٦ .

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۲۸۹، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱٦۱۹ .

❸ صحیح بخاری، الحوالات، باب مطل الغنی ظلم، رقم الحدیث: ۲۲۸۸، صحیح مسلم، المساقات، باب تحریم مطل الغنی، رقم الحدیث: ۱۵٦٤ .

❹ سنن ابی داود، القضاء، باب فی الدین هل یحبس به، رقم الحدیث: ۳٦۲۸، سنن ابن ماجه، الصدقات، باب الحبس فی الدین والملازمة، رقم الحدیث: ۲٤۲۷، و صححه ابن حبان: ۱۱/ ٤۸٦، رقم الحدیث: ۵۰۸۹ والحاکم: ٤/ ۱۱٤، رقم الحدیث: ۷۰٦۵ .

سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[31]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی ابن المدینی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[32]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، ثنا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی ابوموسیٰ انصاری نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[33]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مفلس ہوگیا اور قرض خواہ نے اس کے پاس اپنا مال بعینہٖ پالیا تو وہ اس مال کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔

[34]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ

مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَذْكُرْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاۃ، رقم: ۱۵۵۰.

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے مالک سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اس سند میں ابوبکر بن محمد نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

[35]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تخریج الحدیث بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲. مسلم، المساقاۃ، رقم: ۱۵۵۰.

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی ابو طاہر نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، انہوں نے کہا، مجھے خبر دی مالک نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[36]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ، ثنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا امْرِئٍ أَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ عِنْدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاۃ، رقم: ۱۵۵۰.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص مفلس ہوگیا، پھر قرض خواہ نے اپنا سامان اس کے پاس بعینہٖ پالیا تو وہ اس کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔“

[37]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا .

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠ .

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آدمی مفلس ہوگیا اور قرض خواہ نے اپنا سامان اس کے پاس بعینہٖ پالیا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

[38]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا بَيَانٌ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی بیان الحضرمی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے یحییٰ سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

[39]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا بَيَانٌ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی الحضرمی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمرو سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[40]...... حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

تخريج الحديث صحيح بخاري، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی ابوموسیٰ انصاری نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی انس بن عیاض نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

[41]...... حَدَّثَنَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ، ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى، ثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

تخريج الحديث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مفلس ہو گیا، اور قرض خواہ نے اس کے پاس اپنا مال بعینہٖ پایا تو وہ اس کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔

[42]...... حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ عُمَرُ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

تخريج الحديث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن مہدی نے مالک بن انس سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابو بکر بن محمد سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اور ابو بکر بن محمد نے عمر بن عبدالعزیز کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

[43]...... حَدَّثَنَا اَبُوْ الطَّاهِرِ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

تخريج الحديث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی ابو طاہر نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، انہوں نے کہا، مجھے خبر دی مالک نے یحییٰ سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

[44]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ قَالَا: ثنا هُشَيْمٌ، أنا يَحْيَى

بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ بِيَدِ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِمَّنْ سِوَاهُ مِنَ الْغُرَمَاءِ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنا مال بعینہٖ مفلس شخص کے ہاتھ میں پا لیا تو وہ اس کا دوسرے قرض خواہوں سے زیادہ حق دار ہے۔''

[45]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ، ثنا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: سُئِلَ سُفْيَانُ عَنْ رَجُلٍ ابْتَاعَ مَتَاعًا، فَأَفْلَسَ وَهُوَ بِعَيْنِهِ فَلَمْ يَنْقُدْهُ، أَوْ نَقَدَ طَائِفَةً مِنَ الثَّمَنِ، هَلْ يَأْخُذُ مَتَاعَهُ؟ فَحَدَّثَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ سِلْعَةً ثُمَّ أَفْلَسَ صَاحِبُهَا فَوَجَدَهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا دُونَ الْغُرَمَاءِ.

تخريج الحديث صحيح بخاری، الاستقراض، رقم: ٢٤٠٢، مسلم، المساقاة، رقم: ١٥٥٠.

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی زید بن ابوزرقاء نے، انہوں نے کہا: سفیان رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا، ایک آدمی نے سامان خریدا اور مفلس ہوگیا اور وہ اس کے پاس بعینہ ہے اس نے اس کی قیمت ادا نہیں کی جبکہ کچھ لوگوں نے قیمت ادا کر دی کیا اس کا مال قرض خواہ لے لے گا؟ تو انہوں نے حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے سامان خریدا، پھر مفلس ہوگیا، اور قرض خواہ نے اپنے مال کو مفلس کے پاس موجود پایا تو وہ اس کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔

[46]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْأَبْطَحِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَ سِلْعَتَهُ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاة، رقم: ۱٥٥۰.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اپنا سامان مفلس کے پاس پالیا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

[47]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، ثنا مُوسَى بْنُ رَبِيعَةَ الْجُمَحِيُّ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاة، رقم: ۱٥٥۰.

ترجمۃ الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس آدمی نے اپنا سامان بعینہ مفلس کے پاس پالیا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

[48]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، ثنا أَبِي، ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الاستقراض، رقم: ۲٤۰۲، مسلم، المساقاة، رقم: ۱٥٥۰.

ترجمۃ الحدیث ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی میرے باپ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بکر بن مضر نے ابن الہاد سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد سے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ حدیث کی مانند روایت کیا۔

[49]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي قُتَيْلَةَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَفِيفٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ بَدَأَ هٰذَا الْأَمْرَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً،

ثُمَّ يَكُونُ سُلْطَانًا ، وَيَكُونُ مُلْكًا ، ثُمَّ يَكُونُ جَبْرِيَّةً ، ثُمَّ يَكُونُ جَائِزَةً .

تخريج الحديث اسناده ضعيف: مسند ابی یعلی: ٢/ ١٧٧ (٨٧٣) وقال حسین سلیم اسد، اسناده ضعیف . مسند أبی داود الطیالسی: ١/ ١٨٤ (٢٢٥) سنن الکبری للبیهقی: ٨/ ٢٧٥ (١٦٦٣٠) الفتن لنعیم بن حماد: ١/ ٩٨ (٢٣٦) شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے باطل ہے۔ نضر بن سلمہ المروزی سے متعلق ابو حاتم کہتے ہیں: حدیثیں بناتا تھا اور سچا نہیں تھا۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: اس سے اعتبار کے بغیر احادیث لینا جائز نہیں۔ (الجرح والتعدیل: ٤/ ٤٨٠، اللسان: ٦/ ١٦٠، ١٦١) اور اسماعیل بن رافع بھی ضعیف ہے، اس کے علاوہ سند میں مزید مجہول راوی بھی ہیں۔

ترجمة الحديث سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا:
''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس (دین و دنیا کی اصلاح کے) کام کا آغاز نبوت و رحمت سے کیا، پھر خلافت ہوگی، پھر بادشاہت ہوگی، پھر ملوکیت، پھر جبری بادشاہت ہوگی، پھر انعام و اکرام ہوگی۔

شرح الحديث ①...... اللہ رب العزت نے اولاد آدم کی اصلاح کے لیے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا، انبیاء بذریعہ وحی ہدایت لے کر آتے رہے، ہدایت اور اصلاح کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر اولاد آدم کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ ، وَ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى ، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ)) ''تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، اور ان کا دین ایک ہے۔''[1]

دور نبوت ہر امت کے لیے رحمت کا باعث رہا اور اہل ایمان کو اس رحمت کی چھاؤں تلے سکون حاصل ہوتا ہے۔

②...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ)) ''میری امت میں خلافت راشدہ تیس برس تک ہے پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔''[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سالہ دور خلافت اس انداز سے مکمل ہوا کہ
خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین ماہ دس دن۔
خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دس سال چھ ماہ آٹھ دن۔
خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ گیارہ سال گیارہ ماہ نو دن۔

[1] صحیح مسلم، الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام، رقم الحدیث: ٢٣٦٥.
[2] سنن ترمذی، الفتن، باب ماجاء فی الخلافة، رقم الحدیث: ٣٢٢٦، وقال: حسن، مسند احمد: ٣٦/ ٢٥٦، رقم الحدیث: ٢١٩٢٨.

خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ چار سال، نو ماہ سات دن تک خلیفہ رہے بعد ازاں چھ ماہ نواسہ رسول سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین رہے۔

ان خلفاء کے بعد خاندان بنو امیہ اور بنو عباس میں ایک عرصہ تک حکمرانی رہی ان خاندانوں میں ایسی ایسی زیرک اور جہاندیدہ شخصیات تھیں جنھوں نے خدا ترسی، عدل و انصاف، خدمت خلق اور اسلامی روح کو قائم رکھنے کی ایسی مثالیں قائم کیں جو ہمیشہ کے لیے امر ہوگئیں۔

③...... اسلام میں اصل مطاع اور قانون ساز اللہ تعالیٰ ہے۔ خلیفہ و امیر اور اس کی شوریٰ کے مناصب قانون سازی کی بجائے احکام الٰہیہ کے نفاذ کی عملی جدوجہد کو فروغ دینے کے لیے ہیں۔

④...... بادشاہت اسلام میں فی الواقع مذموم نہیں، حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہما السلام دونوں اللہ کے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ ایسی بادشاہت جس میں قہر و غلبہ، جبر و مظالم، عصبیت و عناد ہو، تعلیم نبوت اور خلافت اسلامیہ سے متصادم ہو انتہائی مذموم ہے۔

⑤...... وہ بادشاہت جو تصور خلافت کے منافی و مخالف ہے وہ جبری بادشاہت کی بدترین صورت ہے۔

⑥...... امور سلطنت کو اپنے چہیتوں اور نااہل افراد کے سپرد کر دینا رعایا کے ساتھ ظلم، اور اہل افراد کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہر دنیا پرست حکمران نے اپنے حاشیہ نشین ایسے افراد رکھے جو اس کی انا کو تسکین، اس کے ناجائز کو جائز، راہ زنی کو رہبری اور ظلمت کو ضیا کہتے رہے، ایسے ہی ''خوشامد سے آمد ہے'' کی سوچ و فکر رکھنے والے چاپلوسیوں سے متعلق کسی نے کہا تھا:

لگا کر آگ شہر کو یہ بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں آج تماشے کا شوق بہت
جھکا کر سر کو سبھی شاہ پرست بولے
حضور کا شوق سلامت رہے. شہر اور بہت

⑦...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ، إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ، إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ، وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ.)) ❶

❶ سنن ابی داود، الخراج، باب فی اتخاذ الوزیر، رقم الحدیث: ۲۹۳۲، سنن الکبری البیهقی: ۱۰/ ۱۱۲، وصححه ابن حبان، رقم الحدیث: ۱۵۵۱.

''جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے سچا وزیر عطا کر دیتے ہیں،
جب وہ بھولتا ہے تو وزیر اسے یاد دلاتا ہے، اور اگر اسے یاد ہو تو وہ اس کی معاونت کرتا ہے۔ لیکن
جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ اس کے برعکس ارادہ فرمائیں تو اسے برا وزیر عطا فرما دیتے ہیں،
جب وہ بھول جاتا ہے تو وزیر اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے کچھ یاد ہو تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام ﷡ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''میرے بعد حکمران ہوں گے جس نے ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی، ان کو ظلم پر معاونت فراہم کی، نہ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ میرا اس کے ساتھ ہے۔ ایسا آدمی میرے حوض پر میرے پاس نہیں آئے گا، لیکن جو شخص ایسے حکمرانوں کا درباری نہ بنا، نہ ان کی ظلم پر اعانت کی، نہ ان کی جھوٹ پر تصدیق کی وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں گا۔ اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔ ❶

[50]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْقُرَشِيُّ الْحِمْصِيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ حَدِيثِ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ أَنَّهُ انْتَجَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِطُونَ بِهِمَا لَا يَسْمَعُ نَجْوَاهُمَا أَحَدٌ، فَلَمْ يَزَالَا يَتَجَادَلَانِ فِي الرَّأْيِ حَتَّى أَغْضَبَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ عُمَرَ فِي بَعْضِ مَا يُكَلِّمُهُ فِيهِ، فَقَبَضَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ قَبْضَةً، فَحَصَبَ بِهَا وَجْهَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَشَجَّهُ بِالْحَصَى بِجَبْهَتِهِ آثَارًا مِنْ شِجَاجٍ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا يَنْسَابُ عَلَيْهِ مِنَ الدَّمِ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ: امْسَحْ عَنْكَ الدَّمَ. فَعَرَفَ عُثْمَانُ أَنَّ عُمَرَ قَدْ نَدِمَ عَلَى مَا فَرَطَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَا يَهُولَنَّكَ الَّذِي أَصَبْتَ مِنِّي، فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَنْتَهِكُ مِمَّنْ وَلَّيْتَنِي أَمْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ الَّتِي اسْتَرْعَاكَ اللَّهُ أَكْثَرَ مِمَّا فَعَلْتَ بِي مِنْهُمْ. فَأُعْجِبَ بِهَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ وَحِلْمِهِ، وَازْدَادَ فِي عَيْنِهِ خَيْرًا.

تخریج الحدیث حديث صحيح: مصنف عبدالرزاق: ١١/ ٣٣٢ (٢٠٦٩١)

❶ سنن ترمذی، الفتن، باب فی التحذیر عن موافقة امراء السوء، رقم الحدیث: ٢٢٥٩، وقال حدیث صحیح، سنن نسائی، البیعة، ذکر الوعید لمن اعان امیرا علی ظلم، رقم الحدیث: ٤٢٠٧، وصححه ابن حبان: ١/ ٥١٧، ٥١٨، رقم الحدیث: ٢٨٣، ٢٨٢، والحاکم: ١/ ١٥١، رقم الحدیث: ٢٦٣.

ترجمة الحدیث نوفل بن مساحق نے بیان کیا، امیر عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما مسجد میں سرگوشی سے بات کر رہے تھے، وہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے جو ان کی سرگوشی نہیں سن رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی رائے سے مسلسل اختلاف کر رہے تھے حتیٰ کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کسی بات پر غصہ دلا دیا، امیر عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کی کنکریوں سے ایک مٹھی بھری اور انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دے مارا۔ ان کی پیشانی سے خون پھوٹ پڑا، جب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بہتے خون کو ان کی داڑھی پر دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی داڑھی صاف کر لیں، عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر شرمندہ ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر المومنین! آپ نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اس پر مت گھبرائیں، اللہ کی قسم! میں ان کے ساتھ آپ کی رعایا میں سے جن پر آپ مجھے والی مقرر کریں گے اس سے بھی سخت برتاؤ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی رائے، ان کی بات، ان کی قوت برداشت پسند آئی اور ان کی عزت ان کی نظروں میں اور بڑھ گئی۔

شرح الحدیث ①......کسی آدمی سے اپنے دل کی بات دوسرے لوگوں سے چھپا کر کرنے کا نام ''نجویٰ'' ہے اگر مجلس میں تین افراد ہوں تو ان میں سے دو کا تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا ناجائز ہے۔ اگر افراد مجلس کی تعداد تین سے متجاوز ہو تو دو افراد دوسروں کی موجودگی میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذَٰلِكَ يُحْزِنُهُ.)) ❶

''جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کے بغیر سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جل جاؤ اس لیے کہ یہ چیز اس (تیسرے) کو غمگین کرتی ہے۔''

جناب عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سرگوشی کرنا چاہی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور آدمی کو بلا کر میرے ساتھ بٹھایا پھر جا کر اس آدمی کی بات سنی۔ ❷

معلوم ہوا اسلام مسلمانوں میں اتفاق واتحاد کا داعی ہے اور ہر اس کام سے روکتا ہے جس سے دوسرے

---

❶ بخاری، الاستئذان، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة...... الخ رقم الحديث: ٦٢٩٠، مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين...... الخ، رقم الحديث: ٢١٨٤.

❷ موطا امام مالك: ٢/ ٩٨٩، رقم الحديث: ١٣.

مسلمان کے جذبات واحساسات مجروح ہوں لہٰذا ہر مسلمان کو دوسرے کی عزت نفس کا پاس کرنا چاہیے۔

②......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم دلی دوست اور بے حد مہربان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''تو اہل ایمان کو ایک دوسرے پر رحم ایک دوسرے سے دوستی اور ایک دوسرے پر شفقت میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا، جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''[1] کے حقیقی مصداق تھے، ان کے اسی وصف کو اقبال نے بیان کرتے ہوئے کہا تھا:

ع ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

③......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف بدنیتی پر مبنی نہ تھے اللہ رب العزت نے ان نفوس قدسیہ کی تمام لغزشوں کو معاف کر دیا یہ لوگ اعلیٰ وارفع درجات پر فائز اللہ کے ہاں انبیاء علیہم السلام کے بعد کائنات کے افضل ترین لوگ ہیں بعد میں آنے والا کوئی بھی شخص نیکی، تقویٰ، للّٰہیت، اخلاص اور علم وعمل میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پا سکتا۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں قیس بن علقمہ کوفی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں حدیث سنائی پھر فرمایا:

((لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ .))[2]

''صحابہ میں سے کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا تمہاری ساری زندگی کے نیک اعمال سے کہیں بہتر ہے خواہ تمہیں نوح علیہ السلام کی زندگی ہی کیوں نہ مل جائے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ .))[3]

---

[1] بخاری، الادب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم الحديث: ٦٠١١ .

[2] سنن ابو داود، السنة، باب في الخلفاء، رقم الحديث: ٤٦٥٠ ، سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فی فضائل العشرة، رقم الحديث: ١٣٣ .

[3] سنن ابن ماجه، السنة، فضل اهل بدر، رقم الحديث ١٦٢ ، وحسنهُ الالبانی في صحيح ابن ماجه، رقم الحديث: ١٦١ .

"محمد ﷺ کے ساتھیوں کو برا نہ کہو ایک صحابی کا نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں گھڑی بھر ٹھہرنا تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے اچھے اعمال سے بہتر ہے۔"

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

④...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عظیم المنقبت، اونچے مرتبے پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پایاں اوصاف حمیدہ سے متصف فرمایا تھا، آپ کی شخصیت میں ہیبت و رعب تھا، دین میں سخت اور خالص حق پر ڈٹ جانے والے تھے۔

⑤...... مذکورہ واقعہ ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ مسلمانوں کا کردار پیار و محبت والا ہونا چاہیے اگر کسی سے کبھی کوئی زیادتی ہو جائے تو اس کو معاف کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ضد، ہٹ دھرمی اخلاق رذیلہ میں سے ہے۔

⑥...... معاف کرنا کمزوری یا بزدلی نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کی علامت ہے، انہی اخلاقی قدروں کی وجہ سے عرب کا معاشرہ امن کا گہوارہ بنا، اسلام نے عالمگیریت اختیار کی اور اہل اسلام بے لوثی اور ایثار پیشی کی سچی تصویر بنے۔ لہٰذا معاف کرنے والے کو اور دبانا، اس کا احساس نہ کرنا اس کی عزت نفس کا لحاظ نہ رکھنا غلط ہے۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اسی کی عکاسی کرتا ہے، عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے عالی اخلاق، حلیمی طبیعت اور کمال کی سمجھداری نے ان پر، گہرے مثبت اثرات ڈالے۔

⑦...... سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ، سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے ہے۔ غزوہ احد اور بعد کے دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد خلفاء کے ادوار میں مختلف حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ حتیٰ کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

⑧...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا اپنے عمال سے پوچھ گچھ کرتے رہتے اور رعایا کی سہولت کے لیے ہر ممکن اقدام کرتے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ سیدنا عمر اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما سے بھی متعلق ہے۔ عمرو بن میمون رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ آپ سیدنا حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے ان سے پوچھ رہے تھے، تم لوگوں نے کیسے کیا؟ کیا تمہیں یہ اندیشہ تو نہیں کہ تم نے عراق کی اراضی کا اتنا محصول لگا دیا ہو جس کی گنجائش نہ ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نے ان پر اتنا ہی خرچ ڈالا ہے جس کے ادا کرنے کی اس زمین میں ہمت ہے، اس سلسلہ میں کوئی زیادتی

نہیں کی گئی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھ لو، سوچ لو، کہیں تم نے اتنا ٹیکس تو نہیں لگایا جو زمین کی طاقت سے باہر ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا ایسا نہیں (بلکہ انتہائی معقول ہے) اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ ❶

[51]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ، ثنا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُسَاحِقٍ أَنَّهُ انْتَجَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مُخْتَلِطُونَ لَا يَسْمَعُ نَجْوَاهُمَا أَحَدٌ، فَلَمْ يَزَالَا يَتَنَاجَيَانِ فِي الرَّأْيِ حَتَّى أَغْضَبَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ عُمَرَ فِي بَعْضِ مَا يُكَلِّمُهُ بِهِ، فَقَبَضَ حَصًى مِنْ حَصْبَاتِ الْمَسْجِدِ، فَحَصَبَ بِهَا وَجْهَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، فَشَجَّهُ بِالْحَصَى بِجَبْهَتِهِ آثَارًا مِنْ شِجَاجٍ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ كَثْرَةَ تَسَرُّبِ الدَّمِ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ: أَمْسِكْ عَنْكَ الدَّمَ. فَعَرَفَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ أَنَّ عُمَرَ قَدْ نَدِمَ عَلَى مَا فَرَطَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَا يَهُولَنَّكَ الَّذِي أَصَبْتَ مِنِّي، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَنْتَهِكُ مِمَّنْ وَلَّيْتَنِي أَمْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ الَّتِي اسْتَرْعَاكَ اللّٰهُ أَكْثَرَ مِمَّا انْتَهَكْتَ مِنِّي. قَالَ: فَعَجِبَ بِهَا عُمَرُ مِنْ رَأْيِهِ وَحِلْمِهِ، وَازْدَادَ فِي عَيْنِهِ خَيْرًا.

تخريج الحديث حديث صحيح: تاريخ الكبير للبخاري: ٨/ ١٠٩ (٢٣٧٤) شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ اس اور گزشتہ حدیث سے متعلق فرماتے ہیں: "حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَرُوَاةُ السَّنَدَيْنِ كُلُّهُمْ مُوثَّقُونَ" "یہ حدیث صحیح ہے اور ان دونوں احادیث کی سندوں کے راوی ثقہ ہیں۔" مزید فرمایا: "وَهٰذَانِ السَّنَدَانِ يَتَقَوّٰى أَحَدُهُمَا بِالْآخَرِ" "یہ دو سندیں ایک دوسری کی تقویت کا باعث ہیں۔"

ترجمة الحديث نوفل بن مساحق نے بیان کیا عمر بن خطاب اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما مسجد میں سرگوشیاں کر رہے تھے، اور لوگ ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ ان دونوں کی سرگوشی نہیں سن سکتے تھے۔ وہ دونوں (اللہ کے) گھر میں مسلسل سرگوشیاں کرتے رہے حتیٰ کہ کسی بات پر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ دلا دیا، انہوں نے مسجد کی کنکریوں میں سے ایک کنکری لے کر عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دے ماری اور انہیں زخمی کر دیا، ان کی پیشانی سے خون بہہ پڑا، جب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی داڑھی پر بکثرت خون بہتا دیکھا تو کہا، خون کو صاف کیجیے، عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! میں ان

❶ صحيح بخاري، فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب قصة البيعة، والاتفاق على عثمان بن عفان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٧٠٠.

کے ساتھ آپ کی رعایا میں سے جن پر آپ مجھے مقرر کریں گے اس سے بھی سخت برتاؤ کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی رائے اور ان کی قوت برداشت پسند آئی اور ان کی نظر میں ان کی قدر اور بڑھ گئی۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[52]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ، ثنا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

تخريج الحديث بخاری، الصوم، باب القبلة للصائم: (۱۹۲۸)، مسلم، الصيام، باب بيان ان القبلة فی الصوم...... الخ (۱۱۰۶)

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ آپ روزے سے ہوتے۔

شرح الحديث ①...... روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، شرعی اصطلاح میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، جماع وغیرہ سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔ حالت روزہ میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، بیہودہ، فحش اور جہالت کے کام اور گفتگو کرنا، ناجائز ہے۔

②...... روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

③...... شیخ بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں: حالت روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت قرار دینا غلط ہے اس دعویٰ کو وہ حدیث باطل قرار دیتی ہے جو عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: "أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ؟" "کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں۔ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَمَا وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَخْشَاكُمْ لَهُ" "اللہ کی

قسم! میں تم سب سے زیادہ متقی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔'' ❶

مزید لکھتے ہیں یہ حدیث ان لوگوں کا بھی رد کرتی ہے جو بیوی کا بوسہ لینے میں جوان اور بوڑھے کا فرق کرتے ہیں کہ جوان کے لیے حالت روزہ میں بوسہ لینا ناجائز اور بوڑھے کے لیے جائز ہے۔ کیونکہ عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا بھرپور جوان آدمی تھے۔ جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ ❷

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کیونکہ وہ بھی جوان تھیں۔ ❸

②...... جس روزہ دار کے لیے اپنی شہوت پر قابو رکھنا ممکن نہ ہو اس کو بیوی سے بغل گیر ہونے یا اس کا بوسہ لینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ حالت روزہ میں بوسہ لیتے اور بغل گیر ہوتے لیکن وہ اپنی شہوت پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔ ❹

مذکورہ حدیث پر امام نووی رحمہ اللہ کی تبویب ''بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى مَنْ لَّمْ تَحَرَّكِ الشَّهْوَةَ'' بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اپنی شہوت پر قابو نہ رکھنے والے شخص کو بوسہ لینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

[53]...... قَالَ الشَّيْخُ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَشْعَثِ، ثنا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُزَيْقٍ، ثنا الْوَلِيدُ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

تخريج الحديث صحيح بخارى، الصوم، رقم: ١٩٢٨، مسلم، الصيام، رقم: ١١٠٦.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ آپ روزے سے ہوتے۔

[54]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَسْكَرٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ

❶ صحيح مسلم، الصيام، باب بيان ان القبلة فى الصوم...... الخ رقم الحديث: ١١٠٨.

❷ المحلى ابن حزم: ٦/ ٢٠٧. ❸ فتح البارى: ٤/ ١٥٢.

❹ صحيح بخارى، الصوم، باب المباشرة للصائم، رقم الحديث: ١٩٢٧، صحيح مسلم، الصيام، باب بيان ان القبلة فى الصوم...... الخ رقم الحديث: ١١٠٦.

سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الصوم، رقم: ۱۹۲۸، مسلم، الصیام، رقم: ۱۱۰٦.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ آپ روزے سے ہوتے۔

[55]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، ثنا أَبِي، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ الْأُطْرَابُلُسِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، الصوم، رقم: ۱۹۲۸، مسلم، الصیام، رقم: ۱۱۰٦.

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ آپ روزے سے ہوتے۔

[56]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، ثنا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ أَرْبَعًا قَالَ: فَأَخْبَرْتُهَا عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقَالَ: إِنَّ عُرْوَةَ قَدْ أَخْبَرَنِي أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي السَّفَرِ. فَوَجَدْتُ يَوْمًا عُرْوَةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ عَائِشَةَ؟ فَحَدَّثَ بِهِ كَمَا حَدَّثَنِي: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَلَيْسَ حَدَّثْتَنِي أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا. قَالَ: بَلَى.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، التقصیر، باب یقصر اذا خرج من موضعه (۱۰۹۰)، مسلم، صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة المسافرین وقصرها (٦٨٥).

ترجمة الحديث ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: نماز حضر وسفر میں (ابتداء) دو رکعت فرض

تھی پھر سفر کی نماز دو رکعات ہی رہی جبکہ حضر کی نماز چار رکعات مکمل کر دی گئی۔

صالح بن کیسان نے کہا میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بیان کی تو انہوں نے کہا عروہ رحمہ اللہ نے مجھے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعات (مکمل نماز) پڑھتی تھیں۔

صالح کہتے ہیں: میں نے ایک دن عروہ رحمہ اللہ کو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس دیکھا تو میں نے ان سے کہا: آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے وہ حدیث کیسے بیان کی؟ تو انہوں نے مجھے اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح پہلے بیان کی تھی (یہ سن کر) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عروہ سے کہا: آپ نے مجھے بیان کیا تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعات (فرض مکمل) پڑھتی تھیں۔ عروہ رحمہ اللہ نے کہا: ہاں! ایسے ہی ہے۔

شرح الحدیث ①......نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے، اہل اسلام کا شعار ہے، کتاب وسنت میں نماز کی اہمیت وفرضیت کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے کسی اور عبادت کی ادائیگی کا حکم اس طرح تاکید کے ساتھ نہیں دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے والدین کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں اور اگر وہ دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو والدین تادیبی کارروائی کرتے ہوئے انہیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں۔ ❶

②......نماز کا ترک کرنا کفر کا اعلان کرنے والی بات ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے چھوڑنے کو کفر سمجھتے تھے۔ ❷

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) ''ایمان اور شرک وکفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔'' ❸

③..... اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر معراج میں امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السلام کے کہنے اور رسول اللہ ﷺ کی درخواست پر اللہ نے ان میں کمی کی اور پانچ فرض کر دیں۔ اب ان پانچ فرض نمازوں کی ادائیگی کا اجر وثواب پچاس کے برابر رکھ دیا گیا ہے۔ ❹

❶ سنن ابی داود، الصلاة، باب متی یؤمر الغلام بالصلاة، رقم الحدیث: ٤٩٤، سنن ترمذی، الصلاة، باب ماجاء متی یؤمر الصبی بالصلاة؟ رقم الحدیث: ٤٠٧، وصححه ابن خزیمه، رقم الحدیث: ١٠٠٢ والحاکم: ١/ ٢٠١، وقال حسن صحیح.

❷ سنن ترمذی، الایمان، باب ماجاء فی ترك الصلاة، رقم الحدیث: ٢٦٢٢.

❸ صحیح مسلم، الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر...... الخ، رقم الحدیث: ٨٢.

❹ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٣٤٩، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ١٦٣.

④...... آغاز میں حضر و سفر کی نماز دو دو رکعات تھی پھر ہجرت مدینہ کے بعد حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔ سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں:

((فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَ تُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُوْلَى .)) ❶

''آغاز میں نماز دو رکعت فرض کی گئی، پھر جب نبی اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو چار رکعات کر دی گئی اور نماز سفر کو اپنی پہلی حالت میں باقی رکھا گیا۔''

سیدہ عائشہ ؓ کے بیان سے معلوم ہوا حضر کی نماز میں اضافہ ہجرت مدینہ کے بعد ہوا۔

⑤...... نماز مغرب کی آغاز سے ہی تین رکعات فرض تھیں اسی طرح فجر کی نماز کے فرائض میں بھی اضافہ نہیں ہوا۔

سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں: نماز مغرب کے علاوہ باقی نمازیں آغاز میں دو دو رکعات فرض ہوئیں کیونکہ نماز مغرب دن کی وتر نماز ہے۔ ❷

⑥...... سفر میں نماز مغرب اور صبح کی نماز کے علاوہ چار کی بجائے دو رکعات پڑھنا قصر ہے، نماز قصر دورانِ سفر افضل ہے فرض یا واجب نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی بات معلوم ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا﴾ (النسآء: ١٠١)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کرو اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ لوگ فتنے میں ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا بے شک کافر لوگ ہمیشہ سے تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

اس آیت سے بظاہر یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ نماز اسی سفر میں قصر کی جائے گی جس میں دشمن کا خوف ہو اس کا تعلق عام سفر سے نہیں، اس شبہ کا ازالہ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے ہو جاتا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے یعلی بن امیہ ؓ نے پوچھا: قرآن کا حکم خوف کے ساتھ مقید ہے جبکہ لوگ ہر سفر میں قصر کرتے ہیں؟ تو حضرت عمر ؓ نے کہا مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر آپ کو تعجب ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

❶ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب التاریخ من این ارخوا التاریخ، رقم الحدیث: ٣٩٣٥.

❷ مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/ ٨١، رقم الحدیث: ٦٧١٠، مسند احمد: رقم الحدیث: ٢٦٣٣٨.

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ.)) ❶

''یہ ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا، لہٰذا تم اس کے صدقہ کو قبول کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى مَدِيْنَةَ لَا يَخَافُ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.)) ❷

''رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف نکلے تو دو رکعات ہی پڑھتے رہے حالانکہ اللہ رب العالمین کے سوا آپ کو کسی کا ڈر نہ تھا۔''

⑦...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوران سفر نماز کو مکمل پڑھنا اور اللہ کے رسول ﷺ کا تحسین فرمانا بھی ثابت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ عمرہ کے لیے گئی حتیٰ کہ جب میں مکہ آئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سفر میں نماز قصر کرتے رہے جبکہ میں پوری پڑھتی رہی، آپ روزہ چھوڑتے رہے اور میں رکھتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ!)) ''عائشہ! تو نے اچھا کیا۔'' اور آپ نے میرے اس عمل کو معیوب نہیں جانا۔ ❸

⑧...... رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر چار ذوالحج کی صبح مکہ مکرمہ تشریف لائے اور یوم الترویہ، آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دوران آپ ﷺ نے مسلسل چار دن مکہ میں قیام فرمایا اور نماز قصر کرتے رہے۔ ❹

نبی کریم علیہ السلام نے چار دن قیام کے ارادہ سے گزارے اور قصر کرتے رہے اسی طرح جو شخص بھی چار دن کا ارادہ کرے گا قصر پڑھے گا اور اگر اس سے زیادہ دن قیام کرنا ہو تو نماز مکمل ادا کرے گا۔

⑨...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں انیس روز

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين و قصرها، رقم الحديث: ٦٨٦.

❷ سنن نسائي، تقصير الصلاة في السفر، باب، رقم الحديث: ١٤٣٦، سنن ترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التقصير في السفر، رقم الحديث: ٥٤٧، وقال: حسن صحيح.

❸ سنن نسائي، تقصير الصلاة في السفر، باب المقام الذي يقصر بمثله الصلاة، رقم الحديث: ١٤٥٧، والدارقطني: ٢/ ١٨٧، وحسنه.

❹ صحيح بخاري، التقصير، باب كم اقام النبي ﷺ في حجة، رقم الحديث: ١٠٨٥.




قیام فرمایا اور آپ نماز قصر دو رکعت پڑھتے رہے۔ ❶

حدیث میں مذکورہ یہ حکم متردد مسافر سے متعلق ہے کیونکہ وہ مقیم کے حکم میں نہیں ہوتا۔

⑩..... مسافت سفر کی تعیین کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف اقوال مروی ہیں اس مسئلہ میں اصح حدیث تین فرسخ والی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت کے سفر پر جاتے تو نماز قصر پڑھتے تھے۔ ❷

معلوم ہوا تین فرسخ سے کم سفر پر جانے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصر نہیں کرتے تھے۔

⑪..... قصر نماز سے متعلقہ اہم مسائل کا جواب دیتے ہوئے استاد محترم حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ سائل محمد قاسم بن محمد سرور کے سوال "قصر نماز کتنے دن تک ہو سکتی ہے اور کتنی مسافت پر ہو سکتی ہے کیا جب آدمی نے سفر پر جانا ہو تو وہ گھر سے ہی ظہر وعصر یا مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھ کر جا سکتا ہے؟" کے جواب میں لکھتے ہیں: "تنیس کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت والا سفر کرنا ہو تو شہر، قصبہ یا گاؤں کے مکانوں سے باہر نکل جانے پر قصر شروع ہے، مسافر متردد ہو آج واپس جاتا ہوں، کل واپس جاتا ہوں کسی مقام پر حالت سفر میں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تو قصر کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، جتنی دیر سفر میں رہے قصر کر سکتا ہے۔ اگر کسی مقام پر کچھ عرصہ اقامت وٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو چار دن یا اس سے کم دن اقامت کے ارادہ کی صورت میں قصر اور چار دن سے زائد مدت اقامت کے ارادہ کی صورت میں منزل مقصود پر پہنچتے ہی نماز پوری پڑھے۔ مسافت مذکورہ کی دلیل صحیح مسلم کی تین فرسخ والی حدیث ہے اور مدت مذکور کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار والی احادیث ہیں۔ بخاری ومسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے اور بخاری ومسلم میں ہی ہے کہ یوم الترویہ ۸ ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ روانہ ہوئے اور حدیث سے ثابت ہے کہ مکہ میں ان چار دن والے قیام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز قصر پڑھتے رہے تو ارادہ بنا کر دورانِ سفر چار دن سے زائد قیام میں قصر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ جب آدمی نے سفر پر جانا ہو مگر ابھی تک وہ اپنے شہر، قصبہ یا گاؤں کے مکانوں سے باہر نہیں پہنچا نہ وہ نماز قصر کر سکتا ہے اور نہ ہی جمع تقدیم وتاخیر کیونکہ ابھی تک وہ مسافر بنا ہی نہیں بدستور مقیم ہی ہے۔" ❸

❶ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۰۸۰.

❷ صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة المسافرین وقصرها، رقم الحدیث: ٦٩١.

❸ احکام ومسائل: ۱/ ۲۳٤، ۲۳٥.




⑫...... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیے تو یہ حضرات فرض کی دو رکعات سے زائد کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ ❶

⑬...... دورانِ سفر نمازوں میں جمع تقدیم و تاخیر یعنی ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت اسی طرح عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشا کو مغرب کے وقت میں پڑھنا جائز ہے۔

⑭...... جب صالح بن کیسان نے عروہ کے واسطہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوران سفر مکمل نماز پڑھنے کا عمل ذکر نہ کیا، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انہیں کہا مجھے تو عروہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل بھی بیان کیا، ایک دن صالح نے عروہ رحمہ اللہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اکٹھے بیٹھے دیکھا تو دوبارہ اسی حدیث کا تقاضا کر دیا اور پھر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بیان کردہ اضافہ کی عروہ رحمہ اللہ سے تصدیق بھی کروائی گئی۔

یہ واقعہ خیر القرون کے افراد میں احادیث کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، وہ لوگ ایک ایک بات کی چھان بین کرتے جب اچھی طرح یقینی علم حاصل ہو جاتا تو دوسروں کو بیان کرتے۔ اللہ ان محدثین آئمہ دین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے دین اسلام کی ترویج وتبلیغ کی اور اس کی چوکیداری کا فریضہ انجام دیا۔

[57]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى السُّوسِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. وَابْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، وَأَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ. قَالَ ابْنُ أَبِي حَبِيبَةَ: وَزَادَ ابْنُ خَالِدٍ فِي حَدِيثِهِ: اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ.

تخریج الحدیث اسنـاده ضـعـيف، والحديث صحيح: شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں سندوں کا دارومدار محمد بن خالد بن عثمہ حنفی البصری پر ہے وہ اسماعیل بن ابی حکیم اور ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبۃ الانصاری المدنی سے روایت کرتا ہے، اور اس سے روایت کرنے والا واقدی ہے جو کہ متروک ہے جیسا کہ تقریب میں ہے۔ التہذیب میں ہے کہ آئمہ نے اسے کذاب بھی کہا ہے۔ دوسری سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ بھی ضعیف ہے جیسا کہ تقریب میں ہے۔ تاہم یہ حدیث اس سند کے علاوہ صحیح ثابت ہے دیکھیے۔ بـخـاری، الوتر، بـاب

❶ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ١١٠٢.



ایقاظ النبی ﷺ اھلہ بالوتر (۹۹۷) (۵۱۲) مسلم، الصلاۃ، باب الاعتراض، بین یدی المصلی (۵۱۲).

ترجمة الحديث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ رات کے وقت نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے بستر پر لیٹی ہوتی۔ ابن ابی حبیبہ نے کہا خالد نے اپنی حدیث میں ''جنازے کی طرح لیٹی ہوئی'' الفاظ زیادہ بیان کیے۔ اور جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں وتر پڑھ لیتی۔

شرح الحديث ①...... رسول اللہ ﷺ قیام اللیل میں لمبی قراءت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی امت کو بھی قیام اللیل، نماز تہجد کی ترغیب دی۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ.)) ❶

''تم قیام اللیل کا اہتمام کرو، کیونکہ یہ تم سے پہلے گزر جانے والے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے۔ یہ تمہارے رب کے قرب کا باعث ہے، گناہوں کے مٹنے اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب ہے۔''

②...... رسول اللہ ﷺ نے رات کے ابتدائی، درمیانی اور آخری حصے میں قیام کیا تاہم آپ کا زیادہ تر معمول رات کے آخری حصے میں قیام کا رہا، آپ انتہائی عاجزی اور خوبصورتی کے ساتھ قیام فرماتے جیسا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ((فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ)) کہ ''رسول اللہ ﷺ کی رکعات کی خوبصورتی اور لمبائی سے متعلق کچھ نہ پوچھو۔'' ❷

③...... قیام اللیل کی رکعات کی تعداد سے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيْمَا أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ.)) ❸

''رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے، ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور

---

❶ سنن ترمذی، الدعوات، باب من فتح له منكم باب الدعا...... الخ، رقم الحديث: ۳۵۴۹، وصححه ابن خزيمة: ۲/ ۱۷۶، رقم الحديث: ۱۱۳۵، والحاكم: ۱/ ۱۴۵۱ (۱۱۵۶).

❷ صحيح بخاری، رقم الحديث: ۱۱۴۷، صحيح مسلم، رقم الحديث: ۷۳۸.

❸ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبی...... الخ، رقم الحديث: ۷۳۶.

ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔"

④......رسول اللہ ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان کی نماز گیارہ رکعات پر مشتمل ہوتی، آپ ﷺ سے رمضان میں نماز تراویح، قیام اللیل اور نماز تہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں، تہجد اور تراویح ایک ہی عبادت ہے۔

مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: اس بات کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔ ❶

مزید لکھتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے آٹھ رکعات صحیح ثابت ہیں، آپ ﷺ سے مروی بیس رکعت تراویح والی حدیث ضعیف ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ ❷

⑤......نماز وتر سے متعلق تفصیلی مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۴۔

⑥......نماز پڑھنے والے کے لیے لباس، بدن اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، ناپاک نجاست لگے لباس، بدن اور گندی جگہ میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

⑦......سونے کے بستر پر اگر وہ پاک ہو نماز کی ادائیگی درست ہے۔

⑧......سترہ کے احکام سے متعلق دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۷۔

⑨...... مذکورہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت کو بھی بیان کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ طلوع فجر کے قریب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز وتر کے لیے بیدار کرتے اور وہ بھی وتر پڑھ لیتیں۔

⑩......تہجد گزار میاں بیوی اللہ کی رحمتوں کے مستحق ہیں اور جہاں ایسے خاوند بیوی رہتے ہوں وہ گھر رحمت کدے ہیں، خیر و برکت والے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ، وَ أَيْقَظَ اِمْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ ، رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَ أَيْقَظَتْ

❶ العرف الشذي: ١/ ١٦٦ .
❷ العرف الشذي: ١/ ١٠١ .



زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَاءَ .)) ❶

''اللہ اس شخص پہ رحم فرمائے جو رات کو نماز تہجد کے لیے اٹھے اپنی بیوی کو اٹھائے اور وہ بھی تہجد پڑھے اور اگر وہ بیدار ہونے سے انکار کرے تو خاوند اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ اس عورت پر رحم کرے جو رات قیام اللیل کے لیے اٹھے نماز تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی اٹھائے اور اگر وہ بیدار ہونے سے انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ کو قیام اللیل، نماز تہجد کے لیے بیدار کرتے اور ان سے اس کی پابندی کرواتے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

((أَنَّ عُـمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَاشَاءَ اللّٰهُ: حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ ، أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ . يَقُوْلُ لَهُمْ: اَلصَّلَاةَ اَلصَّلَاةَ ثُمَّ يَتْلُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿وَامُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (طٰهٰ: ١٣٢))) ❷

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جتنا اللہ کو منظور ہوتا رات کو نماز تہجد پڑھتے حتیٰ کہ جب رات کا آخری پہر ہوتا تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے بیدار کرتے اور انہیں کہتے: نماز (پڑھو) نماز (پڑھو) پھر یہ آیت تلاوت فرماتے: (ترجمہ) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر ہمیشگی کرو، ہم تجھ سے رزق طلب نہیں کرتے، ہم آپ کو رزق دیں گے اور اچھا انجام اہل تقویٰ کا ہے۔''

[58]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، ثنا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ فَلَا يُنْزِلُ، قَالَ: يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، وَيَغْسِلُ مَذَاكِيرَهُ .

❶ سنن ابی داود، الصلاة، باب الحث على قيام الليل، رقم الحديث: ١٤٥ ، سنن نسائی، الصلاة، باب الترغيب فی قيام الليل، رقم الحديث: ١١٦١ ، وصححه ابن خزيمة: ١/ ١٠٠ ، رقم الحديث: ١١٤٨ ، والحاكم: ١/ ٤٥٣ ، رقم الحديث: ١١٦٤ .

❷ موطا امام مالك، صلوٰة الليل، باب ماجاء فی صلوة الليل: ١/ ١١٩ ، رقم الحديث :٥ ، مصنف عبدالرزاق: ٥/ ٣٨٤ ، رقم الحديث: ٩٧٤٣ .

تخريج الحديث صحیح بخاری، الغسل، باب غسل ما يصيب من رطوبة فرج المرأة (۲۹۲)، مسلم، الحيض، باب بيان ان الجماع كان في اول الاسلام..... الخ (۳٤۷).

ترجمة الحديث سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ایک آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے اور انزال نہیں ہوتا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز کے وضوء کی طرح وضو کرے اور اپنے عضو مخصوص کو دھو لے۔''

شرح الحديث ①...... یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں التقائے ختانان پر غسل کو فرض قرار دیا گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے آدمی سے متعلق دریافت کیا جو اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے پھر انزال سے پہلے اس کا عضو تناسل سست پڑ جاتا ہے تو کیا ان دونوں (میاں بیوی) پر غسل ضروری ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں موجود تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ((إِنِّي لَأَفْعَلُ أَنَا وَهٰذِهِ، ثُمَّ نَغْتَسِلُ)) ''میں اور یہ اسی طرح کرتے ہیں پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔'' ❶

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا .)) ❷

''پانی کے اخراج سے غسل کرنے کا حکم آغازِ اسلام میں تھا پھر اس سے روک دیا گیا۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ((أُمِرْنَا بِالْغُسْلِ بَعْدُ)) ''بعد میں مجرد التقائے ختانان پر ہمیں غسل کا حکم دیا گیا۔'' ❸

②...... ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب غسل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا آپ نے سب سے پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھ دھوئے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے ہوئے شرمگاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ (جس سے استنجا کیا تھا) زمین پر رگڑا، پھر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرے اور بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھویا، پھر تین بار سر پر پانی ڈال کر اسے دھویا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر نہانے کی جگہ

---

❶ صحيح مسلم، الطهارة، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل ..... الخ، رقم الحديث: ۳٥۰.

❷ سنن ترمذى، الطهارة، باب ماجاء ان الماء من الماء، رقم الحديث: ۱۱۰، وقال حسن صحيح.

❸ سنن ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في وجوب الغسل..... الخ، رقم الحديث: ٦۰۹، وصححه الالباني: صحيح سنن ابن ماجه، رقم الحديث: ٤۹۳، وابن خزيمة: رقم الحديث: ۲۲٥.



سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ ❶

[59]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ وَمَالَتْ، فَقَالَ: قُمْ. فَصَلَّى الظُّهْرَ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، فَقَالَ: قُمْ فَصَلَّى الْعَصْرَ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: قُمْ. فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَقَالَ: قُمْ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ أَضَاءَ الْفَجْرُ وَأَسْفَرَ، فَقَالَ: قُمْ فَصَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَتَاهُ مِنَ الْغَدِ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ فَصَلَّى الظُّهْرَ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَتَاهُ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ فَصَلَّى الْعَصْرَ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَتَاهُ لِلْوَقْتِ الْأَوَّلِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَتَاهُ بَعْدَ مَا غَابَ الشَّفَقُ وَأَظْلَمَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ بَعْدَ أَنْ أَضَاءَ الْفَجْرُ وَأَسْفَرَ فَصَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا بَيْنَ هَذَيْنِ صَلَاةٌ. يُرِيدُ الْوَقْتَ.

تخريج الحديث اسناده منقطع والحديث صحيح: سنن الكبرى للبيهقى: ١/ ٣٦٢، شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں انقطاع ہے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا تاہم اس کی اصل صحیحین میں ہے۔ دیکھئے۔ بخاری، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم (٣٢٢١) (٥٢١) مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوة (٦١٠).

ترجمة الحديث سیدنا ابوموسیٰ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جبریل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورج ڈھل جانے کے بعد آئے تو عرض کی! آپ کھڑے ہو جائیں اور نماز ظہر چار رکعات پڑھائیں، پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا تو آئے اور کہا: آپ کھڑے ہو جائیں اور نماز عصر چار رکعات پڑھائیں، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کھڑے ہو جائیں نماز مغرب ادا کیجیے۔ پھر جب سرخی غائب ہوگئی

❶ صحيح بخارى، الغسل، باب تفريق الغسل والوضوء، رقم الحديث: ٢٦٥، صحيح مسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، رقم الحديث: ٣١٧.

تو حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کھڑے ہو جائیں اور نماز عشاء چار رکعات پڑھائیں پھر حاضر ہوئے تو فجر خوب روشن ہو چکی تھی، عرض کیا آپ کھڑے ہو جائیں اور نماز فجر دو رکعتیں پڑھیں۔

پھر دوسرے دن جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو چکا تھا تو حاضر ہوئے اور کہا نماز ظہر چار رکعات پڑھیں، پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو گیا تو حاضر ہوئے اور کہا نماز عصر چار رکعات ادا کیجیے، پھر اسی پہلے وقت میں حاضر ہوئے جب سورج غروب ہوا، اور آپ نے نماز مغرب پڑھی، پھر سرخی غائب ہونے کے بعد خوب اندھیرا ہونے پر حاضر ہوئے اور نماز عشاء پڑھائی، پھر حاضر ہوئے جبکہ فجر خوب روشن ہو چکی تھی اور نماز فجر دو رکعتیں پڑھائی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے فرمایا: نمازوں کے اوقات ان دو وقتوں کے درمیان ہیں۔

شرح الحدیث ①......شریعت اسلامیہ میں اوقات نماز کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز کو بروقت اور اول وقت میں ادا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴾ (النسآء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو فتنوں کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروقت نماز ادا کرنے کا حکم دیا تو ارشاد فرمایا: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا)) ''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو۔'' ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعمال سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ((اَلصَّلٰوة لِوَقْتِهَا وَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ''بروقت نماز پڑھنا، والدین سے نیکی کرنا'' پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' ❷

②......نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ آ جائے۔ ایک مثل سایہ پر نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، موسم سرما میں نماز ظہر سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی پڑھ لینی چاہیے جبکہ گرمیوں میں تھوڑا مؤخر کرنا درست ہے لیکن یہ تاخیر اتنی نہ ہو کہ عصر کا وقت ہو جائے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ .)) ''جب سخت سردی ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر جلدی (زوال شمس کے ساتھ ہی) پڑھ لیتے۔'' ❸

❶ صحیح مسلم، المساجد، باب کراهية تاخير الصلاة...... الخ، رقم الحديث: ٦٤٧ .

❷ صحيح بخاری، التوحيد، باب سمى النبى صلی اللہ علیہ وسلم الصلاة عملا، رقم الحديث: ٧٥٣٤، صحيح مسلم، الايمان، باب بيان كون الايمان بالله ...... الخ، رقم الحديث: ٨٥ .

❸ صحيح بخاری، الجمعة، باب اذا اشتد الحر يوم الجمعة، رقم الحديث: ٩٠٦ .

سخت گرمی میں نماز ظہر کو سورج ڈھلنے کے تھوڑی دیر بعد پڑھنا چاہیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ .)) ''جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر لو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کی بھاپ سے ہے۔'' ❶

صحابہ کرام ﷡ نماز ظہر اول وقت ہی میں ادا فرماتے، میمون بن مہران بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ غَفْلَةَ كَانَ يُصَلِّيْ حِيْنَ تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ لَا تَسْبِقْنَا بِصَلٰوتِنَا ، فَقَالَ سُوَيْدٌ: قَدْ صَلَّيْتُهَا مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ هٰكَذَا وَالْمَوْتُ اَقْرَبُ اِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدْعَهَا .)) ❷

''سوید بن غفلہ سورج ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھ لیتے تھے۔ حجاج بن یوسف نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہم سے پہلے نماز نہ پڑھا کریں تو سوید نے کہا: میں نے یہ نماز ابوبکر و عمر ﷠ کے ساتھ اسی وقت پڑھی ہے میں مرتے دم تک یہ عمل نہیں چھوڑوں گا۔''

(۳) نماز عصر کا وقت ایک مثل سایہ سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ اس نماز کی حفاظت کا قرآن میں تاکیدی حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝﴾ (البقرة: ۲۳۸)

''سب نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی اور اللہ کے لیے فرمانبردار ہو کر کھڑے رہو۔''

درمیانی نماز سے مراد نماز عصر ہے۔ ❸

سیدنا انس بن مالک ﷜ بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِيْ فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ .)) ❹

---

❶ صحیح بخاری، مواقيت الصلوٰة، باب الابراد بالظهر فی شدة الحر، رقم الحديث: ۵۳۳، صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب الابراد بالظهر...... الخ، رقم الحديث: ۶۱۵ .

❷ مصنف ابن ابی شيبة: ۱/ ۲۸۵، رقم الحديث: ۳۲۷۱، الصلاة لابی نعيم: ۲۲۶، رقم الحديث: ۳۴۴، الاوسط لابن منذر: ۲/ ۳۵۹، رقم الحديث: ۱۰۰۹ .

❸ صحيح بخاری، رقم الحديث: ۶۳۹۶، صحيح مسلم، رقم الحديث: ۶۲۷ .

❹ صحيح بخاری، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، رقم الحديث: ۵۵۰، صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالعصر، رقم الحديث: ۶۲۱ .

''رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑھتے اور سورج بلند روشن ہوتا، مدینہ سے جانے والا عوالی (مدینہ کی نواحی بستیاں) کی طرف جاتا تو جب ان کے پاس پہنچتا سورج بلند ہوتا۔ بعض عوالی مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔''

عوالی:......اس سے مراد مدینہ کے اطراف میں بالائی سطح پر واقع بستیاں ہیں جو کم سے کم تین میل پر جبکہ زیادہ سے زیادہ آٹھ میل پر واقع ہیں۔ ❶

خیثمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حَيَّةٌ" کا مطلب ہے کہ سورج کی تپش محسوس ہوئی۔ ❷

نماز عصر کو جان بوجھ کر آخری وقت دو مثل سایہ پر لے جانا غلط ہے اور صریح احادیث کے خلاف ہے۔

④...... اضطراری صورت میں غروب آفتاب سے پہلے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لینے سے نماز ہو جائے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ .)) ❸

''جس نے نماز عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے حاصل کر لی تو اس نے نماز عصر پالی۔''

⑤...... نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر غروب شفق (سرخی) تک ہے، غروب آفتاب کے ساتھ ہی اذان دے کر دو رکعات نوافل کے وقفہ کے بعد فرض ادا کرنا ہی افضل ہے، بلاوجہ رمضان یا دیگر ایام میں مغرب کی اذان کی تاخیر کرنا یا نماز کو دیر سے پڑھنا درست نہیں۔ کیونکہ اس کا وقت دوسری نمازوں کی نسبت کم ہے۔

⑥...... نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے لے کر آدھی رات تک ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ .)) ''اور نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔'' ❹

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ، وَاِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَنْتَصِفُ

❶ لغات الحدیث: ۳/ ۲۴۳.

❷ سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۴۰۶.

❸ صحیح مسلم، المساجد، باب من ادرك ركعة من الصلاة ..... الخ، رقم الحدیث: ۹۵۸.

❹ صحیح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس، رقم الحدیث: ۶۱۲.

اللَّيْلُ .)) ❶

''نمازعشاء تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ .)) ❷

''اگر میں اپنی امت کے لیے مشقت نہ سمجھتا تو میں انہیں نمازعشاء ایک تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

⑧ ...... نمازعشاء سے پہلے سونا اور بعد از عشاء بے مقصد گفتگو کرنا ناپسندیدہ ہے۔ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .)) ''نبی اکرم ﷺ نماز عشاء سے پہلے سونے اور بعد از عشاء باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔'' ❸

⑨ ...... نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے تاہم نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنا چاہیے یہی عمل مسنون اور آخری ہے۔

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ .)) ❹

''رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی پھر ایک دفعہ اسے خوب روشن کر کے

---

❶ سنن ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی توقیت الصلاة عن النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۱۵۱، وصححه الالبانی، الصحیحة، رقم الحدیث: ۱۶۹۶.

❷ سنن ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی تاخیر العشاء، رقم الحدیث: ۱۶۷، وقال: حسن صحیح، سنن ابن ماجه، الصلاة باب وقت العشاء، رقم الحدیث: ۶۹۱.

❸ صحیح بخاری، مواقیت الصلاة، باب وقت العصر، رقم الحدیث: ۵۴۷، صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح الخ، رقم الحدیث: ۶۴۷.

❹ سنن ابوداود، الصلاة، باب فی المواقیت، رقم الحدیث: ۳۹۴، وصححه الالبانی، صحیح ابوداود، رقم الحدیث: ۳۷۸، وابن خزیمة: ۱/ ۱۸۱، رقم الحدیث: ۳۵۲، وابن حبان: ۴/ ۲۹۸، رقم الحدیث: ۱۴۴۹.

پڑھا، پھر آپ ﷺ نماز فجر وفات تک اندھیرے میں ہی پڑھتے رہے اور آپ نے دوبارہ کبھی روشنی میں نماز نہیں پڑھی۔“

⑩...... دورانِ سفر نمازوں میں جمع تقدیم وتاخیر جائز ہے، قصر کے مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۶۔

⑪...... تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتّٰى تَغْرُبَ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردے دفنانے سے منع کیا، جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ بلند ہو جائے، جب سورج نصف النہار پر ہو حتیٰ کہ ڈھل جائے، اور جب سورج غروب ہونا شروع ہو جائے یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔“

⑫...... جبریل امین علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازوں کا اول اور اخیر وقت بتایا، ان دونوں اوقات میں حضر کی نمازوں کی ادائیگی لازم ہے ہر نماز کا افضل وقت بیان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پانچ وقت کی نماز باجماعت بروقت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[60]...... حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ سَوَاءً، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هٰذِهِ صَلَاتُكَ وَصَلَاةُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ.

تخریج الحدیث شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سند ”جید“ اچھی ہے۔ مزید دیکھئے حدیث نمبر (۵۹)

ترجمة الحدیث ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن ابراہیم نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ایوب بن سلیمان نے، انہوں نے کہا، مجھے حدیث بیان کی ابوبکر نے سلمان بن بلال سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا مجھے خبر دی عمر بن عبدالعزیز نے گزشتہ حدیث کی مانند البتہ انہوں نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ بیان کیے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا: اور یہ آپ کی اور آپ سے پہلے انبیاء کی نماز (کے اوقات) ہیں۔

شرح الحدیث ①...... نماز پہلی شریعتوں میں بھی تھی، قرآن میں انبیاء علیہم السلام سے متعلق اقامت صلوٰۃ کا

❶ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الاوقات التى نهى عن الصلاة فيها، رقم الحديث: ۸۳۱.

ذکر کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۟ۙ ﴾ (الانبیاء: ۷۳)

''اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیکیاں کرنے اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی، اور وہ صرف ہماری عبادت کرنے والے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر ان کی نماز کا ذکر کیا۔ سیدنا زکریا علیہ السلام سے متعلق فرمایا:

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ هُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ﴾ (آل عمران: ۳۹)

''فرشتوں نے انہیں آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔''

سیدنا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے کہا گیا اپنی قوم سے کہیں اپنے گھروں کو قبلہ رو بنا کر نماز قائم کریں فرمایا:

﴿ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ﴾ (یونس: ۸۷)

''اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھروں کو ٹھکانا مقرر کر لو اور اپنے گھروں کو قبلہ رخ بنا لو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو خوشخبری دے دیں۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق فرمایا:

﴿ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ۫ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۟ۙ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۟ۖ ﴾ (مریم: ۳۰۔۳۱)

''عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جب تک میں زندہ رہوں۔''

سیدنا شعیب علیہ السلام کو قوم والوں نے کہا:

﴿ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ ﴾ (ھود: ۸۷)

''انہوں نے کہا: اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔''

 سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ سے دعا گو ہیں:

﴿ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾

(ابراهيم: ٣٧)

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جہاں کھیتی نہیں، اے ہمارے رب! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔''

اپنی اولاد کے لیے پابندی نماز کی دعا کی تو فرمایا:

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴾ (ابراهيم: ٤٠)

''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا، اے ہمارے رب اور میری دعا قبول فرما۔''

سیدنا اسماعیل علیہ السلام بھی گھر والوں کو نماز کی تاکید کرتے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴾ (مريم: ٥٥)

''اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک انتہائی پسندیدہ تھے۔''

اولاد آدم کے سردار امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی قرآن میں اقامت صلوٰۃ کا متعدد مرتبہ حکم دیا گیا۔

② ...... جس طرح ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے نمازوں کے اوقات مقرر کیے گئے اسی طرح آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی نمازوں کے اوقات مقرر تھے۔

③ ...... اسلامی تعلیمات جس طرح اوقات نماز کی حفاظت کا درس دیتی ہیں اسی طرح اپنی زندگی کے دیگر اوقات کو صحیح اور منظم استعمال کے ساتھ، بامقصد امور میں صرف کرنے کی طرف راغب کرتی ہیں۔

[61] ...... حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ أَبُو يَحْيَى مِنْ بَنِي قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَاضِي الْيَمَامَةِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ - وَكَانَ قَاضِي عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ - يَقُولُ: حَدَّثَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ ، وَعَنْ بَشِيرِ بْنِ أَبِي مَسْعُودٍ - وَكِلَاهُمَا صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ أَوْ شِبْهَهُ أَوْ مِثْلَهُ

تخریج الحدیث اسنادہ ضعیف: شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس سند میں ایوب بن عتبہ ضعیف ہے جیسا کہ تقریب میں ہے "هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ" کے الفاظ صحیح سند سے بھی ثابت ہیں۔ دیکھئے: سنن

ابی داود، الصلاۃ، باب فی المواقیت (۳۹۳، ۳۹۴)، سنن ترمذی، الصلوٰۃ، باب ماجاء فی مواقیت الصلوۃ عن النبی ﷺ (۱٤۹) وقال: "حسن صحیح"، و صححہ ابن خزیمۃ (۳۲۵)، وابن الجارود (۱٤۹، ۱۵۰)، والحاکم: ۱/ ۱۹۳.

ترجمة الحديث ابو مسعود انصاری اور بشیر بن ابو مسعود رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے، اور دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آگے گزشتہ حدیث کے ہم مثل حدیث بیان کی۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ

عمر بن عبدالعزیز کی محمد بن عبداللہ بن نوفل کے واسطہ سے بیان کردہ احادیث

[62]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، ثنا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، رَأَى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَتَغَنَّى النَّصْبَ.

تخريج الحديث اسنادہ صحیح، شرح معانی الآثار للطحاوی: ٤/ ۲۷۸، سنن الکبری للبیہقی: ۰۱/ ۲۲۵.

ترجمة الحديث محمد بن عبداللہ بن نوفل نے بیان کیا کہ اس نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا جبکہ انہوں نے اپنے پاؤں پر پاؤں رکھا ہوا تھا۔

شرح الحديث ①...... اسلامی معاشرے اور اسلامی سلطنت میں سب سے اہم جگہ مسجد ہے، شریعت مطہرہ نے مساجد بنانے کی ترغیب دلائی، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ریاستی امور کی انجام دہی، تعلیم و تعلم کی درسگاہ، مجاہدین اسلام کی تنظیم سازی اور دیگر اہم امور کی انجام دہی کا مرکز مسجد نبوی تھی، مساجد کی اہمیت کے پیش نظر ان سے متعلقہ احکام و آداب بیان کیے گئے۔ مساجد کو پاک وصاف رکھنا چاہیے، انہیں شارع عام، راہ گزر بنا لینے سے گریز کرنا، مساجد میں خرید و فروخت اور لین دین نہ کرنا، مساجد میں لغو گوئی، بے مقصد امور، شرک و کفر اور بدعت کا ارتکاب کرنا اسی طرح دیگر غیر شرعی کام کرنا درست نہیں۔

②...... مساجد میں ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور عبادت کرنا، اعتکاف کرنا، درس تدریس کا اہتمام کرنا، مساجد کی تعمیر کے بنیادی مقاصد ہیں۔

③......مساجد میں بیٹھنا آرام کرنا، لیٹنا اور سونا درست ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق مروی ہے:

((أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ .)) ❶

''وہ مسجد نبوی میں سویا کرتے تھے جبکہ وہ غیر شادی شدہ نوجوان تھے، ان کا گھر بار نہیں تھا۔''

اصحاب صفہ کا رہن سہن بھی مسجد نبوی ہی میں تھا۔ ❷

④......رسول اللہ ﷺ سے بھی مسجد میں لیٹنا ثابت ہے، عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى .)) ❸

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے اور پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا۔''

اس حدیث کے راوی ابن شہاب رحمہ اللہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما بھی مسجد میں لیٹتے تھے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چت لیٹنے سے منع فرمایا۔ ❹

درج بالا دونوں احادیث میں پائے جانے والے بظاہر تعارض سے متعلق شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خطابی کہتے ہیں: یہ ممانعت منسوخ ہے یا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ اگر ستر کھلنے اور بے پردگی کا اندیشہ ہو تو پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا منع ہے اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو لیٹنے کی اجازت ہے نسخ کی بجائے دوسری بات زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس دوسری بات کو امام بیہقی، بغوی اور دیگر محدثین نے اختیار کیا ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس طرح مسجد میں لیٹنا ثابت ہے تو معلوم ہوا اس طرح لیٹنا جائز ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص نہیں تھا، اس لیے کہ خصوصیات بھی احتمال سے ثابت نہیں ہوتیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواز بتانے کے لیے ہی ایسا کیا ہوگا۔ ❺

❶ صحیح بخاری، الصلاة، باب نوم الرجال فی المسجد، رقم الحدیث: ٤٤٠ .

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٤٤٢ .

❸ صحیح بخاری، الصلاة، باب الاستلقاء فی المسجد، رقم الحدیث: ٤٧٥، صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب فی اباحة الاستلقاء...... الخ، رقم الحدیث: ٢١٠٠ .

❹ صحیح مسلم، اللباس والزینة، باب النهی عن اشتمال الصماء...... الخ، رقم الحدیث: ٢٠٩٩ .

❺ فتح الباری: ١/ ٥٦٣ .

⑤...... شریعت مطہرہ زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فراہم کرتی ہے، ایک مسلمان کے لیے مشعل راہ کتاب وسنت، دین اسلام ہی ہے، اس کے ضابطے فطرت کے عین مطابق، احکامات ٹھوس اور عالمگیر ہیں جو قیامت تک لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے کافی ہیں۔ اس نے داخلی، خارجی، معاشی اور معاشرتی اہم امور کے ساتھ ایک انسان کو بے مثال عائلی زندگی گزارنے کے بھی راہنما اصول دیے ہیں۔

لیکن افسوس آج ہم مغربی تہذیب کے دلدادہ ہو کر اسلامی ثقافت اور کلچر کو چھوڑ چکے ہیں۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

ع کی ترقی جو مسلماں نے فرنگی بن کر
یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں

(اقبال)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[63]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خُثَيْمٍ يُحَدِّثُ، عَنْ بَعْضِ وَلَدِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى فَحَدَّثَهُ بِأَحَادِيثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا عُمَرُ بِقَرَاطِيسَ وَدَوَاةٍ وَكَتَبَ أَحَادِيثَهُ، وَكَانَ فِيهَا حَدِيثٌ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أُمَّتِي الْأُمَّةُ الْمَرْحُومَةُ، جُعِلَ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِأَهْلِ الْأَدْيَانِ، فَأُعْطِيَ كُلُّ رَجُلٍ رَجُلًا، فَقِيلَ: هَذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ.

تخريج الحديث صحيح مسلم، التوبة، باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله، (٢٧٦٧)، سنن ابى داود، الفتن، والملاحم، باب مايرجى اخى القتل (٤٢٧٨)، و صححه الحاكم: ٤/ ٤٤٤ ووافقه الذهبى.

ترجمة الحديث طلحہ بن عبیداللہ کے کسی بیٹے نے بیان کیا میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس تھا کہ ان کے ہاں ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کیں تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کاغذ اور دوات منگوا کر ان احادیث کو لکھا اور ان احادیث

میں یہ حدیث بھی تھی کہ ابو بردہ نے کہا، مجھے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت پر اللہ کی رحمت ہے اس کا عذاب دنیا میں (فتنوں وغیرہ کی شکل میں) ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو دیگر ادیان کو ماننے والے لائے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو ایک (کافر) آدمی دیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ تیرے بدلے آگ میں جائے گا۔''

شرح الحدیث امت محمدیہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے بے شمار خصائص سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ کہ اس امت پر اللہ کی خصوصی رحمت ہے اور اس کے اہل ایمان کے لیے آخرت میں ابدی عذاب نہیں ہے۔ تاہم دنیا میں پیش آنے والی انفرادی اور اجتماعی آزمائشیں، تکالیف، اور پریشانیاں اخروی عذابوں سے کفارہ بن جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُمَّتِي هَـذِهِ أُمَّةٌ مَـرْحُومَةٌ ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ ، وَالزَّلَازِلُ ، وَالْقَتْلُ .)) ❶

''میری اس امت پر اللہ کی خاص رحمت ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں، دنیا میں اس کا عذاب فتنوں، زلزلوں اور قتل و غارت کی صورت میں ہے۔''

②...... زیادہ تر اہل جنت امت محمدیہ سے ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَ مِائَةُ صَفٍّ ، ثَمَانُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ، وَأَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ .)) ❷

''اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، ان میں سے اسی (۸۰) اس امت کی ہوں گی، اور باقی چالیس صفیں دیگر امتوں کی ہوں گی۔''

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((وَعَـدَنِي رَبِّي أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا ، لَاحِسَابَ عَلَيْهِمْ ، وَلَا

---

❶ مسند ابوداود، الفتن والملاحم، باب ما یرجی فی القتل، رقم الحدیث: ٤٢٧٨، مسند احمد: ٤/ ١١٠، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٤٤، ووافقه الذهبی.

❷ سنن ترمذی، صفة الجنة، باب ماجاء فی کم صف اهل الجنة، رقم الحدیث: ٢٥٤٦ وقال: حسن، سنن ابن ماجه، الزهد، باب صفة امة محمد ﷺ، رقم الحدیث: ٤٢٨٩.

عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا، وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي.)) ❶

''میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا، جن سے نہ حساب لیا جائے گا اور نہ انہیں عذاب دیا جائے گا، ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے اور مزید اللہ رب العزت کی تین لپیں بھی ہوں گی۔''

اگر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید جائیں تو اس طرح بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جانے والے امت محمدیہ کے افراد کی تعداد چار ارب نوے کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰۰۰) بنتی ہے۔ اور اس پر مزید اللہ رب العزت اپنی خصوصی رحمت سے تین لپیں بھر کر جنت میں ڈالیں گے ان کی تعداد اللہ ہی جانتے ہیں۔ اللهم اجعلنا منهم.

③...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُولُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ.)) ❷

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی عطا کر دے گا، پھر فرمائے گا یہ جہنم سے تمہارے لیے آزادی کا ذریعہ ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی۔ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اس حدیث کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

((وَمَعْنَى الْحَدِيْثِ فَيُوْرِثُ الْكَافِرُ مَقْعَدَ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ بِكُفْرِهِ، وَيُوْرَثُ الْمُؤْمِنُ مَقْعَدَ الْكَافِرِ مِنَ الْجَنَّةِ بِاِيْمَانِهِ اِذْ مُكَلَّفٌ لَهُ مَقْعَدٌ فِي الْجَنَّةِ وَ مَقْعَدٌ فِي النَّارِ.))

''اس حدیث کا مطلب ہے کافر کو اس کے کفر کی وجہ سے اس کی جنت کی جگہ مومن کو اور مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے جہنم کی جگہ کافر کو دے دی جائے گی۔''

پروفیسر یحییٰ سلطان جلالپوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس کا یہ مفہوم نہیں کہ ایک مسلم جن گناہوں کی بنا پر جہنم میں جانے والا ہوگا وہ بلا سبب کافر پر ڈال دیے جائیں گے یہ اللہ کے فرمان ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ اور

❶ سنن ترمذي، تفسير، باب ومن سورة آل عمران، رقم الحديث: ۳۰۰۱، وقال: حسن، سنن ابن ماجه، الزهد، باب صفة امة محمد ﷺ، رقم الحديث: ٤٢٨٦.

❷ صحيح مسلم، التوبه، باب في سعة رحمة الله تعالى على المومنين، ...... الخ، رقم الحديث: ٢٧٦٧.

کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (الـزمر: ۷) کے خلاف ہے، ہاں اس کافر نے دھوکے سے یا جبر کر کے اس مسلمان سے غلط کام کرایا ہوگا تو اپنے علاوہ مسلمان کے غلط کام کی ذمہ داری بھی اس پر ڈالی جائے گی:

﴿ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ٢٥)

''تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے بھی جنھیں وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے رہیں، سن لو! برا ہے جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں۔''[1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جنت اور جہنم میں جانے والوں کا ٹھکانہ متعین ہے، جب اہل ایمان جنت میں چلے جائیں گے تو کفار کو جہنم میں ان کے کفر کی وجہ سے بھیج دیا جائے گا۔[2]

امام مناوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: وَظَاهِرُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الْاِطْلَاقُ وَلَيْسَتْ كَذٰلِكَ، وَاِنَّمَا هِيَ فِي اُنَاسٍ مُذْنِبِيْنَ يَتَفَضَّلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بِمَغْفِرَتِهٖ فَاَعْطٰى كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَكَاكًا مِنَ النَّارِ كَمَا يَدُلُّ لَهُ خَبْرُ مُسْلِمٍ يَجِيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اُنَاسٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى."[3]

''امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں، بظاہر یوں لگتا ہے کہ یہ احادیث مطلق ہیں جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں بلکہ ایسی احادیث کا تعلق ان خاص افراد کے ساتھ ہے جو گناہگار ہوں گے اور اللہ رب العزت اپنے خاص فضل سے ان کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے، اور جہنم سے آزادی کے لیے بدلے میں انہیں ایک کافر دے دیا جائے گا، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ روز قیامت کچھ مسلمان پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر آئیں گے مگر اللہ ان کو بخش دے گا۔ اور ان کے گناہ یہود ونصاریٰ پر ڈال دیے جائیں گے۔''

④...... شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وَفِي الْحَدِيْثِ ثُبُوْتُ كِتَابَةِ الْحَدِيْثِ فِيْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ."

''اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے ادوار میں

[1] شرح صحيح مسلم: ٥/ ٢٤٥ دارالسلام.
[2] شرح مسلم للنووي: ١٧/ ٨٥.
[3] فيض القدير شرح الجامع الصغير: ١/ ٤١٨.

احادیث رسول اللہ ﷺ کو لکھنے کا رواج تھا۔''

⑤..... رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں بے شمار احکامات لکھوائے جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

(i) نبی علیہ السلام نے مکہ کی عزت وحرمت سے متعلق خطبہ ارشاد فرمایا تو ایک یمنی صحابی ابو شاہ نے عرض کی، آپ مجھے یہ باتیں لکھوا دیں تو آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا: "اُكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ" ''ابو شاہ کو یہ خطبہ لکھ دو۔'' ❶

(ii) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے مختلف احکام پر مبنی ایک صحیفہ لکھا۔ ❷

(iii) حدیبیہ کے مقام پر صلح کی شرائط کو تحریری طور پر قلمبند کیا گیا۔ ❸

(iv) ہجرت کے ابتدائی زمانہ میں نبی کریم علیہ السلام نے مسلمانوں کی مردم شماری کروائی۔ ❹

(v) مختلف بادشاہوں اور علاقوں کے سربراہوں کے نام صلح حدیبیہ کے بعد دعوت اسلام کے خطوط روانہ کیے گئے۔ رومی بادشاہ قیصر کے نام لکھا گیا خط۔ ❺

(vi) رسول اللہ ﷺ نے احکام زکوۃ پر مشتمل ایک تحریر لکھوائی تا کہ سرکاری حکام کو بھیج دیں مگر آپ کو موقع نہ مل سکا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس تحریر کی نقلیں تیار کروا کر حکام کو بھیج دیں۔ ❻

ان کے علاوہ اور بھی متعدد تحریریں عہد نبوی ﷺ میں لکھی گئیں منکرین حدیث کا انکار حدیث کے سلسلہ میں یہ دعویٰ کرنا کہ احادیث، عہد نبوی کے بعد تحریر کی گئیں، بے بنیاد اور جہالت وحماقت پر مبنی ہے۔ دراصل ایسے لوگ مسلمانوں کو اسلام اور نبی اسلام ﷺ سے دور کرنا چاہتے ہیں، احادیث وسنن پر شکوک وشبہات پیدا کر کے اسلام کے چہرہ کو مسخ کرنے کا مذموم ارادہ رکھتے ہیں حالانکہ سنت رسول ہی وہ روشن چراغ ہے جس نے ہر دور میں قرآن کو بازیچہ اطفال بننے سے بچایا اور مسلمانوں کو یکجا کیا اسلام کی صحیح تعبیر اہل اسلام پر پیش کی ہے۔

؎ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

❶ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٢٤٣٤.
❷ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٣١٧٩.
❸ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٤١٨٠، ٨١.
❹ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٣٠٦٠.
❺ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٧.
❻ صحيح بخاري، رقم الحديث: ١٤٤٨.

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ابوسلام کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[64]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: بَعَثَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ، فَحُمِلَ عَلَى الْبَرِيدِ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَحْمَلِي عَلَى الْبَرِيدِ. قَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْنَا الْمَشَقَّةَ بِكَ يَا أَبَا سَلَّامٍ، وَلَكِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ. قَالَ أَبُو سَلَّامٍ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، أَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمُ الشُّعْثُ رُءُوسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السُّدَدِ. قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَا جَرَمَ وَاللّٰهِ، لَقَدْ فُتِحَتْ لِي أَبْوَابُ السُّدَدِ، وَنَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ، فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ، إِلَّا أَنْ يَرْحَمَنِي اللّٰهُ تَعَالَى، لَا جَرَمَ لَا أَدْهُنُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ، وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ.

تخريج الحديث صحيح: سنن ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الحوض (٤٣٠٣)، سنن ترمذی، صفة القيامة، باب ماجاء في صفة أواني الحوض (٢٤٤٤)، وصححه ابن حبان: (٢٦٠١) اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔ مسلم، الفضائل، باب اثبات حوض نبينا ﷺ (٣٠١).

ترجمة الحديث عباس بن سالم نے بیان کیا عمر بن عبدالعزیز نے ابوسلام حبشی رحمہ اللہ کو پیغام بھیج کر بلایا تو وہ (جلد پہنچنے کے لیے) ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آئے تو کہا: اے امیر المومنین! مجھے ڈاک کے گھوڑے پر سواری کی مشقت اٹھانا پڑی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: اے ابوسلام! ہم آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے، لیکن ہمیں معلوم ہوا آپ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے حوض کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ آپ سے براہ راست وہ حدیث سنوں۔



ابوسلام نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے عمان بلقاء تک (کی مسافت جتنا لمبا) ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ جو اس سے ایک بار پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض پر سب سے پہلے فقراء مہاجرین آئیں گے۔'' عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جن کے سر پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے۔ ناز ونعمت میں پرورش پانے والی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے۔ ان کے لیے بند دروازے نہیں کھولے جاتے۔'' عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرے لیے دروازے کھولے گئے، اور میں نے ناز و نعمت میں پلنے والی فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا، اللہ مجھ پر رحم فرمائے، اب میں ضرور سر کو تیل نہیں لگاؤں گا حتیٰ کہ بال پراگندہ ہو جائیں اور اپنے جسم پر موجود کپڑے نہیں دھوؤں گا حتیٰ کہ میلے نہ ہو جائیں۔

شرح الحدیث ①...... رسول اللہ ﷺ کے فرامین کا علم حاصل کرنا اور اس کی تبلیغ وتعلیم باعث شرف ہے۔ خیر القرون میں محسنین امت نے رسول پاک ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات کو سینے میں محفوظ اور اوراق وقرطاس پر رقم کیا۔ سنت مطہرہ کی تعلیم وتدریس سے وابستہ افراد نے دین کی پاسبانی میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں ان کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے معلم بنا کر بھیجا اور آپ کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ یہ آپ کے منصب نبوت کی بنیادی ذمہ داریوں میں تھا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (الجمعة: ٢)

''اور وہ نبی انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

حکمت سے مراد احادیث رسول ﷺ ہیں اور ان کی تعلیم دینے اور لینے والوں، احادیث سننے اور سنانے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ .)) [1]

''اللہ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے ہماری بات سنی اور پھر اسے دوسروں تک پہنچا دیا۔ بعض اوقات جس کو حدیث پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

②...... حدیث میں مذکور واقعہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حدیث رسول اللہ ﷺ سے محبت وعقیدت

[1] سنن ابن ماجه، السنة، باب من بلغ علما، رقم الحديث: ٢٣٢.

واضح کرتا ہے کہ وہ فرمودات پیغمبر ﷺ کو سننے کے کس قدر مشتاق تھے، جب میر کارواں دینی علوم سے شغف رکھنے والا، احکام الٰہیہ کا پابند ہو تو معاشرے علم وعمل کے آئینہ دار اور رعایا گفتار وکردار میں ایمان کے نور سے منور ہوتی ہے۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

(اقبال)

③...... آئمہ محدثین میں احادیث رسول ﷺ کے سلسلہ میں عالی سند کو خاص اہمیت حاصل ہے، عالی سند سے مراد وہ سند ہے جس میں راویوں کی تعداد دیگر سندوں سے کم ہو اور آدمی کم سے کم واسطوں کے ساتھ حدیث بیان کرے، عالی سند میں چونکہ غلطی کا امکان کم ہوتا ہے اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر محدثین اس کے حصول کے لیے انتہائی مشقت برداشت کر کے دور دراز کے سفر کرتے اور طلب علو کا اہتمام کرتے۔ مذکورہ واقعہ میں بھی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابوسلام حبشی سے براہ راست حدیث سن کر اسی عمل کو انجام دیا ہے۔ کتب احادیث میں اس طرح کی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

④...... حوض سے مراد حوض کوثر ہے۔ اور یہ حوض میدان محشر میں ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ اپنی امت کا استقبال کریں گے اور انہیں پانی پلائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ .)) ''میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ کا حوض میدان محشر میں اس جگہ ہوگا جہاں آپ کا منبر تھا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلَی الْحَوْضِ .)) ❷

''میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

⑤...... حوض کوثر خیر کثیر ہے، اس کی احادیث میں بے شمار عمدہ صفات بیان کی گئی ہیں: (۱) اس کی لمبائی

❶ صحیح بخاری، الرقاق، باب فی الحوض، رقم الحدیث: ٦٥٧٥، صحیح مسلم، الفضائل، باب اثبات حوض نبینا، ﷺ، رقم الحدیث: ٢٢٨٩.

❷ صحیح بخاری، الرقاق، باب فی الحوض، رقم الحدیث: ٦٥٨٨.

اور چوڑائی سے متعلق احادیث میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں، ایک حدیث میں ہے میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا ہے۔ ❶

ایک دوسری حدیث میں ہے، ایلہ اور صنعا جتنا فاصلہ ہے۔ ❷

ایک اور حدیث میں مدینہ اور صنعا کا درمیانی فاصلہ بتایا گیا۔ ❸

اسی طرح ایک حدیث میں ایلہ سے جحفہ، ایک میں ایلہ اور صنعا سے یمن تک، ایک میں مدینہ سے عمان اور ایک میں جرباء اور اذرح کے درمیانی فاصلہ کا ذکر ہے، یہ تمام روایات بخاری و مسلم میں ہیں، ابن ماجہ کی ایک روایت میں درمیانی فاصلہ کعبہ سے بیت المقدس تک بیان ہوا ہے۔ ❹

(ii) حوض کوثر کا پانی شہد سے میٹھا اور دودھ سے سفید ہوگا۔ اس کی خوشبو کستوری سے عمدہ ہوگی۔ ایک دفعہ پی لینے والے کو دوبارہ پیاس نہیں لگے گی۔

(iii) اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی طرح کثیر تعداد میں ہوں گے۔

⑥......غریب وفقیر مسلمان اللہ کے ہاں عظیم الشان مقام پائیں گے، اور نادار اہل ایمان دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِینَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِیَائِهِمْ بِنِصْفِ یَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُ مِائَةِ عَامٍ .)) ❺

''نادار اہل ایمان دولت مندوں سے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

اللہ کے ہاں ایک دن ہزار سال کے برابر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾ (الحج : ٤٧)

''اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار سال کے برابر ہے اس گنتی سے جو تم شمار کرتے ہو''

❶ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ١٥٧٩، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٢٩٢.

❷ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٦٥٨٠، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٣٠٣.

❸ صحیح بخاری: ٦٥٩١، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٣٠٣.

❹ سنن ابن ماجه، رقم الحدیث: ٤٣٠١.

❺ سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء ان فقراء المهاجرین ... الخ، رقم الحدیث: ٢٣٥٣، ٢٣٥٤، وقال: حسن صحیح، سنن ابن ماجه، الزهد، باب منزلة الفقراء، رقم الحدیث: ٤١٢٢.

جس طرح جنت میں نادار اہل ایمان پہلے جائیں گے، اسی طرح حوض کوثر کے جام بھی ان لوگوں کو اصحاب ثروت سے پہلے نصیب ہوں گے۔ جنت کے اکثر و بیشتر افراد فقراء و مساکین اہل ایمان ہوں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.)) ❶

''میں نے جنت میں دیکھا تو اس کی اکثریت فقراء کی تھی، اور میں نے جہنم میں دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔''

⑦...... حدیث میں مذکور فقراء و مہاجرین کے اوصاف ان کے زہد کو بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہر کو سنوارنے کی بجائے آخرت کو بہتر بنانے میں رہتے ہیں، اور ان کے اسی جذبہ کی عنداللہ قدر ہوگی۔

⑧...... اسلام دین فطرت ہے یہ رہبانیت کی نفی کرتا ہے، اسلامی تعلیمات دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلنے کی ترغیب دلاتی ہیں، البتہ ایک مسلمان سے اس بات کا تقاضا ضرور کیا گیا ہے کہ جب دین اور دنیا میں سے کسی ایک چیز کے انتخاب کا وقت آئے تو دین کو ترجیح دینا۔

⑨...... عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تیل نہ لگانے اور جسم اور کپڑوں کو نہ دھونے سے مقصود دنیوی نعمتوں میں مشغول ہونا ہے، اس سے قطعاً یہ مقصود نہیں کہ وہ عمداً اپنے بالوں کو پراگندہ اور کپڑوں کو میلا کریں گے کیونکہ یہ اسلام کے مزاج طہارت کے خلاف ہے۔

⑩...... عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ احادیث رسول ﷺ کے سماع کے شوقین ہونے کے ساتھ ساتھ متبع سنت بھی تھے، اللہ تعالیٰ موجودہ دور کے حکمرانوں کو بھی یہ جذبہ صادقہ نصیب کرے۔

⑪...... زیب و زینت اور فخر و ریا کی بجائے وسائل ہونے کے باوجود سادگی اختیار کرنا مستحسن ہے۔

⑫...... اطاعت امیر لازم ہے، ابوسلام رحمہ اللہ باوجود مشقت کے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بلانے پر فوراً چلے آئے۔

⑬...... انسان کو اپنی آخرت سے متعلق فکر مند رہنا چاہیے اور کسی بھی مسئلہ کا علم ہونے پر فوراً عمل کرنا چاہیے۔

[65]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا

❶ صحيح مسلم، الرقاق، باب اكثر اهل الجنة الفقراء...... الخ، رقم الحديث: ٢٧٣٧، صحيح بخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، رقم الحديث: ٣٢٤١.

شَدَّادٌ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَسْوَدِ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. قَالَ: فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا دَخَلْتُ قَالَ لِي: ادْنُهْ ادْنُهْ. حَتَّى كَادَتْ رُكْبَتِي تَلْزَقُ بِرُكْبَتِهِ، فَقَالَ: حَدِّثْنِي حَدِيثَ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ. قَالَ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَوْضِي كَمَا بَيْنَ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ، أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، أَكَاوِيبُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، وَأَوَّلُ النَّاسِ عَلَيَّ وُرُودًا الْمُهَاجِرُونَ، الشُّعْثُ رُءُوسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، الَّذِينَ لَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ، وَلَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، الَّذِينَ يُعْطُونَ كُلَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَلَا يَأْخُذُونَ كُلَّ الَّذِي لَهُمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَمَّا الْمُتَنَعِّمَاتُ فَقَدْ نَكَحْتُ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَأَمَّا السُّدَدُ فَقَدْ فُتِحَتْ لِي، وَاللّٰهِ لَأُشَعِّثَنَّ رَأْسِي، وَلَأُدَنِّسَنَّ ثَوْبِي.

تخريج الحديث صحيح: سنن ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الحوض (٤٣٠٣).

ترجمة الحديث ابوسلام الاسود کہتے ہیں میری طرف عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پیغام بھیجا تو میں ان کے پاس حاضر ہوا، جب میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے کہا قریب ہو جاؤ، قریب ہو جاؤ، میں اتنا قریب ہوا، حتیٰ کہ میرے گھٹنے ان کے گھٹنوں سے جا ملے، تو انہوں نے کہا: مجھے ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے متعلق حدیث بیان کریں۔

ابوسلام الاسود نے کہا: میں نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے عمان تک (کی مسافت جتنا لمبا چوڑا) ہے، شہد سے میٹھا اور (اس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید ہے، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی (تعداد کی) طرح ہیں، جس نے اس سے ایک بار پانی پی لیا اسے اس کے بعد کبھی بھی پیاس نہیں لگے گی۔ سب سے پہلے میرے پاس وہ مہاجر آئیں گے جن کے سر پراگندہ، کپڑے میلے ہوں گے۔ جن کے لیے بند دروازے نہیں کھلتے، وہ ناز و نعمت میں پرورش پانے والی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے، اپنے ذمہ فرائض ادا کرتے ہیں، اور اپنے حق سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔''

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: رہی ناز و نعمت میں پلنے والی عورتیں، میں نے تو عبدالملک کی بیٹی (فاطمہ) سے شادی کی ہے، اور بند دروازے بھی میرے لیے کھولے گئے اللہ کی قسم! میں ضرور اپنے سر کو پراگندہ اور اپنے کپڑوں کو میلا کروں گا۔

[66]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْأَسْوَدِ قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ ثَوْبَانَ فِي الْحَوْضِ. قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْهِ، فَحُمِلَ عَلَى الْبَرِيدِ. قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ كَالْمُتَوَجِّعِ: مَا أَرَدْنَا الْمَشَقَّةَ عَلَيْكَ يَا أَبَا سَلَّامٍ، وَلَكِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي فِيهِ مُشَافَهَةً. قَالَ أَبُو سَلَّامٍ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوْضِي مَا بَيْنَ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ، أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، أَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، وَأَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ، الشُّعْثُ رُءُوسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ عُمَرُ: لَكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ، فَلَا جَرَمَ لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ، وَلَا أُلْقِي ثَوْبِي حَتَّى يَتَّسِخَ.

تخریج الحدیث دیکھئے حدیث: ۶۴۔

ترجمۃ الحدیث ابو سلام الاسود کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تک یہ اطلاع پہنچی کہ میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے حوض سے متعلق حدیث بیان کرتا ہوں، انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہم آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے لیکن مجھے آپ سے متعلق معلوم ہوا آپ ثوبان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حوض سے متعلق حدیث بیان کرتے ہیں۔ اور میں نے چاہا آپ سے براہ راست وہ حدیث سنوں۔

ابو سلام نے کہا: میں نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک (کی مسافت جتنا لمبا چوڑا) ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے ہیں، جس نے اس سے ایک بار پانی پی لیا پھر اسے کبھی بھی پیاس نہ لگے گی، سب سے پہلے حوض پر وہ غریب مہاجر آئیں گے جن کے سر کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے، وہ ناز ونعمت میں پرورش پانے والی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے، ان کے لیے بند دروازے نہیں کھولے جاتے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: لیکن میں نے تو ناز ونعمت میں پلی فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا اور میرے لیے بند دروازے کھولے گئے، اب میں ضرور اپنے سر کو پراگندہ ہونے تک

نہیں دھوؤں گا اور اپنے کپڑے بوسیدہ ہونے تک نہیں اتاروں گا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سعید بن خالد کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[67]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ الدَّقِيقِيُّ مِنْ كِتَابِهِ، ثنا أَبُو هَمَّامِ الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَارَكِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اللَّيْثِيَّ الْمَدَنِيَّ، سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ، فَقَالَ: جَاءَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَقْطِعْنِي السَّدِيرَ، فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ غَرَسَ غَرْسًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مِنَ الْأَجْرِ عَدَدَ الْغَرْسِ وَالثَّمَرِ وَأَخَذَ بِنَفْسِي: فَسَمِعْتَ هَذَا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَشْهَدُ عَلَى عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي أَيُّوبَ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف: مسند احمد: ٥/ ٤١٥ (٢٣٩٢٣)، المعجم الكبير للطبراني: (٣٨٦٨) شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن عبدالعزیز راوی ضعیف ہے اور یہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا جیسا کہ تقریب میں ہے۔

ترجمة الحديث ابن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور خلافت میں میری طرف قاصد بھیجا اور کہا: میرے پاس سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان آئے اور کہا، اے امیرالمومنین مجھے چراگاہ الاٹ کیجیے، مجھ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا ہے، آپ نے فرمایا: ''جو شخص میوے دار درخت لگائے اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے میوے اور پھل کے برابر اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔'' اور انہوں نے مجھ سے تاکید کے ساتھ پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث سنی؟ تو میں کہا: ہاں! اور میں گواہی دیتا ہوں عطاء بن یزید پر انہوں نے اس حدیث کو ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں۔

شرح الحديث ①...... اللہ رب العزت نے زمین سے ہمارے کھانے کے لیے مختلف انواع و اقسام کے پھل اور اناج پیدا کیے۔ زمین سے متعلقہ کھیتی باڑی، باغ بانی اور دیگر پیشوں کی شریعت نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتی کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ .)) ❶

''جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے اور اگر ایسا نہیں کرنا چاہتا تو اپنی زمین کو روک لے۔''

عہد رسالت میں انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زراعت کے پیشہ سے وابستہ تھے، رسول اللہ ﷺ نے اصول زراعت اور اس سے متعلقہ معاملات کو بیان فرمایا، کتب احادیث میں ان کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

②...... رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنجر زمین کی آبادکاری اور خدمات کے صلہ میں جاگیریں الاٹ فرمائیں۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بنونضیر کے علاقہ سے ایک نخلستان عطا فرمایا تھا۔ ❷

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ سکے، انہوں نے گھوڑا دوڑایا جہاں گھوڑا جا کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((أَعْطُوهُ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطَ)) ''جہاں تک ان کا کوڑا پہنچا انہیں دے دو۔'' ❸ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے حضر موت کے علاقہ میں ایک قطعہ اراضی عطا فرمایا۔ ❹

سیدنا بلال بن حارث مزنی کو رسول اللہ ﷺ نے فُرع کے اطراف میں کانیں عطا فرمائیں۔ ❺

ان کے علاوہ کتب احادیث میں اور بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی مجاہدین، ضرورت مندوں اور بنجر زمینوں کی آبادکاری کے لیے جاگیریں دیں۔

موجودہ دور میں جاگیریں دینے کے مقاصد یکسر مختلف ہیں، عام طور پر حکمران طبقہ جاگیریں الاٹ کر کے فرمانبرداریاں اور وفاداریاں خریدتا ہے پھر ان جاگیروں کے ساتھ ان علاقوں میں رہنے والے انسانوں کو ان جاگیرداروں کا غلام بنا دیا جاتا ہے، اسلام میں اس تصور کی گنجائش نہیں۔ اموی بادشاہت میں جاگیروں کی تقسیم

❶ صحيح بخارى، الحرث والمزارعة، باب ماكان من اصحاب النبي ﷺ...... الخ، رقم الحديث: ٢٣٤٠، صحيح مسلم، البيوع، باب كراء الارض، رقم الحديث: ١٥٣٦.

❷ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٣١٥١.

❸ سنن ابوداود، الخراج، باب في اقطاع الارضين، رقم الحديث: ٣٠٧٢.

❹ سنن ترمذى، رقم الحديث: ١٣٨١، وقال: حسن صحيح، سنن ابوداود، رقم الحديث: ٣٠٥٨.

❺ سنن ابى داود، رقم الحديث: ٣٠٦١، ومنتقى ابن الجارود، رقم الحديث: ٣٧١.

پسند و ناپسند کے معیار پر ہوئی جس سے حق دار محروم اور غیر مستحق جاگیر دار اور مالدار بن گئے، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خلیفہ بنتے ہی ایسی الاٹ کی گئی تمام جاگیروں کو کالعدم قرار دے دیا۔

اگر کوئی انسان تجارت اور دیگر جائز ذرائع آمدن سے دولت کما کر زمین خرید لے تو یہ زمین اس کی جائیداد ہوگی اس پر جاگیر کا اطلاق نہ ہوگا۔ شریعت اس پر پابندی عائد نہیں کرتی کوئی جتنی چاہے زمین خرید سکتا ہے۔

③...... حکومتیں سالانہ بنیاد پر شجر کاری مہم کے لیے مختلف ذرائع سے عوام الناس کو آگاہ کرتی ہیں اس کے معاشرتی اور ماحولیاتی فوائد کی تشہیر کی جاتی ہے جبکہ اسلام میں شجر کاری دین کا حصہ ہے اور اس کو ان مفید امور میں سے گردانا گیا ہے جو ایک مسلمان کی دین و دنیا کی فلاح کے لیے ضروری ہیں۔

④...... اسلام دین فطرت ہے جو کرۂ ارض پر موجود تمام مخلوقات کی خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کے تحفظ اور ان سے رحم دلی کا سبق سکھاتا ہے حتیٰ کہ موذی جانوروں کو بھی مارنے کا حکم اس صورت میں دیا جب وہ اذیت کا سبب بنیں اور انسانوں کو ان سے خطرہ ہو۔ درختوں کی کاشت سب انسانوں اور جانوروں کے لیے ضروری ہے، کسی بھی درخت یا کھیتی سے انسان یا جانور کسی بھی انداز سے فائدہ اٹھائیں ان کو کاشت کرنے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

⑤...... خیر القرون میں لوگ احادیث رسول ﷺ پر عمل کے مشتاق تھے اور ایسے امور کی انجام دہی اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے جن کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمودات پر عمل ہو سکے، فی زمانہ صورت حال انتہائی افسوسناک ہے، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

؎ اے کاش! برس جائے یہاں نور کی بارش
ایمان کے شیشوں پر پڑی گرد جمی ہے

⑥...... "الخازكی" یہ خازک کی طرف نسبت ہے، اور خازک بصرہ کا ساحلی علاقہ ہے۔ (ع، ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[68]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: قَالَ مَعْمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَنَا زَيْدُ بْنُ حِبَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: اخْرُجْ إِلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ يَؤُمُّونَ النَّاسَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَمُرْهُمْ يَسْجُدُوا فِي الْجُمُعَةِ بِإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ، وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ؛ فَإِنَّ ابْنًا لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

عَوْفٍ حَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَجَدَ فِيهَا .

تخریج الحدیث صحیح: شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ سند زید بن حبان راوی کے ضعیف اور آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز یہ سند مرسل بھی ہے۔ تاہم یہ روایت موصول صحیح ثابت ہے۔ سنن ترمذی، الجمعة، باب ماجاء فی السجدة فی اذا السماء..... الخ (٥٧٣ ، ٥٧٤) وقال: حسن صحیح.

ترجمة الحدیث محمد بن قیس نے بیان کیا، مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: ان لوگوں کی طرف جاؤ، جو رمضان میں لوگوں کو امامت کرواتے ہیں، اور انہیں حکم دو جمعہ کی نماز میں سورۂ انشقاق اور سورۂ اعلیٰ میں سجدہ کریں، مجھے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی، کہ آپ نے ان میں سجدہ کیا۔

شرح الحدیث ①...... فرضی نماز کے علاوہ نماز کسوف، نماز استسقاء، نماز تراویح و تہجد، نفلی نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے۔

②...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں نماز تراویح کی تین دن جماعت کرائی پھر فرض ہونے کے اندیشے سے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز تہجد ادا کی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر دوسری رات بھی آپ نے اسے مسجد میں ادا کیا، تو صحابہ زیادہ اکٹھے ہوگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات صحابہ کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہوگئی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس باہر تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ .)) [1]

''میں نے تمہارے جذبات دیکھے، لیکن مجھے اس خدشہ نے تمہارے پاس نہ آنے دیا کہیں تم پر یہ (نماز) فرض نہ کر دی جائے۔'' یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے۔

اس حدیث میں رمضان میں ہونے والے قیام اللیل کی رکعات کا ذکر نہیں تاہم جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس کی صراحت کرتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

[1] صحیح بخاری، التهجد، باب تحريض النبی ﷺ علی قيام..... الخ، رقم الحديث: ١١٢٩.

((صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات (نماز تراویح) اور وتر پڑھائے۔''

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ نے تین رات آٹھ رکعات ہی نماز تراویح پڑھائی۔

③...... رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب فرضیت کا اندیشہ جاتا رہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں میں رمضان المبارک کی ایک رات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد گیا، لوگ مسجد میں متفرق و منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو کوئی کسی کے پیچھے کھڑا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: اگر میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ زیادہ مناسب ہوگا، لہٰذا انہوں نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔

عبدالرحمٰن کہتے ہیں، میں پھر ایک رات عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے قاری، امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نیا طریقہ اچھا اور مناسب ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس حصے سے بہتر ہے جس میں یہ قیام کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی مراد رات کے آخری حصہ کی فضیلت تھی کیونکہ لوگ شروع رات میں ہی یہ نماز پڑھ لیتے تھے۔ ❷

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات قیام رمضان پڑھائیں۔ ❸

تراویح اور قیام اللیل سے متعلق مزید مسائل کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۵۷۔

④...... نماز وتر سے متعلق مسائل کی توضیح کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۳۔

⑤...... سجدہ تلاوت اور اس سے متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیے۔ فوائد حدیث نمبر ۲۸۔

[69]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ - يَعْنِي فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ:

❶ صحيح ابن خزيمه، ذكر الوتر، باب ذكر دليل بأن الوتر ليس بفرض، رقم الحديث: ١٠٧٠، مسند ابى يعلى، رقم الحديث: ١٨٠٢، كتاب الوتر للمروزى، رقم الحديث: ١٩٦، ١٩٧، وصححه ابن حبان، رقم الحديث: ٢٤٠٦.

❷ صحيح بخارى، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم الحديث: ٢٠١٠.

❸ موطا امام مالك، الصلاة فى رمضان، باب ماجاء فى قيام رمضان، رقم الحديث: ٢٥٦.

هُمَا قَبْلَ السَّلَامِ ۔ قَالَ: فَأَبَى عُمَرُ، وَقَالَ: أَخْبَرَنَا ذٰلِكَ يَا ابْنَ شِهَابٍ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. يَعْنِي فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ .

تخريج الحديث اسنادہ حسن: شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ٤٤٢ . شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند حسن ہے، اگرچہ ولید بن مسلم راوی مدلس ہے لیکن اس نے تصریح سماع کر رکھی ہے۔ ابوسلمہ کی روایت کے لیے، دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۲۹ .

ترجمة الحديث محمد بن مہاجر نے بیان کیا، انہوں نے زہری رحمہ اللہ سے سنا وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو سجدہ سہو سے متعلق کہہ رہے تھے یہ دونوں سجدے سلام سے پہلے ہیں، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس بات سے انکار کیا اور کہا، اے ابن شہاب! ہمیں سہو کے دو سجدوں سے متعلق یہ خبر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کی۔

شرح الحديث ①...... اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں۔ نماز تمام عبادات سے اہم اور اللہ اور بندے کے تعلق کا ذریعہ ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندوں کو اللہ کی بندگی سے دور رکھ سکے اس لیے وہ مختلف حیلوں، بہانوں سے انسان کو اللہ کی عبادت سے روکتا ہے، بعض اوقات عبادت کرنے والے کو مختلف وسوسوں میں مبتلا کر کے اس کا دل اچاٹ کرتا ہے۔

نماز میں خیالات کسی اور طرف متوجہ ہونے، مختلف وسوسوں کے آنے پر نمازی کی توجہ منتشر ہوتی ہے کوشش کرنی چاہیے دھیان نہ بٹے لیکن اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ نماز میں شک وشبہات اور وسوسوں کی وجہ سے کمی بیشی ہو جائے تو سجدہ سہو سے اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

سجدہ سہو سے گویا ایک انسان اللہ کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے عملاً اس بات کا اقرار کرتا ہے، اللہ ہر عیب ونقص سے پاک ہے، مجھ سے غلطی ہوئی، میں معافی چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کے نماز میں بھول جانے کی خاص حکمت تھی جس سے مقصود عام مسلمانوں کو بھول جانے کی صورت میں غلطی کے ازالہ کا طریقہ کار فراہم کرنا تھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلّٰى

خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلٰوتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ .))❶

''اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد سے متعلق شک ہو اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو شک کو چھوڑ کر یقینی بات پر بنیاد رکھے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے اگر پانچ رکعات پڑھی ہیں تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت کر دیں گے اور اگر مکمل نماز پڑھی ہے تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب ہوں گے۔''

②...... سلام پھیرنے سے پہلے اور بعد میں سجدہ سہو سے متعلق روایات موجود ہیں اس سلسلہ میں مروی روایات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر نماز میں کمی ہو جائے تو سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کرنا چاہیے اور اگر زیادتی ہو جائے تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم)

③...... امام بھول جائے تو مقتدیوں پر اسے یاد دلانا لازم ہے۔ دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۷ امام کے بھول کر نماز میں کمی بیشی کر دینے سے مقتدی اور امام دونوں پر سجدہ سہو ہوگا۔ ❷

④...... سجدہ سہو کرتے ہوئے ایک طرف سلام پھیرنا، پھر سجدہ کرنا، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت نہیں، صحیح احادیث سے یہی بات واضح ہوئی کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ نے سہو کے سجدے کیے تو سجدوں کے بعد فوراً سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ ❸

[70]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِشْكَابَ، ثنا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ، ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ .

تخريج الحديث صحيح: سنن ترمذى، كتاب الجمعة، رقم: ٥٧٤ .

ترجمة الحديث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے سورۂ انشقاق میں سجدہ کیا۔

---

❶ صحيح مسلم، المساجد، باب السهو فى الصلاة، والسجود له، رقم الحديث: ٥٧١ .

❷ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٤٠١ ، ٤٠٤ ، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٧٣

❸ صحيح بخارى، رقم الحديث: ٤٠١ ، ٤٠٤ ، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٧٢ ، ٥٧٤ .

[71]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ، ثنا أَبُو نُوحٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ، ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ.

تخریج الحدیث صحیح: سنن ترمذی، کتاب الجمعة، رقم: ٥٧٤.

ترجمة الحدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ انشقاق میں سجدہ کیا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ

عمر بن عبدالعزیز کی عامر بن سعد کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[72]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْأَبْطَحِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ - وَذُكِرَ الطَّاعُونُ عِنْدَهُ - فَقَالَ: رِجْزٌ أُوقِعَ، أَوْ عُذِّبَ بِهِ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ، وَبَقِيَ مِنْهُ بَقَايَا، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ.

تخریج الحدیث صحیح بخاری، أحادیث الانبیاء، باب (٣٤٧٣)، صحیح مسلم، السلام، باب الطاعون والطیرة والکهانة ونحوها (٢٢١٨).

ترجمة الحدیث سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے طاعون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''طاعون ایک عذاب ہے جو نازل کیا گیا یا اس سے تم سے پہلی امتوں میں سے ایک امت کو عذاب دیا گیا اور اس کی کچھ باقیات ہیں، جب تم سنو کسی جگہ طاعون کی وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ، اور جب اس جگہ (ملک) یہ وبا پھیلے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے بھاگ کر مت جاؤ۔ محمد بن منکدر نے کہا میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز کو بیان کی تو انہوں نے کہا مجھے یہ حدیث اسی طرح عامر بن سعد رحمہ اللہ نے بیان کی۔

شرح الحدیث ①...... طاعون ایک وبائی بیماری ہے پلیگ جس میں ران یا بغل یا گردن میں ایک

پھوڑا نکلتا ہے اس میں سخت سوزش ہوتی ہے اکثر آدمی اس بیماری میں دوسرے یا تیسرے روز مر جاتا ہے۔ ❶

②...... اللہ رب العزت نے اپنے نافرمانوں کو مختلف عذابوں کے ذریعے نشان عبرت بنایا، سابقہ امم پر آنے والے عذابوں میں سے ایک طاعون بھی ہے جس کے ذریعے کفار و نافرمانوں کو عذاب دیا گیا۔

③...... طاعون کافروں کے لیے عذاب اور اہل ایمان کے لیے رحمت ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

((أَنَّهُ عَـذَابٌ يَبْـعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ، وَأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ .)) ❷

''یہ ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اسے بھیج دیتا ہے اور اللہ نے اسے اہل ایمان کے لیے رحمت بنایا ہے، جو شخص طاعون میں مبتلا ہو اور وہ اپنے علاقے میں صبر و شکر کے ساتھ ثواب کی نیت سے ٹھہرا رہے اور اس کا یقین ہو اس پر وہی مصیبت آئے گی جو اللہ نے اس کے نصیب میں لکھ رکھی ہے تو اسے شہید کا اجر ملتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اَلطَّـاعُوْنُ شَهَـادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .)) ، ''طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔'' ❸

④......سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۱۸ ہجری میں شام کے سرکاری دورے کے لیے نکلے تو راستے میں سرغ مقام پر ان کی سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے انہیں سرزمین شام میں طاعون کی وبا سے متعلق آگاہ کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی حتیٰ کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہیں کسی علاقے میں طاعون کے واقع ہونے کا علم ہو جائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم وہاں رہتے ہو جہاں وبا پھوٹی تو اس سے راہ

---

❶ لغات الحديث: ٣/ ٢٤، ٢٥.

❷ صحيح بخارى، احاديث الانبياء، باب، رقم الحديث: ٣٤٧٤.

❸ صحيح بخارى، الجهاد والسير، باب شهادة سبع سوى القتل، رقم الحديث: ٢٨٣٠، صحيح مسلم، الامارة، باب بيان الشهداء، رقم الحديث: ١٩١٦.

فرار اختیار کرتے ہوئے مت بھاگو۔" عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث سن کر سرغ مقام سے واپس آ گئے۔ ❶

اسے طاعون عمواس کہا جاتا ہے اس میں بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔

⑤...... مدینہ طیبہ کے فضائل اور خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اس مقدس شہر میں طاعون جیسا وبائی مرض نہیں آ سکتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ .)) ❷

⑥...... طاعون کی وبا پھوٹ جانے پر اس علاقے سے فرار اختیار کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْفِرَارُ مِنَ الطَّاعُوْنِ كَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ .)) "طاعون سے فرار اختیار کرنا جنگ سے بھاگ جانے کے مترادف ہے۔" ❸

[73]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، ثنا أَبِي، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: شَهِدْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ عِنْدَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الطَّاعُونَ رِجْزٌ أُنْزِلَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَوْ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَإِذَا وُجِدَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وُجِدَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا .

تخريج الحديث صحيح بخاري، أحاديث الانبياء، باب (٣٤٧٣)، صحيح مسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها (٢٢١٨) .

ترجمة الحديث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلے لوگوں یا بنی اسرائیل پر نازل ہوا، جب کسی ملک میں طاعون پھیل جائے تم وہاں مت جاؤ اور جب کسی ملک میں پھیلے اور تم وہاں رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو۔"

[74]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، ثنا أَبِي، عَنِ

❶ صحيح بخاري، الطب، باب ما يذكر في الطاعون، رقم الحديث: ٥٧٢٩، صحيح مسلم، السلام، باب الطاعون، والطيرة والكهانه ونحوها، رقم الحديث: ٢٢١٩ .

❷ صحيح بخاري، الفتن، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ٧١٣٣، صحيح مسلم، الحج، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال اليها، رقم الحديث: ١٣٧٩ .

❸ مسند احمد: ٦/ ٨٢، ٢٥٥، مسند اسحاق: ٣/ ٧٧٧، رقم الحديث: ١٤٠٣، سلسلة الصحيحه للالباني، رقم الحديث: ١٢٩٢ .

الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ، فَحَدَّثَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

تخريج الحديث صحيح بخاري، كتاب أحاديث الانبياء، رقم: ٣٤٧٣.

ترجمة الحديث مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حفص نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی میرے باپ نے شیبانی سے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی حبیب بن ابی ثابت نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے یہ بیان کیا اور پھر گزشتہ حدیث کی مانند حدیث بیان کی۔

[75]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، ثنا أَبِي، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّهُمْ يَذْكُرُونَ عَنْ أُسَامَةَ.

تخريج الحديث صحيح بخاري، كتاب أحاديث الانبياء، رقم: ٣٤٧٣.

ترجمة الحديث مجھے حدیث بیان کی ابراہیم نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عمر بن حفص نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی میرے باپ نے، انہوں نے شیبانی سے، انہوں نے ابوبکر سے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی عمر بن عبدالعزیز نے عامر بن سعد سے گزشتہ حدیث کی مانند، تمام راوی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حدیث ذکر کرتے ہیں۔

[76]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَبُو مُوسَى، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ وَيَبْدَأُ بِهِنَّ، لَمْ يَضُرَّهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ سُمٌّ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: انْظُرْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَامِرُ. فَقَالَ عَامِرٌ: أَشْهَدُ مَا كَذَبْتُ عَلَى سَعْدٍ، وَلَا كَذَبَ سَعْدٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ عُمَرُ: وَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ.

تخریج الحدیث اسنادہ حسن: مسند احمد: ۱/ ۱۶۸، حلیة الاولیاء: ٥/ ۳٦۲، اس کی اصل صحیحین میں ہے۔ صحیح بخاری، رقم: ٥٤٤٥، ٥٧٦٩، ٥٧٧٩، و صحیح مسلم، رقم: ۲۰٤۷۔

ترجمة الحدیث عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے، عامر بن سعد نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو جبکہ وہ مدینہ کے گورنر تھے حدیث بیان کی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سات عجوہ کھجوریں مدینہ کے دونوں کالی پتھریلی زمینوں کے درمیانی قطعہ کی کھائیں۔ اور انہیں سے دن کا آغاز کرے، اس دن اسے رات تک کوئی زہر نقصان نہیں دے گا۔''

عامر بن سعد کو عمر بن عبدالعزیز نے کہا، اے سعد! دیکھیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا بات منسوب کر کے بیان کر رہے ہیں؟ سعد نے (جواباً) کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کیا اور نہ سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا، اور میں گواہی دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بیانی نہیں فرمائی۔

شرح الحدیث ①...... حرمین شریفین کو اللہ رب العزت نے اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا ہے، یہ مقامات امن وامان کے گہوارے اور ہر مومن و مسلمان کے سکون قلب و جان کا باعث ہیں۔ ان کی زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا ثواب ہے، وہاں کی گئی عبادتوں کا اجر و ثواب کئی گناہ ہے جو مسلمان بھی ان کی زیارت کو جاتا ہے اپنے اہل وعیال اور دوست احباب کے لیے وہاں سے مقدس ہدیے اور انمول تحفے ضرور لاتا ہے ان میں سے ایک حجاج و معتمرین کا مقدس ہدیہ آب زمزم حرم مکہ سے اور دوسرا گراں مایہ تحفہ ''عجوہ'' نامی کھجور ہے۔ ان دونوں کے فضائل برکات بکثرت احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

②...... عجوہ کھجور زہر کا تریاق ہونے کے ساتھ ساتھ جادو کے اثر کے لیے بھی رکاوٹ ہے، اللہ نے اس میں شفا رکھی اور اس کا استعمال کرنے والا زہر کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔

③...... مدینہ کی عجوہ کھجور کی خصوصیات سے متعلق بہت سے طبی فوائد بیان کیے گئے ہیں، یہ حجازی کھجوروں میں سے عمدہ ترین اور انتہائی مفید ہے۔

④...... جس طرح حجر اسود جنتی پتھر ہے اسی طرح عجوہ کھجور بھی جنتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ .)) ''عجوہ کھجور جنت سے ہے۔''[1]

[1] سنن ترمذی، الطب، باب ماجاء فی الکماة والعجوة، رقم الحدیث: ۲۰٦۸، وقال: حسن، سنن ابن ماجه، الطب، باب الکماة والعجوة، رقم الحدیث: ۳٤٥٥۔

⑤...... حدیث میں مذکورہ خصوصیات صرف مدینہ کی ''عجوہ'' نامی کھجور کی ہیں کیونکہ ہر علاقہ کی مٹی مختلف تاثیر رکھتی ہے مدینہ کے علاوہ دیگر مقامات پر اگنے والی عجوہ کھجور ان خصوصیات وفضائل کی حامل نہیں۔

⑥...... رسول اللہ ﷺ کا سات کے عدد کو بیان کرنا ان شرعی امور میں سے ہے جن کی حکمت اللہ ہی جانتے ہیں ہمارے لیے اس پر ایمان واعتقاد رکھنا اور اس کی فضیلت کو تسلیم کرنا لازم ہے۔

⑦...... شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"وَفِيْ قَوْلِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ ، دَلِيْلٌ عَلَى شِدَّةِ التَّثَبُّتِ فِي الْحَدِيْثِ عِنْدَ السَّلَفِ . "

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا عامر بن سعد کو یہ کہنا دیکھ لو رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے کیا بیان کر رہے ہو، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سلف صالحین احادیث کے سلسلہ میں غور وفکر اور تحقیق سے کام لیتے تھے۔''

⑧...... محدثین کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں صحابہ کے عادل ہونے کا مطلب یہ کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ممکن نہیں لہٰذا انہوں نے جو اللہ کے رسول سے سنا من وعن بیان کیا۔

⑨...... رسول اللہ ﷺ صادق ومصدوق ہیں آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کا انجام جہنم ہے۔

⑩...... عجوہ مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ہے یہ کھجور سیاہی مائل ہوتی ہے، اس کا درخت رسول اللہ ﷺ نے لگایا تھا۔ (ع،ت)

⑪...... ''لابۃ'' گرم زمین اور سیاہ پتھروں والے علاقے کو کہا جاتا ہے، اس کا تثنیہ ''لابتان'' اور جمع ''لابات'' آتی ہے، اس کا الف واؤ سے بدل کر آیا ہے، چونکہ مدینہ دو بہت بڑے گرم علاقوں کے درمیان ہے اس لیے اسے ''لابۃ'' کہا۔ (ع،ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْقَاسِمِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی یحییٰ بن قاسم کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[77]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو سَعِيدٍ دُحَيْمٌ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ النَّصْرِيِّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِرٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَلَكَتْ أُمَّةٌ قَطُّ إِلَّا بِالشِّرْكِ، وَمَا كَانَ بَدْءُ شِرْكِهَا إِلَّا التَّكْذِيبَ بِالْقَدَرِ.

تخريج الحديث حسن: المعجم الصغير للطبراني: (١٠٥٥)، السنه لابن ابی عاصم (٢٥٣)، مسند الشاميين للطبراني: ٢٨٦، الشريعه للآجری، ص: ٢١١.

ترجمة الحديث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی امت برباد ہوئی شرک کی وجہ سے ہوئی اور اس کے شرک کی ابتداء تقدیر کے انکار سے ہوئی۔

شرح الحديث ①......شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اس کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مشرک کے لیے اس وقت تک معافی نہیں جب تک وہ توبہ کر کے شرک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ نہ دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء: ٤٨)

''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا جسے چاہے معاف کر دے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔''

شرک ہر برائی سے برا، ہر ظلم سے بڑا ظلم اور مشرک سب سے بڑا ظالم ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے سے مخاطب ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾

(لقمان: ١٣)

''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

مشرک پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾

(المائدة: ٧٢)

''اور جو اللہ کے ساتھ شریک بنائے یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں۔''

تمام انبیاء و رسل توحید کے داعی تھے اور اپنی امتوں کو شرک سے بچنے کی تلقین کرتے رہے جن لوگوں نے دعوت توحید کو اختیار کیا وہ دنیا وآخرت میں سرخرو ٹھہرے اور جو شرک کی راہ پر گامزن رہے وہ دنیا میں بھی عذاب الٰہی کا شکار ہوئے اور ان کی آخرت بھی بگڑی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو شرک سے بچنے کی تلقین کی اور ان دروازوں کو بھی بند کیا جہاں سے شرک داخل ہو سکتا تھا، غیر اللہ کی عبادت، بتوں کی پوجا، بت پرستی کا اصل باعث اکابر کی عقیدت و محبت میں غلو تھا، ان کے مجسمے بنا کر نصب کیے گئے ان کی مورتیوں سے برکت حاصل کی گئی، شریعت اسلامیہ نے ان امور کی سختی سے تردید فرمائی، ایسی عقیدت کی حوصلہ شکنی کی گئی جو عقیدے کے بگاڑ اور توحید میں خرابی کا ذریعہ بن سکتی تھی۔

دنیا کے امن اور آخرت کی نجات کا انحصار توحید پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

(الانعام: ۸۲)

’’وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا ان کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امن و سکون اور ہدایت ایسے خالص ایمان سے حاصل ہوتی ہے جس میں توحید کے ساتھ کسی قسم کے شرک کی آمیزش نہ ہو جہاں لوگ توحید سے محروم اور شرک میں مبتلا ہوں وہاں سے امن و سکون عنقا ہو جاتا ہے اللہ کی ناراضی آتی ہے، اور عذاب نازل ہوتے ہیں، سابقہ امتوں کی تباہی اور بربادی اور اللہ کے عذابوں کے نزول کا باعث شرک ہی تھا۔

مشرک کے اعمال اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (الزمر: ۶۵)

’’اور یقیناً آپ کی طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘

②.....شرک کے اسباب میں سے تقدیر کو جھٹلانا ہے اور تقدیر کا انکار شرک کی راہ کھولتا ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیاء کو ایک مقرر اندازے سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ۝ ﴾ (القمر: ٤٩)

''بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقرر انداز ے سے پیدا کیا۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُۥ بِمِقْدَارٍ ۝ ﴾ (الرعد: ٨)

''اور ہر چیز اس کے ہاں ایک انداز ے سے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ)) ❶

''ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ عاجزی اور عقلمندی بھی۔''

عجز و کیس دو متضاد لفظ ہیں یہ سب تقدیر کے ساتھ مربوط و منسلک ہیں، گویا عاجز کا عجز اور کیس کی دانائی و دانشمندی سب تقدیر میں لکھی ہوئی ہے کیونکہ کوئی چیز بھی تقدیر سے باہر نہیں رسول اللہ ﷺ نے مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ((رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ .)) ''تقدیر لکھنے والی قلمیں اٹھا لی گئیں اور صحیفے جن پر تقدیر لکھی گئی خشک ہو چکے ہیں۔'' ❷

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ .)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیریں آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیں اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ ، قَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ .)) ❹

❶ صحيح مسلم، القدر، باب كل شيء بقدر، رقم الحديث: ٢٦٥٥ .

❷ سنن ترمذی، صفة القيامة، باب حديث حنظلة، رقم الحديث: ٢٥١٦، وقال: حسن صحيح .

❸ صحيح مسلم، القدر، باب حجاج ادم و موسیٰ، رقم الحديث: ٢٦٥٣ .

❹ سنن ابوداود، السنة، باب في القدر، رقم الحديث: ٤٧٠٠، سنن ترمذی، تفسير القرآن، باب ومن سورة نون والقلم، رقم الحديث: ٣٣١٩، وقال: حسن صحيح .



''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور پھر اس سے کہا: لکھ! قلم نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا: قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دو۔''

اللہ رب العزت ہمارے اور ہمارے اعمال کے بھی خالق ہیں، اچھی اور بری تقدیر اسی کی طرف سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الصافات: ٩٦)

''اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔''

③...... تقدیر پر ایمان ان چھ چیزوں میں سے جن پر ایمان کا انحصار اور دارومدار ہے۔ حدیث جبریل میں ہے، جبریل امین نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلٰئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) ❶

''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔''

تقدیر پر ایمان اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ ہے محدثین آئمہ دین نے اس مسئلہ پر کتب تحریر کیں، کتب احادیث میں اس پر مستقل ابواب قائم کیے۔ بخاری ومسلم اور سنن ترمذی میں کتاب القدر کے خاص عنوان، سنن ابوداود میں کتاب السنۃ اور ابن ماجہ کے مقدمہ میں مسئلہ قدر کو ضمناً واضح کیا گیا۔ تقدیر کے منکرین سے زبانی و تحریری مباحثے کیے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وَتُؤْمِنُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ." ❷

''فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ کا تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری اس پر ایمان ہے۔''

④...... جن لوگوں نے تقدیر کا انکار کیا اور انسان کو کل مختار سمجھا ان کو قدریہ کہا گیا اور جن لوگوں نے انسان کو مجبور محض سمجھا انہیں جبریہ کا نام دیا گیا۔ حالانکہ تقدیر پر ایمان ان دونوں نظریات کے مابین ہے کیونکہ بندہ جو کچھ کرتا ہے وہ اپنے اس اختیار سے کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے اسے دیا گیا اور وہ اللہ کے علم اور فیصلوں سے باہر نہیں یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے، اس سلسلہ میں وارد دلائل و براہین پر ایمان ہی تقدیر پر ایمان کا متقاضی ہے۔ کیونکہ

❶ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الايمان والاسلام والاحسان...... الخ، رقم الحديث: ٨.

❷ العقيدة الواسطية.

عمل کے سلسلہ میں ایک طرح کا بندے کو اختیار حاصل ہے اور اس کے تمام اعمال باعتبار فعل وکسب اسی کی طرف منسوب ہوں گے ہر نیک عمل پر قابل تعریف اور مستحق اجر وثواب ہوگا جبکہ ہر برے عمل پر قابل مذمت اور عذاب کا حق دار ٹھہرے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو بڑے احسن انداز سے واضح فرمایا، وہ عقیدہ واسطیہ میں لکھتے ہیں:

"وَالْعِبَادُ فَاعِلُوْنَ حَقِيْقَةً وَاللّٰهُ خَالِقُ اَفْعَالِهِمْ، وَالْعَبْدُ: هُوَ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ، وَالْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، وَالْمُصَلِّيْ وَالصَّائِمُ، وَلِلْعِبَادِ قُدْرَةٌ عَلٰى اَعْمَالِهِمْ وَإِرَادَةٌ، وَاللّٰهُ خَالِقُهُمْ وَخَالِقُ قُدْرَتِهِمْ وَإِرَادَتِهِمْ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (التكوير: ٢٨-٢٩) وهٰذِهِ الدَّرَجَةُ مِنَ الْقَدْرِ، يُكَذِّبُ بِهَا الاُمَّةُ "اَلْقَدَرِيَّةُ" اَلَّذِيْنَ سَمَّاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ "مَجُوْسُ هٰذِهِ الاُمَّةِ، وَيَغْلُوْ فِيْهَا قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْاِثْبَاتِ، حَتّٰى تَسْلُبُوْا الْعَبْدَ قُدْرَتَهُ وَاِخْتِيَارَهُ، وَيُخْرِجُوهنَ عَنْ اَفْعَالِ اللّٰهِ وَاَحْكَامِهِ حِكَمَهَا وَمَصَالِحَهَا."

"بندے حقیقتاً اپنے افعال کے فاعل ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال کے خالق ہیں۔ مومن، کافر، نیک، بدکار، نمازی، روزہ دار وغیرہ تمام بندوں کو اپنے اعمال پر قدرت حاصل ہے اور تمام اپنے فعال اپنے ارادہ سے کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان سب بندوں اور ان کی قدرت ومشیئت کا خالق ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے، اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔" تقدیر کے اس درجہ کا عام قدریہ نے انکار کیا نبی اکرم ﷺ نے انہی کو اس امت کے مجوسی قرار دیا جبکہ تقدیر کے اس درجہ کا اثبات کرنے والوں میں سے ایک قوم (جبریہ) نے غلو کا شکار ہو کر بندے سے اس کی قدرت واختیار کو سلب کر لیا۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال واحکام سے اس کی حکمتوں اور مصالح کو خارج کر دیا ہے۔"

⑤...... مجوسی خالق خیر اور خالق شر دو الٰہوں کے قائل ہیں، خالق خیر کو "یزدان" اور خالق شر کو "اہرمن" کہتے ہیں۔ تقدیر کے منکر خیر کو اللہ اور شر کو غیر اللہ کی خلق سمجھتے ہیں۔ اس لیے تقدیر کے منکرین قدریہ کو اس امت کے مجوسی کہا گیا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی قیس بن حارث عن الصنابحی کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[78]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا ابْنُ

جَابِرٍ ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ حَدَّثَهُ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَهُ ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ، يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ ، فَلَمَّا قَامَ فِي الثَّالِثَةِ ابْتَدَأَ الْقِرَاءَةَ ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى كَادَتْ ثِيَابِي تَمَسُّ ثِيَابَهُ ، فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ، وَقَرَأَ: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾ [آل عمران: 8] الْآيَةَ .

تخريج الحديث حديث صحيح: موطا امام مالك ، الصلوة ، باب القراءة فى المغرب والعشاء: (١٧١)، مصنف عبدالرزاق: ٢٦٩٨)، معرفة السنن والآثار للبيهقى: (٧٤٤)، مصنف ابن ابى شيبة (٣٦٨٣)، مسند الشافعى (١٤٤) .

ترجمة الحديث ابوعبداللہ الصنابحی سے مروی ہے، انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز (مغرب) ادا کی، تو انہوں نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قصار مفصل سے ایک ایک سورۃ جہری قراءت سے پڑھی، پھر جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور قراءت شروع کی تو (صنابحی کہتے ہیں) میں ان کے اتنا قریب ہوا قریب تھا کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو لگتے، میں نے سنا آپ نے ام القرآن پڑھی، اور یہ آیت "اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر۔" (آل عمران: ۸) پڑھی۔

شرح الحديث ①......موطا امام مالک میں ہے سیدنا ابوعبداللہ الصنابحی رحمہ اللہ نے مدینہ میں خلافت صدیقی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز مغرب پڑھی تھی۔ [1]

②......نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ امام ومقتدی، مفترض ومتنفل سب کے لیے لازم وضروری ہے، سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) "جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔" [2]

یہ حدیث ہر نمازی کے لیے ہر رکعت اور ہر نماز میں سورۂ فاتحہ لازم قرار دیتی ہے جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں۔

---

[1] موطا امام مالک: ١/ ٧٩، رقم الحديث: ٢٥ .

[2] صحيح بخارى، الاذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم...... الخ، رقم الحديث: ٧٥٦، صحيح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراة الفاتحه...... الخ، رقم الحديث: ٣٩٤ .

③...... نماز کی تیسری اور چوتھی رکعات میں صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت ہی کافی ہے۔ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ ❶

④...... نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ قرآن مجید پڑھنا درست ہے، جن احباب کا یہ نظریہ ہے کہ آخری دو رکعات میں فاتحہ کے علاوہ کچھ نہیں پڑھنا چاہیے، ان کی بات غلط ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل اس کی نفی کرتا ہے۔

درج ذیل مرفوع حدیث بھی اس مسئلہ کو واضح کرتی ہے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ قراءت درست ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات اور دوسری دو رکعات میں پندرہ آیتوں یا اس سے نصف کے برابر قراءت کرتے، اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً پندرہ آیات کی تلاوت کرتے اور دوسری دو رکعات میں اس سے نصف کے برابر قرأت کرتے تھے۔ ❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ.)) ❸

''آپ جب اکیلے نماز پڑھتے تو تمام چار رکعات میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کوئی سورۃ پڑھتے اور بسا اوقات فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں دو دو، تین تین سورتوں کی اکٹھی تلاوت فرماتے۔''

⑤...... امام و مقتدی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی جہاں سے بھی تلاوت کرنا چاہے کرسکتا ہے، تاہم جن نمازوں کی مخصوص قراءت احادیث وسنت سے ثابت ہے ان میں اسی قراءت کو اختیار کرنا اجر وثواب کا

❶ صحيح بخاري، الاذان، باب يقرأ في الاخرين بفاتحة الكتاب، رقم الحديث: ٧٧٦، صحيح مسلم، الصلاة، باب القرأة في الظهر والعصر، رقم الحديث: ٤٥١.

❷ صحيح بخاري، الاذان، باب القراءة، باب القراءة في العصر، رقم الحديث: ٧٦٢، ٧٧٩، صحيح مسلم، الصلاة، باب القرأة في الظهر والعصر، رقم الحديث: ٤٥٢.

❸ موطا امام مالك: ١/ ٧٩، رقم الحديث: ٢٦.

باعث ہے۔

⑥......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''مستحب یہ ہے کہ صبح اور ظہر کی پہلی دو رکعات میں طوالِ مفصل، عصر اور عشاء کی نماز میں اوساطِ مفصل اور نمازِ مغرب میں قصارِ مفصل سے قرآن کی تلاوت کی جائے۔ ❶

⑦......مفصل سے مراد قرآن مجید کی آخری ساتویں منزل ہے، جس کا آغاز سورۂ ق سے ہوتا ہے، بعض اہل علم کے نزدیک اس کا آغاز سورۂ حجرات سے ہوتا ہے، تاہم امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۂ ق سے مفصل کے آغاز کو راجح قرار دیا ہے۔ ❷

مفصل کی طوال، اوساط اور قصار کی تقسیم اہل علم نے مختلف کی ہے زیادہ مشہور یہی ہے کہ طوال کا آغاز حجرات یا ق سے لے کر بروج تک اور اوساطِ مفصل سورۂ بروج سے سورۂ بینہ تک اور قصارِ مفصل سورۂ بینہ سے لے کر آخر قرآن تک ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

⑧......ربنا لا تزغ قلوبنا......الخ آیت میں راسخ فی العلم حضرات کی دعا کا بیان ہے، حصولِ ہدایت کے بعد صراطِ مستقیم پر استقامت ضروری ہے اور اس استقامت کے لیے عملی طور پر جدوجہد کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شہر بن حوشب رحمہ اللہ نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے پاس ہوتے تو زیادہ تر کون سی دعا پڑھتے تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ .))

''آپ علیہ السلام اکثر یہ دعا کرتے: ''اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اکثر یہ دعا ((يَـا مُـقَـلِّـبَ الْـقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! ہر آدمی کا دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، وہ جسے چاہتا ہے دینِ حق پر قائم رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے۔''

پھر راوی حدیث معاذ نے یہ آیت پڑھی: ربنا لا تزغ قلوبنا.... ❸

---

❶ شرح صحیح مسلم: ٤/ ١٠٦. ❷ تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٣٢٣.

❸ سنن ترمذی، الدعوات، باب دعا یا مقلب القلوب......، رقم الحدیث: ٣٥٢٢، وقال: حسن، وصححه الالبانی رحمہ اللہ.

[79]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ، ثنا الْوَلِيدُ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ حَاجِبِ سُلَيْمَانَ أَنَّ قَيْسَ بْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ سَمِعَ الصُّنَابِحِيَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ. قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: فَأَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِقَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ: كَيْفَ حَدَّثْتَنِي عَنِ الصُّنَابِحِيِّ؟ فَحَدَّثَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا تَرَكْتُهَا مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْكَ قَبْلَ ذَلِكَ.

تخريج الحديث حديث صحيح: موطا امام مالك، الصلوة، ، رقم: ۱۷۱ .

ترجمة الحديث ہمیں حدیث بیان کی محمد بن وزیر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ولید نے ابوعمرو اور مالک بن انس سے، انہوں نے ابن سلیمان کے ساتھی ابوعبید سے کہ قیس بن حارث نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بیان کیا اس نے صنابحی سے سنا وہ گزشتہ حدیث کی مانند بیان کرتے ہیں۔ ابوعبید نے کہا مجھے خبر دی عبادہ بن نسی نے، انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو قیس بن حارث سے کہتے سنا آپ نے مجھے صنابحی کے واسطہ سے کیسے حدیث بیان کی تھی؟ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ حدیث بیان کی تو عمر رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے جب سے اس حدیث کو اس سے پہلے آپ سے سنا ہے اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔

شرح الحديث ①..... عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سلف صالحین سے ماثور آثار پر عمل پسند فرماتے اور اپنی رائے سے انہیں صائب سمجھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے جذبہ عمل بالحدیث کو دیکھتے تو خوشی کا اظہار کرتے، ایک دفعہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا.)) ''میں نے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو تمہارے اس امام (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہو۔''❶

②..... سلیمان بن یسار رحمہ اللہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی نمازوں کی قراءت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كَانَ يُطِيلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ، وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَاءُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ." ❷

''آپ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتے اور نماز عصر بھی ہلکی

❶ سنن نسائی، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقراءة، رقم الحديث: ۹۸۲، مسند احمد: ۳/ ۲۲۵.

❷ سنن نسائی، الافتتاح، باب تخفيف القيام والقرأة، رقم الحديث: ۹۸۳.

پڑھاتے تھے، مغرب کی نماز میں قصار مفصل، عشاء میں اوساط مفصل اور صبح کی نماز میں طوال مفصل پڑھتے تھے۔"

③......عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس آیت "ربنا لا تزغ قلوبنا...." کی آیت کو معمول بنانے سے پہلے سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ ❶

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَجُلٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عن رجل کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[80]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقِ بْنِ الْبُهْلُولِ الْبَاهِلِيُّ ، وَمُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مَعْمَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ، ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَنْصَارِيُّ ، أَخْبَرَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنِي مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ رَجُلٍ ، أَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ، فَقَالَ: كَيْفَ الْحَدِيثُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنِ الصُّنَابِحِيِّ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي الصُّنَابِحِيُّ أَنَّهُ أَتَى عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ قَالَ: هَلْ مِنْ حَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا زِيَادَةَ فِيهِ وَلَا نُقْصَانَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ تَعَالَى بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَلَغَ أَوْ قَصَّرَ كَانَ عَدْلَ رَقَبَةٍ ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

تخريج الحديث صحيح: سنن ابی داود، العتق، باب ای الرقاب افضل (٣٩٦٦)، سنن نسائی، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم فى سبيل الله (٣١٤٤)، سنن ترمذی، فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل من شاب شيبة فی سبيل الله (١٦٣٥) وقال: حسن صحيح.

ترجمة الحديث سلیمان بن عبدالملک نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: وہ حدیث جو آپ نے مجھے صنابحی سے بیان کی کیسے ہے؟ اس نے کہا مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، کیا کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کمی، بیشی کے مروی روایت ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے سنا: "جس نے کسی غلام کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو (جوڑ) کے بدلے اس کے تمام اعضا کو جہنم سے آزاد کریں

❶ مصنف عبدالرزاق: ٢/ ١٠٩، رقم الحديث: ٢٦٩٨.

گے، اور جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا، دشمن تک پہنچایا نہ پہنچا، وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور جس نے اپنے بالوں کو اللہ کی راہ میں سفید کر دیا تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نور (روشنی) ہوں گے۔

شرح الحدیث ①...... اولاد آدم میں انسانوں کو غلام بنا کر رکھنے اور ان سے کام لینے کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ عرب کے جاہلی معاشرہ میں غلاموں کے ساتھ بہیمانہ رویہ رکھا جاتا، ان سے غیر اخلاقی و غیر انسانی سلوک عام تھا، اسلام نے ان کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کی حوصلہ شکنی کی، ان کے کھانے، پینے اور لباس کو اچھا رکھنے کا حکم دیا، ان غلاموں سے ان کی جسمانی طاقت سے زیادہ مشقت لینے سے منع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ.)) ❶

''وہ تمہارے بھائی اور خادم ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے جس کسی کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اسے چاہیے اسے بھی وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے بھی وہی لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کی تکلیف مت دو اور اگر مکلف کرو تو ان کی مدد بھی کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اس طبقہ کے حقوق اور نگہداشت سے متعلق اپنی امت کو خاص تنبیہ فرمائی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، جس بیماری میں رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، آپ نے فرمایا:

''اَلصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَمَازَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى مَا يَفِيْضُ بِهَا لِسَانُهُ.'' ❷

''نماز کی حفاظت کرو اور ان لونڈیوں، غلاموں کا خیال رکھو آپ ان الفاظ کو دہراتے رہے حتیٰ کہ آپ کی زبان مبارک رک گئی۔''

---

❶ صحیح بخاری، الایمان، باب المعاصی من امر الجاهلیة، الخ رقم الحدیث: ٣٠، صحیح مسلم، الایمان، باب اطعام المملوك مما ..... الخ، رقم الحدیث: ١٦٦١.

❷ سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فی ذكر مرض رسول الله ﷺ، رقم الحدیث: ١٦٢٥، مسند احمد: ٦/ ٣١١، ٣٢١، وصححه الالبانی، الارواء الغلیل: ٧/ ٢٣٨.



اسلام کی طرف سے غلاموں کو ملنے والے عزت وشرف کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے علمی سطح پہ بلند مقام حاصل کیا، اونچے اونچے حکومتی مناصب ان کی تحویل میں آئے اور یہ آزاد مسلمانوں کے امام، قاضی اور امیر بنائے گئے۔

②...... شریعت اسلامیہ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی بلکہ مختلف گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی رکھا، نتیجتاً خیر القرون میں بے شمار غلام آزاد ہوئے، اللہ رب العزت غلام آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو اس غلام کی آزادی کے بدلے جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں کسی کو غلامی سے نجات دلانے سے بڑھ کر کسی کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدَهُ اِلَّا اَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ .)) ''کوئی اولاد اپنے والد کا بدلہ نہیں چکا سکتی سوائے اس کے کہ اسے غلامی کی حالت میں پائے اور خرید کر آزاد کر دے۔'' ❶

③...... علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے نجم الوہاج کے حوالہ سے نقل فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (۶۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستاسٹھ (۶۷) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لاتعداد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ستر (۷۰) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف محاصرے کے دنوں میں بیس (۲۰) سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے سو (۱۰۰)، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار (۱۰۰۰)، سیدنا ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ عنہ نے ایک دن میں آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) غلام آزاد کیے۔ اللہ اکبر ❷

④...... جہاد ایک عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی سربلندی، اعدائے دین کی سرکوبی کے لیے جہاد کو فرض کیا، اس عظیم کام کو انجام دینے والوں کا سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا غرض ایک ایک لمحہ ایک ایک حرکت عبادت ہے اور ان کے لیے آخرت میں اجر عظیم، بلندی درجات، مغفرت اور رضائے الٰہی کے وعدے ہیں۔

⑤...... مجاہدین کی ٹریننگ وتربیت کا اہم ترین کام نشانہ بازی ہے قرآن میں اس کی ترغیب دلائی گئی۔
سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (الانفال: ٦٠) ((اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ

❶ صحيح مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، رقم الحديث: ١٥١٠.
❷ سبل السلام: ٤/ ١٩٥٥.



الرَّمْیُ .)) ''اور دشمن کے مقابلہ کے لیے جتنی ہو سکے طاقت تیار رکھو! خبردار! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے۔ خبردار! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے۔ خبردار! طاقت سے مراد تیر اندازی ہے۔'' ❶

⑥...... تیر اندازی اور نشانہ بازی ایک مستحسن کام ہے اس کی ٹریننگ لے کر نظر انداز کر دینے والوں یا مہارت قائم نہ رکھ پانے والے شرعاً ناپسندیدہ لوگ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ عَلِمَ الرَّمْیَ ثُمَّ تَرَکَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصٰی .)) ''جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے گناہ کا کام کیا۔'' ❷

موجودہ دور میں تیر کی جگہ کلاشنکوف، توپ، میزائیل اور دیگر ہتھیار لے چکے ہیں۔

⑦...... تیر چلانے کا بنیادی مقصد دشمن کو نقصان پہنچانا ہے اگر تیر چلانے والے کو یہ مقصد حاصل نہ بھی ہو تو اللہ اپنے فضل واحسان سے اس کی نیت کے اخلاص کی وجہ سے پورا پورا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔ اور وہ ثواب ایک گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اور جو تیر چلانے سے مقصد پالے یعنی دشمن کو نقصان پہنچا دے اس کے لیے مزید اجر وثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ .)) ''جس نے ایک تیر اللہ کے راستے میں دشمن تک پہنچایا اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے۔'' ❸

⑧...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک تیر تین افراد کے جنت میں جانے کا سبب بنے گا، تیر بنانے والا جو بناتے وقت نیکی کا ارادہ رکھتا ہے، تیر انداز (تیر پھینکنے والا) اور تیر پکڑانے والا۔'' ❹

⑨...... اللہ کی راہ میں بال سفید ہونے سے مراد عام طور پر جہاد ہی لیا گیا ہے کہ جو جوانی میں جہاد کے لیے نکلا اور بال سفید ہو گئے لیکن اگر اس سے ہر نیک کام مراد لیا جائے تو بہتر ہے کہ جو اللہ کے دین کی ترویج و اشاعت میں، تعلیم وتدریس وغیرہ میں مصروف ہوا حتی کہ اس کے بال سفید ہو گئے۔ رہا جہاد تو وہ ایک عظیم اور افضل عمل ہے اس کی فضیلت اور شان بالوں کی سفیدی کی محتاج نہیں۔ واللہ اعلم

⑩...... جوانی کی عبادت اور گریہ زاری اللہ رب العزت کو بڑی پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی

❶ صحیح مسلم، الامارة، باب فضل الرمی والحث علیه ...... الخ، رقم الحدیث: ۱۹۱۷ .

❷ صحیح مسلم، الامارة، باب فضل الرمی والحث علیه ...... الخ، رقم الحدیث: ۱۹۱۹ .

❸ سنن نسائی، الجهاد، باب ثواب من رمی بسهم فی سبیل الله عزوجل، رقم الحدیث: ۳۱۴۵، وصححه الترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۳۸، وابن حبان، رقم الحدیث: ۱۴۷۸ .

❹ سنن ابوداود، الجهاد، باب فی الرمی، رقم الحدیث: ۲۵۱۳، سنن نسائی، الجهاد، باب ثواب من رمی بسهم فی سبیل الله عزوجل، رقم الحدیث: ۳۱۴۸، وصححه الحاکم: ۳/ ۹۵، ووافقه الذهبی .

عبادت میں جوانی گزارنے والے نوجوان کو بشارت سنائی کہ وہ روز قیامت اللہ رب العزت کے سایہ میں ہوگا۔ ❶

فارسی کے شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است

وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

''جوانی میں توبہ کرنا پیغمبرانہ کام ہے، بڑھاپے میں ظالم بھیڑیے بھی پرہیزگار ہو جاتے ہیں۔''

[81]...... قَالَ: كَيْفَ الْحَدِيثُ الْآخَرُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي الصُّنَابِحِيّ أَنَّهُ صَلَّى وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ، فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ، وَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَرَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا إِلَى قَوْلِهِ: إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

تخريج الحديث حديث صحيح: موطا امام مالك، الصلوة، ، رقم: ١٧١ .

ترجمة الحديث عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے پوچھا دوسری حدیث کس طرح ہے۔ اس نے کہا مجھے صنابحی نے خبر دی کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی تو انہوں نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھی جبکہ آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ربنا لا تزغ قلوبنا آیت مکمل پڑھی۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[82]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ فِي خِلَافَتِهِ: اكْتُبْ إِلَيَّ بِنُسْخَةِ صَدَقَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِنُسْخَةِ وُلَاتِهَا، وَارْفَعْ فِي أَنْسَابِهِمْ، وَاكْتُبْ إِلَيَّ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَتْنِي عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. قَالَ: قَالَ أُسَامَةُ: قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَكَيْفَ حَدِيثُهُ عَنْهَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ حِينَ رَأَتْ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ فِي صَدَقَاتِهِمْ فَقَالَتْ: يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا أَشْبَهَهُ بِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: ﴿وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ

❶ صحيح بخاري، رقم الحديث: ٦٦٠ ، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٠٣١ .

مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ﴾ [الأنعام:١٣٩]

تخریج الحدیث حسن: پہلا حصہ دیکھئے التاریخ الصغیر للبخاری: ١/ ٢١٦، دوسرا حصہ دیکھئے: التاریخ الکبیر للبخاری: ٢/ ٢١٨ (١٧٧٥).

ترجمۃ الحدیث اسامہ بن زید سے مروی ہے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے انہیں بتایا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی خلافت میں انہیں لکھ بھیجا کہ مجھے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ، اس کے حق داروں کی نسبت وضاحت سے لکھ بھیجیں اور وہ حدیث بھی لکھ دیں جو آپ نے مجھے عمرہ کے واسطہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمائی۔ اسامہ نے کہا میں نے ابوبکر سے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کونسی ہے؟ تو ابوبکر نے کہا مجھے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب لوگوں نے صدقات کی ادائیگی میں نئے طریقے رائج کر لیے، فرماتے سنا اللہ پاک ہے! یہ کام اللہ کی کتاب میں موجود اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اور انہوں نے کہا جو ان چوپاؤں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام کیا ہوا ہے اور اگر وہ مردہ ہو تو وہ سب اس میں شریک ہیں (الانعام: ١٣٩) سے کسی قدر مشابہت رکھتا ہے۔

شرح الحدیث ①...... اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہو جاتے اور ان کو گھر میں رکھنا، ان کی پرورش کرنا اپنے اوپر بوجھ تصور کرتے اسلام نے اس جاہلی سوچ کی سختی سے مذمت فرمائی اور بیٹیوں کی پرورش اور اس راہ میں آنے والی آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کو جنت کی بشارت اور جہنم سے آزادی کا وعدہ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ .)) [1]

''جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں ہوئیں وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا، وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروا دیں گی۔''

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ .)) ''جس شخص کو بیٹیوں میں کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ

[1] سنن ابن ماجه، الآداب، باب بر الوالد والاحسان الى البنات، رقم الحديث: ٣٧١٤، صحيح ابن ماجه للألباني: ٢/ ٢٩٦.



اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔'' ❶

②......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اسلام کے اصولوں کے خلاف بعض لوگوں میں اپنی زندگی اور موجودگی میں بیٹیوں پر بیٹوں کو فوقیت دینے والا معاملہ دیکھا تو سختی سے رد فرمایا اور اس کام کو جاہلانہ عادات واطوار قرار دیا کیونکہ اہل جاہلیت بھی بیٹوں کو نوازتے اور بیٹیوں کو محروم کر دیتے تھے۔

③......مشرکین عرب اپنے جانوروں کو بتوں کے نام پر وقف کرتے تو ان میں سے بعض جانوروں سے متعلق یہ کہہ دیتے کہ ان جانوروں کا دودھ پینا، زندہ پیدا ہونے والے بچے سے فائدہ اٹھانا مردوں کے لیے حلال اور عورتوں پر حرام ہے ہاں اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو پھر مرد وعورت اس کے کھانے میں برابر کے شریک ہیں اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ''وقالوا ما فی بطون....'' الخ میں بیان فرمایا ہے۔

④......والدین کی طرف سے ہدیہ میں بیٹی کا حصہ بیٹے کے برابر ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان کے باپ نے انہیں عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے کہا: میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گی جب تک آپ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنائیں، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا تو اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے کہا کہ میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ((أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟)) ''کیا آپ نے اپنی ساری اولاد کو بھی ایسا عطیہ دیا؟'' تو انہوں نے کہا، نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ .)) ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو'' بشیر رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اپنا دیا ہوا عطیہ واپس لے لیا۔ ❷

⑤......بیٹوں کی طرح وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ متعین ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ﴾ (النسآء: ۱۱) ''اللہ تمہیں تمہاری اولاد سے متعلق حکم دیتے ہیں مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری، الادب، باب رحمة الولد و تقبیله، و معانقته، رقم الحدیث: ۵۹۹۵، صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، رقم الحدیث: ۶۶۲۹.

❷ صحیح بخاری، الهبه، باب الاشهاد فی الهبة، رقم الحدیث: ۲۵۸۷، صحیح مسلم، الهبات، باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة، رقم الحدیث: ۱۶۲۳.

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اپنے باپ کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[83]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَزَّارُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْرَقُ بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الْحَرَسِ - قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - الَّذِينَ يَكُونُونَ بَيْنَ الرُّومِ وَبَيْنَ عَسْكَرِ الْمُسْلِمِينَ، يَنْظُرُونَ لَهُمْ وَيُحَذِّرُونَهُمْ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف: سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، رقم: ٢٧٦٩.

ترجمة الحديث سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ محافظوں (فوج) کا پہرہ دینے والوں پر رحمت فرمائے۔ آپ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔ جو لوگ رومی اور مسلمان فوج کے درمیان ہوں گے مسلمانوں کی دیکھ بھال کریں گے اور کفار کو خوفزدہ رکھیں گے۔

شرح الحديث ①...... سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: یہاں لشکر کی نگہبانی، چوکیداری، اور پہرے داری مراد ہے جو ایک آدمی اپنے ذمے لے لیتا ہے تو حدیث میں بیان ہونے والا اجر و ثواب اس کے لیے ہے کیونکہ فوجی جوانوں کی حفاظت اور دینی مصالح کے لیے کوشش مشقت والا معاملہ ہے۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عبداللہ بن موہب کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[84]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَوْهَبٍ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ الْكَافِرِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيِ الْمُسْلِمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِهِ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ: وَشَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى بِذَلِكَ فِي رَجُلٍ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ، فَمَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَابْنَةً لَهُ، فَأَعْطَى عُمَرُ ابْنَتَهُ النِّصْفَ،

وَالَّذِي أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ النِّصْفَ .

تخریج الحدیث حسن: سنن ابی داود، الفرائض، باب فی الرجل یسلم علی یدی الرجل (۲۹۱۸)، سنن ابن ماجه، الفرائض، باب الرجل یسلم علی یدی الرجل (۲۷۵۲)، سنن ترمذی، الفرائض، باب ماجاء فی میراث الرجل...... الخ (۲۱۱۲).

ترجمة الحدیث حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! ایک کافر کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لے تو کیا طریقہ کار ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کی زندگی اور وفات کے بعد اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

عبدالعزیز بن عمر نے کہا، میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے اس آدمی سے متعلق جو ایک آدمی کے ہاتھ پر اسلام لایا اور پھر فوت ہوگیا اور مال کے ساتھ ایک بیٹی وارث چھوڑی تو عمر رحمہ اللہ نے نصف مال اس کی بیٹی اور نصف اس کو دیا جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا تھا۔

شرح الحدیث ①......قبل از اسلام لاقانونیت عام تھی، کمزوروں اور ناداروں کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے ہر ایک کے حقوق کا تعین کیا اور اسے تحفظ فراہم کیا، رشتہ داروں کو ایک دوسرے کا رشتہ داری اور قرابت کے مطابق وارث بنایا، وراثت کے احکامات، اسباب، موانع اور شرائط کو تفصیل سے بیان کیا انہیں موانع میں سے ایک کفر و شرک ہے، مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا خواہ کتنی ہی قریبی رشتہ داری ہو، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ .)) ''مومن کافر کا اور کافر مومن کا وارث نہیں بن سکتا۔'' ❶

②......آقا و مالک اور اس کی زیر ملکیت غلام کے مابین نسبت و قرابت کے تعلق کو ''ولاء'' کہتے ہیں۔ اس تعلق کو تبدیل، فروخت یا ہبہ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ ایک غیر مسلم کا کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا بھی ولاء کی ایک صورت ہے اور اس تعلق کو ''ولاء الاسلام'' کہا جاتا ہے۔ اس تعلق و نسبت سے یہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے بشرطیکہ ان کے دیگر مسلمان رشتہ دار وارث نہ ہوں۔

③......اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو وراثت سے آدھا حصہ ملے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (النسآء: ۱۱) ''اور اگر ایک بیٹی ہو تو اس کے لیے نصف ہے۔''

❶ صحیح بخاری، المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایة یوم الفتح، رقم الحدیث: ۴۲۸۳، صحیح مسلم، الفرائض، باب لا یرث المسلم الکافر ولا یرث الکافر المسلم، رقم الحدیث: ۱۶۱۴.

اسی آیت کے پیش نظر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نومسلم کے مال سے نصف اس کی بیٹی اور بقیہ نصف اس کو دیا جس کے ہاتھ پر وہ اسلام لایا تھا۔

④...... "حیاتہ ومماتہ" سے مراد یہ ہے کہ اگر نومسلم کو کسی گناہ کی وجہ سے دیت دینا پڑ جائے تو جس کے ہاتھ پر اسلام لایا وہ اس میں اس کا معاون ہوگا اور اگر نومسلم فوت ہو جائے تو مسلمان کرنے والا اس کا وارث بنے گا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عبیداللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[85]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْبَزَّارُ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَهْمٍ الْقُرَشِيَّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ كَتَبَ كِتَابًا إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَأْمُرُهُ أَنْ يَسْأَلَ فُقَهَاءَ مَنْ قِبَلِهِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى فُقَهَائِهِمْ يَسْأَلُهُمْ. قَالَ: فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، وَقَدِ اخْتَلَفَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: دَعْ مَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ رَكْعَةً، فَاسْتَقْبَلُوا الْعَدُوَّ، ثُمَّ جَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّوْا مَعَهُ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى، ثُمَّ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشَهَّدَ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ، وَلِلنَّاسِ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ.

تخریج الحدیث اسناده صحيح: سنن نسائى، الخوف (١٥٣٤) مسند احمد: ٥/ ١٨٣، وصححه ابن خزيمة (١٣٤٤)، وابن حبان (٢٨٧١)، والحاكم: ١/ ٣٣٥ ووافقه الذهبى.

ترجمة الحديث عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خط لکھا جس میں انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ کے فقہاء سے نماز خوف سے متعلق دریافت کریں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ کے فقہاء سے مسئلہ دریافت کیا، عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا عبیداللہ بن عتبہ آئے جبکہ لوگوں کی اس مسئلہ میں مختلف آراء سامنے آئیں تو انہوں نے کہا آپ ان کی باتیں چھوڑیں، مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی، ایک گروہ کو ان میں سے



ایک رکعت پڑھائی تو دوسرا دشمن کے سامنے صف بند ہوگیا، پھر دوسرا گروہ آیا اور انہوں نے آپ کے ساتھ دوسری رکعت پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تشہد پڑھا اور سلام پھیر دیا، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں اور صحابہ کی ایک ایک رکعت ہوئی۔

شرح الحدیث ①...... اہل علم سے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرنا چاہیے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب العلم میں باب قائم فرمایا: ((اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ)) ''بات چیت اور عمل سے پہلے علم ضروری ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے مسائل دریافت کرتے، نبی کریم علیہ السلام وحی کی روشنی میں ان کو جوابات عنایت فرماتے۔ خیر القرون میں حصول علم کا جذبہ جوان رہا، پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں میں دیگر دینی امور کی طرح تعلیم وتعلم میں بھی انحطاط پیدا ہوگیا۔ علم کی جگہ جہالت نے لی اور اہل علم کی جگہ جاہل قوم کے رہبر وراہنما ٹھہرے۔

②...... نماز دین کا ستون ہے اس کی کسی حال میں بھی معافی نہیں تاہم مختلف احوال میں اس کے احکامات میں تخفیف آجاتی ہے جیسا کہ حالت سفر میں نماز کا قصر کرنا، نمازوں کو جمع کرنا اسی طرح حالت جنگ میں بھی تخفیف آجاتی ہے۔

③...... نماز خوف کی متعدد صورتیں احادیث سے ثابت ہیں، جن پر حالات اور خوف کی کیفیت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اور یہ نماز آج بھی اسی طرح مشروع ہے جس طرح عہد نبوی میں تھی۔

④...... نماز خوف کے چند ایک طریقے درج ذیل ہیں:

(i) نبی اکرم ﷺ نے صحابہ میں سے ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائی اور ایک رکعت صحابہ نے اپنے طور پر ادا کی پہلے گروہ نے خود سلام پھیرا جبکہ دوسرے گروہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا، اس طرح نبی علیہ السلام اور صحابہ میں سے ہر گروہ کی دو دو رکعتیں تھیں۔ [1]

(ii) نبی اکرم ﷺ نے ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائیں یوں نبی علیہ السلام کی رکعتیں چار اور صحابہ میں سے ہر گروہ کی دو دو رکعتیں تھیں۔ [2]

(iii) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک ایک رکعت پڑھی جبکہ نبی علیہ السلام نے بطور امام دو رکعتیں پڑھیں۔ یہی طریقہ زیر بحث حدیث میں بیان ہوا ہے۔

[1] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٤١٢٩، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٨٤٢.

[2] سنن نسائی، رقم الحدیث: ١٥٥٥ وصححه ابن خزیمة، رقم الحدیث: ١٣٥٣.

⑤...... شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَالطُّرُقُ الَّتِيْ وَرَدَتْ فِي الْاَحَادِيْثِ كُلُّهَا سُنَّةٌ اَدَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ بِحَسْبِ اِقْتِضَاءِ الْوَقْتِ"، "احادیث میں صلاۃ الخوف کے منقول مختلف طریقے سب سنت ہیں، ان سب طریقوں سے نبی اکرم ﷺ نے وقت کے تقاضے اور ضرورت کے مطابق نماز ادا فرمائی۔

⑥...... شیخ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: عبیداللہ بن عتبہ کا یہ کہنا: ((دَعْ مَا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ)) "ان کی باتیں چھوڑیں" اس بات کی دلیل ہے کہ سلف صالحین کا اعتماد فقہاء وعلماء کے اقوال و آراء کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ سنتوں پر ہوتا تھا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عبداللہ بن قارظ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[86]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، وَأَبُو عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالُوا: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: أَيْنَ فُقَهَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مِنْبَرِهِ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ الْقُصَّةِ - ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَلَمْ أَرَهَا عَلَى عَرُوسٍ وَلَا غَيْرِهِ أَجْمَلَ مِنْهَا عَلَى مُعَاوِيَةَ - يَقُولُ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُتَنَمِّصَةَ وَالنَّامِصَةَ، وَالْوَاشِرَةَ وَالْمُسْتَوْشِرَةَ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف، مگر اس کی اصل بخاری، كتاب احاديث الانبياء (٣٤٦٨)، اور مسلم، كتاب اللباس والزينة، (٢١٢٧) میں موجود ہے۔

ترجمة الحديث ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ نے بیان کیا میں نے مدینہ میں معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو منبر پر سنا آپ فرما رہے تھے۔ اے مدینہ والو! تمہارے فقہاء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے پاس فرماتے سنا: آپ اس طرح کے بالوں کے گچھے (وگ) سے منع فرما رہے تھے، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے سر پر رکھا تو میں نے اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی پر شادی یا اس کے علاوہ کسی موقع پر خوبصورت نہیں دیکھا اور آپ فرما رہے تھے: اللہ نے گودنے والی، چہرے کے بال اکھڑوانے اور اکھیڑنے والی، دانتوں کو رگڑ کر برابر کرنے والی اور کروانے والی پر لعنت فرمائی۔

[87]...... حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ ، ثنا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيَى ، ثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ مِثْلَهُ .

تخريج الحديث اسناده ضعيف، مگر اس کی اصل بخاری، کتاب احادیث الانبیاء (٣٤٦٨)، اور مسلم، کتاب اللباس والزينة، (٢١٢٧) میں موجود ہے۔

ترجمة الحديث مجھے حدیث بیان کی ربیع نے انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالجبار نے گزشتہ حدیث کی مانند۔

[88]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، ثنا أَبِي، ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، وَقَدْ أَكَلَ أَثْوَارَ أَقِطٍ، فَقُلْتُ: أَتَتَوَضَّأُ مِنْهَا؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ .

تخريج الحديث صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الوضوء مما مست النار، رقم: ٣٥١.

ترجمة الحديث عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ نے بیان کیا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ مسجد کے چھت پر وضو کر رہے تھے آپ نے پنیر کے ٹکڑے کھائے تھے تو آپ نے ان سے وضو کیا، میں نے پوچھا: آپ ان (کے کھانے) سے وضو کرتے ہیں؟ تو آپ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرو۔''

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عبادہ بن عبداللہ کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[89]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ الدَّوْرَقِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكُرَيْزِيُّ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى مِنْبَرِهِ: أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، لا يَقْبَلُ اللهُ صَلاةَ إِمَامٍ حَكَمَ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى، وَلا يَقْبَلُ اللهُ صَلاةً بِغَيْرِ طَهُورٍ، وَلا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ .

تخریج الحدیث اسنادہ ضعیف: الجامع الکبیر للسیوطی: ۱/ ۹۳۵، الضعفاء الکبیر للعقیلی: (۹۹۸) شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں مثلاً یونس بن موسیٰ، حسن بن حماد الکریزی، عبداللہ بن محمد العدوی، اور اسی طرح عبادہ بن عبداللہ میں سے محدثین کسی کو بھی نہیں جانتے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرما رہے تھے۔ ''خبردار! اللہ اس حکمران کی نماز قبول نہیں فرماتے جو اللہ کی نازل کردہ وحی کے بغیر فیصلہ کرے، اور اللہ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں فرماتے۔ اور نہ وہ خیرات (صدقہ) جو دھوکے (حرام) کے مال سے ہو۔

شرح الحدیث ①...... اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے لیے شریعت مطہرہ کو ضابطہ حیات بنا کر نازل فرمایا، انسانوں کے انفرادی و اجتماعی معاملات کا حل اللہ کے نازل کردہ احکامات میں ہے۔ شریعت الٰہیہ کا نفاذ جرائم کے خاتمے اور معاشرے کے امن و سکون کے لیے ضروری ہے۔

جہاں انصاف معدوم ہو جائے، منصف بک جائیں، مجرموں کو استثنیٰ ملنے لگے وہاں اندرونی خلفشار، جرائم کی کثرت اور معاشرے کا امن غارت ہو جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قبیلہ مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو قریش اس کے معاملے میں پریشان ہوئے اور انہوں نے اس سلسلہ میں آپس میں مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کون بات کرے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ رضی اللہ عنہ سے متعلق طے پایا کہ وہ بات کرتے ہیں، چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے متعلق سفارش کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ((اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟)) ''کیا آپ اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہیں؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا اور فرمایا:

((اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا اِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا.)) ❶

''تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی دولت مند، سردار اور معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی کمزور اور ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے

❶ صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب، رقم الحدیث: ۳۴۷۵؛ صحیح مسلم، الحدود، باب قطع السارق الشریف...... الخ، رقم الحدیث: ۱۶۸۸.

تھے، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

حدود اللہ کو معطل کرنے والی قوم عذاب الٰہی کا حقدار ہونے کے ساتھ ساتھ انتشار و افتراق کا بھی شکار ہو جاتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مخاطب کیا اور فرمایا: ''پانچ چیزیں ایسی ہیں جب تم ان میں مبتلا ہوگئے تو تمہیں سزا ضرور ملے گی اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کا ارتکاب کرو۔'' ان پانچ میں سے ایک اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ بتائی آپ نے فرمایا:

((وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.)) ❶

''جن کے امراء و حاکم اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور اللہ کے نازل کردہ (احکامات کو) اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان لڑائی ڈال دیتے ہیں۔''

احکام الٰہیہ کا نفاذ اقوام عالم کے مقدر کو سنوارتا، تکریم و قبولیت سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ نتیجتاً لوگ باہم دست و گریباں ہونے کی بجائے شیر و شکر ہوتے ہیں ہر فرد بیدار مغز، فرض شناس خواہشات کو دبانے اور جذبات کو کنٹرول کرنے والا ہوتا ہے۔ حاکمیت الٰہیہ کا تصور پیش کرتے ہوئے حکیم الامت نے کہا تھا:

سروری زیب فقط اسی ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

ایک مقام پر اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

''اگر تو مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے تو تیرے لیے قرآن کو چھوڑ کر زندگی گزارنا ناممکن ہے۔''

②...... دین اسلام طہارت و نفاست کا دین ہے، اس کی تعلیمات گندگی و نجاست سے اپنے ماننے والوں کو دور رہنے کا درس دیتی ہیں، نزول قرآن کے آغاز ہی میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دے دیا:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾ (المدثر: ٤۔٥)

''اے نبی! اپنے کپڑے پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔''

❶ سنن ابن ماجه، الفتن، باب العقوبات، رقم الحديث: ٤٠١٩، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥٤٠، رقم الحديث: ٨٦٢٣.

③...... نماز دین اسلام کا اہم رکن ہے اس کی ادائیگی کے لیے جسمانی و بدنی طہارت، لباس کا پاک ہونا اور وہ جگہ جہاں نماز پڑھی جائے اس کا پاک ہونا لازمی ہے، ورنہ نماز قبول نہ ہوگی۔

④...... حدیث میں مذکور لفظ "طھور" سے مراد نمازی کا حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے، یعنی نماز پڑھنے والے پر غسل فرض نہ ہو اور اس کا وضو بھی ہو۔

⑤...... قبولیت اعمال کے لیے ان کا سنت نبوی ﷺ کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔

⑥...... وضوء سے متعلق مزید مسائل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث نمبر ۲۰۔

⑦...... ''غلول'' مال غنیمت میں خیانت کرنے کو کہتے ہیں پھر عرب لوگ ہر ایک خیانت جو پوشیدہ کی جائے کو ''غلول'' کہنے لگے۔ ❶

⑧...... جس طرح مال کو خرچ کرتے وقت حلال و حرام مصرف کا خیال رکھنا لازم وضروری ہے اسی طرح مال کا طیب و حلال ہونا بھی ضروری ہے، حرام آمدن سے کیا ہوا صدقہ اللہ کے ہاں قبول نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ طیب (پاک) ہے، طیب کے سوا کچھ قبول نہیں کرتا، اس نے ایمان والوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس کا اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾

(المومنون: ۵۱)

''اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو، یقیناً میں جو تم کرتے ہو بخوبی جاننے والا ہوں۔''

اور اہل ایمان کو حکم فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔'' ❷

⑧...... اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے عقیدہ کا درست ہونا، عمل کا سنت کے مطابق اور اخلاص سے مزین ہونا اور عمل کرنے والے کے رزق کا حلال وطیب ہونا ضروری ہے اگر عقیدہ درست نہیں باقی ساری چیزیں ہیں عمل قبول نہیں، عقیدہ درست ہے عمل سنت کے مطابق نہیں تو بھی قبول نہیں، عقیدہ درست ہے عمل سنت کے

❶ لغات الحديث: ۳/ ۳٤۲.

❷ صحيح مسلم، الزكوٰة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، رقم الحديث: ۱۰۱۵.

موافق ہے اخلاص کی جگہ ریا کاری آ گئی عمل قبول نہیں۔ صحیح عقیدہ، سنت کی موافقت اور اخلاص کی موجودگی میں اگر عمل کرنے والے کا رزق حرام ہے تو بھی عمل عند اللہ مقبول نہیں۔ یہ چاروں چیزیں لازم وملزوم ہیں ہر ایک کے کتاب وسنت میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔

[90]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الدَّوْرَقِيُّ، ثنا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، ثنا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكُرَيْزِيُّ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، تُوبُوا إِلَى رَبِّكُمْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا، وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ أَنْ تَشْتَغِلُوا، وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، تَزْهَدُوا وَتُؤْجَرُوا وَتُنْصَرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا، فِي يَوْمِي هَذَا، فِي شَهْرِي هَذَا، مِنْ عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدَ مَوْتِي وَلَهُ إِمَامٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ، أَلَا فَلَا بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِي أَمْرِهِ، أَلَا وَلَا بِرَّ لَهُ، أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهُ، أَلَا وَلَا صَلَاةَ لَهُ، أَلَا وَلَا تَؤُمُّ امْرَأَةٌ رَجُلًا، وَلَا يَؤُمُّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا، أَلَا وَلَا يَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا، إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ.

تخريج الحديث اسناده ضعيف جداً: سنن ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب في فرض الجمعة (١٠٨١) والبيهقي: ٢/ ٩٠، ١٧١. شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند بھی گزشتہ حدیث کی طرح بہت زیادہ ضعیف ہے۔

ترجمة الحديث طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر بیان فرماتے سنا: خبردار اے لوگو! موت سے قبل اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگ لو، اور مصروف ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کر لو، جو تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تعلق ہے، اس کو کثرت ذکر اور مخفی و علانیہ کثرت صدقہ سے مضبوط کرو۔ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، اجر وثواب کماؤ، (دوسروں کی) مدد کرو اور جان لو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا، میرے اس کھڑے ہونے کی جگہ، میرے اس دن، میرے اس مہینے میں میرے اس سال سے لے کر قیامت کے دن تک، جس نے اس کو میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد چھوڑ دیا، اس کے لیے امام ہے اللہ اس کے بکھرے کام نہ سمیٹے، اللہ اس کے معاملات میں برکت نہ پیدا کرے، اس

کی کوئی نیکی (قبول) نہیں، نہ اس کا روزہ ہے نہ نماز خبردار! عورت کسی مرد کی، اعرابی کسی مہاجر کی، اور فاجر کسی مومن کی امامت نہ کرائے، مگر یہ کہ اسے بادشاہ مجبور کرے جس کی تلوار اور کوڑے سے وہ ڈرتا ہو۔

شرح الحدیث ① ...... اللہ رب العزت نے انسان کو نیک اعمال کے لیے تخلیق فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ﴾

(الملك: ٢)

''وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب بے حد بخشنے والا ہے۔''

اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان سے گناہ ہو جاتے ہیں گناہوں پر اصرار کرنا، ان کی معافی نہ مانگنا غیر مستحسن ہے، موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں کوئی شخص یہ نہیں جانتا کب اور کس وقت اسے موت آئے لہٰذا اپنے گناہوں کی معافی مانگنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴾ (النساء: ١٧)

''صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے جو جہالت سے برائی کرتے ہیں پھر جلدی توبہ کر لیتے ہیں یہی لوگ ہیں اللہ جن کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ موت کے وقت اس کی روح حلق تک نہ آ جائے۔'' [1]

② ...... بسا اوقات انسان مصروفیات کی وجہ سے وہ نیکیاں نہیں کر سکتا جو عام طور پر کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے لہٰذا فرصت کے لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کر کے آخرت کا سامان اکٹھا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((نعمتان مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .)) ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے کا شکار

[1] سنن ترمذی، الدعوات، باب ان الله یقبل التوبة...... الخ، رقم الحدیث: ٣٥٣٧، وقال: حسن غریب، وقال الالبانی: حسن.

ہیں، ایک تندرستی اور دوسری فراغت۔'' [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو فقر و فاقہ سے پہلے، اپنی فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ [2]

③...... اللہ کا ذکر اللہ تعالیٰ سے تعلق کو جوڑنے کا ذریعہ ہے ذکر کرنے والے خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ کی معیت اور ساتھ نصیب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ .)) ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور اس کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔'' [3]

ذکر والی مجالس عند اللہ بڑی شان و مرتبت والی ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ .)) [4]

''جب بھی کوئی قوم کسی مجلس میں اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ان کا ذکر اپنے ہاں فرشتوں میں کرتے ہیں۔''

غیر شرعی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ثابت شدہ اذکار کرنا اور ان کے لیے محافل و مجالس کا انعقاد قطعاً باعث ثواب نہیں۔

④......صدقہ و خیرات عظیم اجر و ثواب والا عمل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرامین میں اس کی ترغیب دلائی قرآنی آیات صدقہ و خیرات کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتی ہیں، صدقہ کرنے والا رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اگر مخفی خرچ کرے تو روزِ قیامت کی گرمی سے بچا دیا جائے گا اور اسے اللہ کا سایہ نصیب ہوگا۔ [5]

[1] صحیح بخاری، الرقاق، باب الصحة والفراغ ولا عیش ..... الخ، رقم الحدیث: ٦٤١٢ .

[2] صحیح الجامع الصغیر: ١١/ ٢٤٣، رقم الحدیث: ١٠٧١، مستدرك حاكم: ٤/ ٣٤١، رقم الحدیث: ٧٨٤٦، وصححه علی شرط الشیخین ووافقه الذهبی .

[3] سنن ابن ماجه، الادب، باب فضل الذكر، رقم الحدیث: ٣٨٩٢، والبخاری تعلیقاً قبل الحدیث: ٧٥٢٤ .

[4] صحیح مسلم، الذكر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذكر، رقم الحدیث: ٢٦٩٩ .

[5] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٦٦٠، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ١٠٣١ .

اگر خرچ کرنے والا اعلانیہ اس نیت سے دے کہ اس کو دیکھ کر دیگر لوگ بھی صدقہ کریں گے تو یہ اپنی نیت کے موافق عنداللہ اجر وثواب سمیٹے گا۔

⑤......''زہد'' کا مطلب ہے ہر اس چیز کو ترک کر دینا جو آخرت میں فائدہ نہ دے۔ شریعت نے زہد کی ترغیب دلائی ہے تاہم رہبانیت کی نفی کی ہے، دین اسلام ایک مسلمان کو دین و دنیا دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا کہتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جہاں دین و دنیا کا تقابل ہو ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا پڑے تو پھر دین کو ہر صورت ترجیح حاصل ہوگی دنیا اور اس کے معاملات کو چھوڑ دیا جائے گا، اور اسی چیز کا نام ''زہد'' ہے۔

⑥......فرضیت جمعہ اور اس سے متعلقہ مسائل کی توضیح کے لیے دیکھئے فوائد حدیث نمبر ۱۸۔

⑦......اس حدیث میں ان لوگوں کو سخت وعید سنائی گئی جو سستی کی وجہ سے یا جمعہ کو فرض نہ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں، موجودہ دور میں بہت زیادہ لوگ اس سستی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون (ع، ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ

عمر بن عبدالعزیز کی ربیع بن سبرۃ جہنی سے بیان کردہ روایات

[91]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يَحْيَى الرَّقِّيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ: أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ أَعْطَى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ

تخريج الحديث صحيح مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح ثم نسخ (١٤٠٦)

ترجمة الحديث سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے (نکاح) متعہ سے منع کیا اور فرمایا: ''خبردار! یہ (متعہ) تمہارے اس دن سے لے کر قیامت کے دن تک کے لیے حرام ہے۔ اور جس نے کوئی چیز دی ہے وہ اسے واپس نہ لے۔

شرح الحديث ①......اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے اس میں کسی قسم کی کمی وبیشی کی گنجائش نہیں، عہد نبوی میں بعض اشیاء کی حرمت، بتدریج نازل ہوئی، شراب پہلے حلال تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیتے تھے بعد میں حرام کر دی گئی، اسی طرح عہد نبوی میں نکاح متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام

قرار دے دیا گیا، اب صرف شرعی نکاح ہی ہو سکتا ہے۔

②......کسی عورت سے طے شدہ مدت (ایک دو یا تین دن) تک کچھ مالی فائدہ پہنچا کر نکاح کر لینے کا نام "متعہ" ہے۔

عہد نبوی میں اس کی حرمت وحلت کے متعدد واقعات ہوئے بالآخر یہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگیا۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَالصَّوَابُ وَالْمُخْتَارُ اَنَّ التَّحْرِيْمَ وَالْاِبَاحَةَ كَانَا مَرَّتَيْنِ وَ كَانَتْ حَلَالًا قَبْلَ خَيْبَرَ ثُمَّ حُرِمَتْ يَوْمَ خَيْبَرَ ثُمَّ اُبِيْحَتْ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَوْمُ اَوْطَاسٍ لِاتِّصَالِهِمَا ثُمَّ حُرِمَتْ يَوْمَئِذٍ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ تَحْرِيْمًا مُؤَبَّدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاسْتَمَرَّ التَّحْرِيْمُ ."

"درست اور صحیح بات یہ ہے کہ متعہ دو مرتبہ حرام ہوا اور دو ہی مرتبہ جائز ہوا۔ چنانچہ یہ خیبر سے پہلے حلال تھا، پھر اسے غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا، پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا اور یوم اوطاس بھی اسی کو کہتے ہیں پھر اسے تین دن کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا اور اب یہ حرام ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ مزید قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْمُتْعَةَ كَانَتْ نِكَاحًا اِلٰى اَجَلٍ لَا مِيْرَاثَ فِيْهَا وَفِرَاقُهَا يَحْصُلُ بِانْقِضَاءِ الْاَجَلِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ وَوَقَعَ الْاِجْمَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى تَحْرِيْمِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْعُلَمَاءِ اِلَّا الرَّوَافِضِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ بِاِبَاحَتِهَا وَرُوِيَ عَنْهُ اَنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ قَالَ وَ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهُ مَتٰى وَقَعَ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ الْاٰنَ حُكِمَ بِبُطْلَانِهِ سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الدُّخُوْلِ اَوْ بَعْدَهُ ." ❶

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ متعہ ایک مدت تک کے لیے نکاح ہوتا تھا جس میں میراث نہ تھی، مدت پوری ہو جانے کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی کے درمیان بغیر طلاق خود بخود جدائی ہو جاتی۔ اب شیعہ روافض کے علاوہ تمام (اہل سنت) علماء کا اس کی حرمت پر اجماع ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے جواز کے قائل تھے لیکن بعد میں انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور کہا: تمام علماء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اب جب بھی نکاح متعہ ہوگا باطل قرار پائے گا، خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں۔"

❶ شرح مسلم للنووی: ۹/ ۱۸۱.

③......بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اسلام میں حلال تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے حرام قرار دیا ان کی دلیل سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.)) ❶

''ہم عہد نبوی اور عہد ابوبکر میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع کر دیا۔''

اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا، درست نہیں کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح متعہ سے اتباع نبوی میں روکا تھا جیسا کہ ایک دوسری حدیث اس مسئلہ کو واضح کرتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

((لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ حَرَّمَهَا وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.)) ❷

''جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن کے لیے متعہ کی اجازت دی پھر اسے حرام فرما دیا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شخص کے بارے میں متعہ کی اطلاع ملی اور وہ شادی شدہ ہوا تو میں اسے پتھروں سے رجم کرا دوں گا، سوائے اس کے کہ وہ چار گواہ لائے جو اس بات کی گواہی دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کرنے کے بعد اسے حلال قرار دیا تھا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد کسی نے متعہ کے جواز کی گواہی نہیں دی گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بالاتفاق یہ موقف تھا کہ متعہ حرام و ناجائز ہے۔

④......نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه...... الخ، رقم الحديث: ١٤٠٥.

❷ سنن ابن ماجه، النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة، رقم الحديث: ١٩٦٣، صحيح ابن ماجه، رقم الحديث: ١٥٩٨.

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾ (الرعد: ۳۸)

''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سارے رسول بھیجے ہیں اور ہم نے انہیں بیوی بچوں والا بنایا۔''

رسول اللہ ﷺ نے متعدد نکاح کیے، آپ نے اپنی امت کے نوجوانوں کو اس کی ترغیب دلائی، نکاح و طلاق کے شریعت نے اصول وضوابط بیان کیے، میاں بیوی کے حقوق وفرائض سے لے کر نکاح کے بعد ہونے والی اولاد کی ذمہ داریوں کو بھی تفصیل سے واضح کیا گیا۔ ایسا ملاپ جو شرم وحیا اور عصمت وعفت کے تحفظ کی بجائے معاشرے میں بے راہ روی کو فروغ دے، عصمت فروشی اور آوارگی پھیلائے دین اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ شرعی نکاح مرد وعورت کے مابین زندگی بھر اکٹھے رہنے کا معاہدہ ہے، نکاح متعہ اور نکاح حلالہ سے یہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے اسی لیے شریعت نے ان دونوں قسم کے نکاح کو حرام قرار دیا ہے۔

⑤...... امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَقَدْ بَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ .)) ❶

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی روایت بیان کی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نکاح متعہ کی حلت منسوخ ہو چکی ہے۔''

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زہری کے واسطہ سے بیان کردہ روایات

[92]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا عَلِيُّ بْنُ زُهَيْرٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَإِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ .

تخریج الحدیث اسناده ضعيف جدًا: سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحياء (٤١٨١) والطبراني في الصغير: ١/ ١٣، ١٤ ۔ شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند سخت ترین ضعیف ہے، عباد بن کثیر ثقفی راوی متروک ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس نے جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں جیسا کہ تقریب میں ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو شواہد کی بناء پر حسن کہا ہے۔ سلسلة الصحيحة: (٩٤٠)

ترجمة الحدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین میں کوئی نہ کوئی امتیازی خوبی ہوتی ہے اور اسلام کی امتیازی خوبی حیا ہے۔''

❶ صحيح بخاری، رقم: ٥١١٩ .

شرح الحديث ①...... دین اسلام دین فطرت ہے حیا انسان کی ایک فطری خوبی ہے اور انسان بے حیائی کو اپنی جبلت کے اعتبار سے ناپسند کرتا ہے، بسا اوقات انسان ماحول اور پرورش کی وجہ سے شرم و حیا سے عاری ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اس کے اندر غیر اخلاقی عادات و اطوار جنم لیتے ہیں۔ جبکہ حیا بہت سی اخلاقی خرابیوں سے محفوظ رکھتی ہے اس لیے اس کو اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے بلکہ اس کو دین اسلام کی امتیازی خوبی شمار کیا گیا ہے۔

②......سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا .)) ❶

''نبی اکرم ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ حیا دار تھے۔''

حیا کی اہمیت تمام شریعتوں میں مسلمہ ہے۔ سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ .)) ❷

''لوگوں تک پہلی نبوت کا جو کلام پہنچا، اس میں یہ بھی ہے جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔''

حیا کو شعب الایمان میں سے شمار کیا گیا اور اسے سراپا خیر کہا گیا اس کی موجودگی خوبی اور امتیازی وصف ہے اس سے محرومی بے مروتی اور بدنمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ .)) ❸

''بے حیائی جس چیز میں بھی ہو اسے بدنما بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز میں بھی ہو اسے خوبصورت کر دیتی ہے۔''

مذکورہ روایات کے علاوہ دیگر بے شمار دلائل حیاء کی فضیلت ومنقبت اور بے حیائی کی مذمت بیان کرتے ہیں، حیا ایسی خوبی کا نام ہے جو انسان کو قبیح اقوال وافعال سے روکتی اور حق دار کے حقوق ادا کرنے پر ابھارتی ہے، حصول علم، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اور دیگر شرعی امور کو شرم وحیا کا نام دے کر ترک کر دینا درست نہیں ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، المناقب، باب صفة النبی ﷺ، رقم الحديث: ٣٥٦٢، صحيح مسلم، الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ، رقم الحديث: ٢٣٢٠ .

❷ صحيح بخاری، احاديث الانبياء، باب، رقم الحديث: ٣٤٨٣.

❸ سنن ابن ماجه، الزهد، باب الحيا، رقم الحديث: ٤١٨٥، سنن ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی الفحش، رقم الحديث: ١٩٧٤، وقال: حسن غريب .

؎ نئی لگ رہی ہیں آنکھیں یہ قوم بے کس پگھل رہی ہے
نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے عجیب سانچے میں ڈھل رہی ہے

[93]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ، وَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ قَالَ: وَسَمِعْتُ الرَّبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَنَا جَالِسٌ.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح...... الخ (١٤٠٦).

ترجمۃ الحدیث ربیع بن سبرہ الجہنی نے بیان کیا، اس کے باپ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں بنو عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں کے عوض نکاح متعہ کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ سے روک دیا۔ محمد بن مسلم نے کہا میں نے ربیع بن سبرہ سے سنا جب وہ یہ بات عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بیان کر رہے تھے اور میں ان کے پاس بیٹھا تھا۔

شرح الحدیث معلوم ہوا عہد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متعہ کرتے رہے لیکن جب انہیں اس سے روک دیا گیا تو رک گئے۔ مزید فوائد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۹۱۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ

عمر بن عبدالعزیز کی ربیع بن سبرہ سے بیان کردہ روایت

[94]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ ابْنُ أَخِي شَاذٍّ، ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ الْفَتْحِ.

تخریج الحدیث صحيح مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة و بيان انه ابيح...... الخ (١٤٠٦).

ترجمۃ الحدیث ربیع بن سبرہ نے اپنے باپ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سَلْمَى مَوْلَاةِ مَرْوَانَ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی مروان کی آزاد کردہ لونڈی سلمی کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[95]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْكُرُوخِيُّ، وَكَتَبَ بِهِ إِلَيَّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ أَسْلَمَ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَى مَوْلَاةَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ تَقُولُ: حَدَّثَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمِّي هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ تَقُولُ وَهِيَ تَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: فَعَلْتُ يَوْمَ أُحُدٍ مَا فَعَلْتُ مِنَ الْمُثْلَةِ بِعَمِّهِ وَأَصْحَابِهِ، كُلَّمَا سَارَتْ قُرَيْشٌ مَسِيرًا فَأَنَا مَعَهَا بِنَفْسِي، حَتَّى رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي ظُلْمَةٍ لَا أُبْصِرُ سَهْلًا وَلَا جَبَلًا، وَأَرَى أَنَّ تِلْكَ الظُّلْمَةَ انْفَرَجَتْ عَنِّي بِضَوْءٍ مَكَانَهُ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونِي، ثُمَّ رَأَيْتُ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ كَأَنِّي عَلَى طَرِيقٍ، وَإِذَا بِهُبَلَ عَنْ يَمِينِي يَدْعُونِي، وَإِذَا إِسَافٌ يَدْعُونِي عَنْ يَسَارِي، وَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ: تَعَالَيْ، هَلُمِّي إِلَى الطَّرِيقِ. ثُمَّ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ كَأَنِّي وَاقِفَةٌ عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ، يُرِيدُونَ أَنْ يَدْفَعُونِي فِيهَا، وَإِذَا بِهُبَلَ يَقُولُ: ادْخُلِي فِيهَا. فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرَائِي آخِذٌ بِثِيَابِي، فَتَبَاعَدْتُ عَنْ شَفِيرِ جَهَنَّمَ، وَفَزِعْتُ، فَقُلْتُ: هَذَا شَيْءٌ قَدْ بُيِّنَ لِي، فَغَدَوْتُ إِلَى صَنَمٍ فِي بَيْتِنَا، فَجَعَلْتُ أَضْرِبُهُ وَأَقُولُ: طَالَمَا كُنْتُ مِنْكَ فِي غُرُورٍ، وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمْتُ وَبَايَعْتُ.

تخريج الحديث ضعيف جدًا: تاريخ لابن عساكر، شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن سلمہ کو امام دارقطنی نے ضعیف اور ابونعیم نے متروک کہا۔ اللسان: ۳/ ۲۹۲، اس کے علاوہ بھی سند میں قابل تحقیق راوی ہیں، لہٰذا یہ حدیث بہت زیادہ کمزور ہے۔

ترجمة الحديث سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں، میں نے اپنی ماں ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے سنا تو وہ فرما رہی تھیں، میں نے غزوۂ احد کے دن آپ علیہ السلام کے چچا اور صحابہ کا مثلہ کیا، جب قریش رات کو واپس گئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھی، میں نے تین راتیں مسلسل خواب دیکھا، میں نے دیکھا میں اندھیرے میں ہوں اور کچھ بھی نہیں دیکھ پا رہی، اچانک اندھیرا روشنی سے چھٹ جاتا ہے تو میں

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مجھے بلا رہے تھے۔ پھر میں نے دوسری رات دیکھا میں راستے پر ہوں اور میرے دائیں جانب، ''ہبل'' اور بائیں جانب ''اساف'' مجھے بلا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہیں اور آپ نے کہا: آ جا، آ ؤ اس راستے کی طرف۔ پھر میں نے تیسری رات دیکھا میں جہنم کے کنارے کھڑی ہوں وہ (جہنم کے داروغے) مجھے اس میں پھینکنا چاہتے ہیں، اور ہبل کہہ رہا ہے اس میں داخل ہو جا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے کھڑے میرے کپڑوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور میں جہنم کے گڑھے سے دور ہوگئی میں خوفزدہ تھی اور میں نے کہا۔ میرے لیے اس (حق و باطل) کو واضح کیا گیا ہے، میں صبح اپنے گھر میں موجود بت کے پاس گئی اور اسے توڑ دیا اور میں توڑتے وقت کہہ رہی تھی کتنے ہی عرصہ سے میں تیرے بارے دھوکہ میں مبتلا تھی، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اسلام قبول کیا اور میں نے آپ کی بیعت کر لی۔

شرح الحدیث ①...... مومنوں کے ماموں، خلیفہ اسلام معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا تعلق عرب کے معزز ترین قبیلے قریش سے ہے فتح مکہ کے موقع پر سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد مسلمان ہوئیں، بذات خود ایک سمجھدار، صائب رائے کی مالک اور انتہائی خوبیوں کی حامل تھیں۔ اسلام لانے سے پہلے مکہ کی خواتین میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ غزوۂ احد میں ان کی شرکت معروف ہے۔ اسلام لانے کے بعد یرموک کے معرکہ میں شریک ہوئیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اسی دن فوت ہوئیں۔

اسلام لانے کے بعد بیعت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئیں تو اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ .)) ❶

''اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! پہلے روئے زمین پر آپ کے گھرانے سے بڑھ کر کسی گھرانے کے بارے میں یہ بات پسند نہ تھی کہ اللہ انہیں ذلیل و رسوا کرے اور اب ایمان لانے کے بعد روئے زمین پر آپ کے گھرانے سے بڑھ کر کسی گھرانے سے متعلق میں یہ نہیں چاہتی کہ اللہ انہیں عزت و

❶ صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب ذکر ہند بنت عتبة رضي الله عنها، رقم الحدیث: ٣٨٢٥، صحیح مسلم، الاقضیة، باب قضیة ہند، رقم الحدیث: ١٧١٤.

وقار دے۔''

②.....غزوۂ احد میں جب مشرکین مکہ مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوگئے تو ابوسفیان جو اس وقت مشرکین کے کمانڈر اور سردار تھے انہوں نے کہا تھا: ((أُعْلُ هُبَلُ أُعْلُ هُبَلْ .)) ''ہبل بلند و بالا ہے، ہبل بلند و بالا ہے۔'' تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دینے کا کہا تو انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم کیا کہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ((قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلْ .)) تم کہو: اللہ بلند و بالا اور جلالت شان والا ہے۔'' ابوسفیان نے پھر کہا: ((اِنَّ لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ .)) ''ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے جواب دو''، صحابہ نے پوچھا: ہم کیا کہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، ''تم کہو: ((اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ .)) ''اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔'' ❶

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفار مکہ کے نمائندے اور سفیر سہیل بن عمرو نے کہا: تم لوگ (مختلف علاقوں اور قبیلوں کے) اکٹھے ہوگئے ہو جب جنگ ہوگی تو بھاگ جاؤ گے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ((أُمْصُصْ بَظَرَ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ .)) ''تو لات کی شرمگاہ کو جا کر چوس، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔'' ❷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ((كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَاجِّ .)) لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو تیار کر کے پلاتا تھا۔ ❸

انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ اسلام لانے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھتے تھے۔ اور یہ بت مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ ❹

معلوم ہوا زمانہ قدیم سے عقیدت میں غلو کی وجہ سے عقائد میں بگاڑ آیا، اسلاف پرستی نے اصنام پرستی کی راہ اختیار کی، اللہ کو چھوڑ کر بندوں کو پکارا جانے لگا، لوگوں نے معبود برحق کو چھوڑ کر معبودانِ باطلہ کو اختیار کیا۔ جو خود محتاج اور مانگنے والے تھے انہیں حاجت روا اور مشکل کشا بنا لیا گیا، ایک عربی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کہی:

---

❶ صحيح بخاری، الجهاد، والسير، باب مايكره من التنازع ..... الخ، رقم الحديث: ٣٠٣٩.
❷ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٢٧٣١، ٢٧٣٢.
❸ صحيح بخاری، التفسير، باب افرايتم اللات والعزىٰ، رقم الحديث: ٤٨٥٩.
❹ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٤٨٦١.

يَــا سَــائِلًا غَيْــرَ إِلٰــهِ السَّمَــاءِ
بُشْــرَاكَ بِــالْخَيْبَةِ وَالــرَّدِّ
إِنَّ الَّــذِيْ سَــوَّاكَ مِــنْ نُــطْــفَةٍ
يُــغْــنِيْكَ عَــنْ مَسْــأَلَةِ الْــعَبْــدِ

''اے آسمانی معبود کے علاوہ اوروں سے مانگنے والے، تجھے ناکامی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری ہے۔ جس ذات نے تجھے نطفے سے انسان بنایا وہ بندوں سے مانگنے سے تجھے بے نیاز کرتا ہے۔''

④..... شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ابن منذر ہشام بن محمد الکلبی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ قریش مکہ کے بیت اللہ میں اور اس کے باہر بہت سارے بت تھے ان میں سب سے بڑا ہبل تھا۔ میری معلومات کے مطابق وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا تھا اور انسانی شکل کا تھا اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور قریش کو اسی حال میں ملا تھا پھر قریش نے اس کے لیے سونے کا ہاتھ بنوایا۔ سب سے پہلے اس بت کو نصب کرنے والے کا نام خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر تھا، اسی لیے اس کو ہبل خزیمہ کہا جاتا تھا، اسی کے بارے میں ابوسفیان نے (غزوۂ احد) میں کہا تھا، ''أُعْـلُ هبل'' ہبل بلند و بالا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ((اَللّٰـهُ اَعْلٰی وَاَجَلْ .)) ''اللہ بلند و بالا اور جلالت والا ہے۔'' ❶

⑤..... مثلہ کا معنی ہے حیوان (انسان کا جانور) کے اعضاء ناک کان وغیرہ کاٹ دینا۔ (ع، ت)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ شُرَحْبِيلَ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی محمد بن ثابت بن شرحبیل کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[96]..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ شَاكِرٍ السَّمَرْقَنْدِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، ثنا أَبُو قُرَّةَ مُوسَى بْنُ طَارِقٍ قَالَ: ذَكَرَ زَمْعَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ قَالَ: رُفِعَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدِيثٌ حَدَّثَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي أَنْ سَلْ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنْ حَدِيثِهِ فَإِنَّهُ رِضًا، فَسَأَلَهُ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ

❶ كتاب الاصنام للكلبي، ص: ٢٧، ٢٨.

الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مِنْ نِسَائِكُمْ فَلَا تَدْخُلِ الْحَمَّامَ ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: فَكَتَبَ أَبِي إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِذَٰلِكَ، فَمَنَعَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ النِّسَاءَ مِنَ الْحَمَّامِ .

تخریج الحدیث صحیح: سنن الكبرى للبيهقي: ٧/ ٣٠٩، والشعب له: ١٣/ ٤٦١ (٧٣٧٩)، وابن حبان: (٥٥٩٧)، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٨٩ ووافقه الذهبي .

ترجمة الحدیث عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے سامنے حدیث پیش کی گئی جسے محمد بن ثابت بن شرحبیل نے بیان کیا تھا تو انہوں نے میرے باپ کو پیغام بھیجا کہ اس حدیث کے بارے مجھے محمد بن ثابت سے پوچھ کر بتائیں وہ اچھے انسان ہیں جب ان سے میرے باپ نے پوچھا تو میں بھی وہاں موجود تھا تو ہمیں محمد بن ثابت نے عبداللہ بن یزید خطمی سے بیان کیا انہوں نے کہا: سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر ازار بند نہ داخل ہو اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر تمہاری عورتوں میں سے ایمان رکھتی ہے وہ حمام میں داخل نہ ہو۔ عبداللہ بن ابوبکر نے بیان کیا میرے باپ نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو لکھ کر بھیجی تو انہوں نے عورتوں کے حمام میں داخلے پر پابندی عائد کر دی۔

شرح الحدیث ①......مہمان سے حسن سلوک مکارم اخلاق میں سے ہے اور شریعت اسلامیہ نے اس کی بہت زیادہ ترغیب دلائی ہے۔ اور اس عمل کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی دلیل قرار دیا ہے ایک مومن و مسلمان کو مہمان کی تین دن تک لازماً میزبانی و تکریم کرنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ .)) ''میزبانی تین دن ہے جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔''[1] اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کی میزبانی کے واقعہ کو بیان کیا ہے جس سے ہمیں میزبانی کے درج ذیل آداب معلوم ہوتے ہیں:

(i) میزبانی کے لیے مہمان کا جان پہچان والا یا رشتہ دار ہونا ضروری نہیں۔

(ii) مہمانوں کو عزت و تکریم سے بٹھانا اور ان کے احوال سے آگاہی لینا چاہیے۔

(iii) حق میزبانی خاموشی سے بغیر مہمانوں کو اطلاع کیے ادا کرنا چاہیے۔

[1] سنن ابوداود، الاطعمة، باب ماجاء في الضيافة، رقم الحديث: ٣٧٤٩ .



(iv) مہمانوں کی میزبانی اچھے سے اچھے انداز سے ہونی چاہیے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔

(v) مہمانوں کو کھانے تک جانے کی زحمت دینے کی بجائے کھانے کو ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہیے۔

(vi) مہمان اگر کھانے میں تامل کریں تو انہیں شائستگی کے ساتھ کھانا تناول کرنے کی درخواست کرنی چاہیے۔ ❶

② ...... اللہ تعالیٰ نے ہمسائیگی کے حقوق کی نگہداشت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ ﴾ (النسآء: ٣٦)

''اور قرابت والے ہمسائے اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ (اچھا سلوک کرو)۔''

اس آیت میں رشتہ دار اور غیر رشتہ دار اجنبی ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائیوں کے حقوق کو بڑے واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَازَالَ يُوْصِيْنِيْ جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ .)) ❷

''جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی سے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا وہ پڑوسی کو وارث قرار دے دیں گے۔''

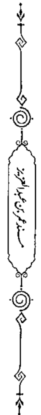
ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ .)) ❸

''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں''، آپ سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! کون؟ آپ نے فرمایا: ''جس کی ایذا رسانیوں سے اس کا ہمسایہ بے خوف نہیں۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''ایسا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے ہمسائے اس سے محفوظ نہیں۔'' ❹

③ ...... طہارت میں غسل بڑی اہمیت کا حامل ہے اگر کسی مرد یا عورت پر غسل فرض ہو جائے تو وہ اس وقت تک نماز وغیرہ کی ادائیگی نہیں کر سکتے جب تک مسنون طریقے سے غسل کر کے طہارت حاصل نہ کر لیں۔



---

❶ :سورة الذاريات، آيت: ٢٤ تا ٣٠ .

❷ صحيح بخارى، الادب، باب الوصاءة بالجار، رقم الحديث: ٦٠١٤ ، صحيح مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والاحسان اليه، رقم الحديث: ٢٦٢٥ .

❸ صحيح بخارى، الادب، باب اثم من لا يأمن جاره بوائقه، رقم الحديث: ٦٠١٦ .

❹ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٤٦ .

دوران غسل جہاں اور بہت ساری باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت پردے کا اہتمام کیا جائے۔ غسل خانے وغیرہ میں کپڑے اتار کر غسل کرنا درست ہے کیونکہ وہاں بے پردگی کا خطرہ نہیں لیکن پبلک مقامات پر مردوں کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کم از کم کپڑا باندھنا ضروری ہے جبکہ عورتوں کو ان مقامات پر غسل سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ عورت اگر مکمل لباس میں بھی اس جگہ غسل کرے گی تو اس کے اعضاء نمایاں ہوں گے جس سے بے پردگی ہوگی۔

ماضی کے حمام موجودہ حماموں سے مختلف تھے، ان میں ہر آدمی آ کر غسل کرتا اور کپڑوں کے استعمال کا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا، شریعت نے ایسے مشترکہ غسل خانے میں نہانے کو مردوں کے لیے ازار بند کے ساتھ مشروط جائز قرار دیا جبکہ خواتین کو بالکل منع کر دیا۔

فی زمانہ سوئمنگ پول اور ان سے ملتے جلتے دیگر نہانے کے مقامات کا یہی حکم ہے کہ مرد باپردہ ہو کر غسل کر سکتے ہیں جبکہ خواتین کے لیے ایسی جگہوں پر جانا اور پھر غسل کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

④...... یہ واقعہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی منقبت و شان کی بھی دلیل ہے کہ جیسے ہی انہیں عورتوں کے حماموں میں داخلے سے متعلق ممانعت کا علم ہوا تو فوراً رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں اس پر پابندی عائد کر دی۔ ان کی انہیں عادات نے انہیں اپنے عہد میں ممتاز کیا اور آپ کو خلفاء بنوامیہ میں عظیم مقام حاصل ہوا۔ کسی فارسی شاعر نے کہا تھا:

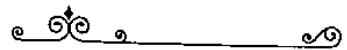
بزرگی بہ علم است نہ بہ سال
فضیلت بہ عقل است نہ بہ مال

”شرف و بزرگی علم سے حاصل ہوتی ہے عمر سے نہیں اور فضیلت و برتری بصیرت سے ملتی ہے مال و زر سے نہیں۔“

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عراک بن مالک کے واسطہ سے بیان کردہ روایت

[97]...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ الطَّيَالِسِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: مَا اسْتَقْبَلْتُ الْقِبْلَةَ بِفَرْجٍ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَ عِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِخَلَائِهِ أَنْ يُسْتَقْبَلَ بِهِ الْقِبْلَةُ، وَإِنَّ النَّاسَ يَكْرَهُونَ ذَلِكَ.



تخریج الحدیث اسنادہ ضعیف: سنن ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة فی ذلك فی الكنيف..... الخ (٣٢٤)، مصنف ابن ابی شیبه: ١/ ١٥١، مسند احمد: ٦/ ١٣٧، سنن دارقطنی: ١/ ٥٩، ٦٠ (٦) سنن الكبرىٰ للبيهقی: ١/ ٩٢ (٤١٩).

ترجمة الحدیث عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے اتنے عرصہ سے قبلہ کی جانب منہ کر کے پاخانہ نہیں کیا، عراک بن مالک نے بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے قبلہ رخ بیت الخلا بنانے کا حکم دیا اور اب لوگ اس بات کو ناپسند جانتے ہیں۔

شرح الحدیث ①...... شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

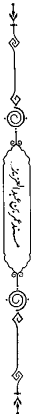
"وَالْمَسْئَلَةُ خَلَافِيَّةٌ، وَقَدْ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ فِي الطَّرْفَيْنِ جَمِيْعًا، فَحَمَلَ بَعْضُهُمُ الرُّخْصَةَ عَلٰى اَنَّهَا فِي الْبُنْيَانِ وَالنَّهْيَ فِي الصَّحَارِي وَبَعْضُهُمْ قَالَ: اَلرُّخْصَةُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ مُطْلَقًا وَالنَّهْيُ لِلتَّنْزِيَةِ وَالتَّأَدُّبِ، وَاَنَّهُ اَفْضَلُ وَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى، وَهٰذَا الْجَمْعُ اَعْجَبُ اِلَيَّ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ"

"حدیث میں مذکور مسئلہ میں اختلاف ہے، دونوں طرف احادیث موجود ہیں، بعض نے قبلہ رخ ہو کر پیشاب کی رخصت کو بیت الخلاء پر محمول کیا ہے اور ممانعت کو صحراء، کھلی جگہ پر محمول کیا، جبکہ بعض نے کہا رخصت مطلق جواز کے لیے اور نہی ادب اور تنزیہ کے لیے ہے۔ یہ بات زیادہ افضل اور تقویٰ کے نزدیک ہے اور مجھے بھی یہی تطبیق زیادہ پسند ہے۔ واللہ اعلم"

②...... قبلہ رو پیشاب پاخانہ کی اجازت اور رخصت کا تعلق بیت الخلاء سے ہے جبکہ کھلی جگہ میں قبلہ رخ یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا جائز نہیں۔ (ع، ت)

الحمد لله رب العالمين أولا وآخرا، والصلوة والسلام على من بعثه الله مبشرا ونذيرا.





المراجع والمصادر

۱: الادب المفرد: للامام ابی عبد اللّٰہ محمد بن اسمٰعیل البخاری۔

۲: الازہار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ: للشیخ جلال الدین السیوطی۔

۳: الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الاخبار: للحافظ ابی بکر محمد بن موسی الحازمی۔

٤: الانساب: للحافظ ابی سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی۔

٥: البدایۃ والنہایۃ: للحافظ عماد الدین ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر الدمشقی۔

٦: تاریخ بغداد: للحافظ ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی۔

۷: تاریخ الاسلام: للحافظ شمس الدین ابی عبد اللّٰہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی۔

۸: تاریخ جرجان: للحافظ ابی القاسم حمزۃ السہمی۔

۹: التاریخ الکبیر: للامام ابی عبد اللّٰہ البخاری۔

۱۰: تاریخ واسط: لاسلم بن سہل المعروف ببحشل الواسطی۔

۱۱: التبیین لاسماء المدلسین: للحافظ برہان الدین ابی الوفاء ابراہیم بن محمد الحلبی سبط بن العجمی۔

۱۲: تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی: للشیخ المحدث ابی العلی عبد الرحمٰن المبارکفوری۔

۱۳: تذکرۃ الحفاظ: للحافظ شمس الدین ابی عبد اللّٰہ الذہبی۔

١٤: ترتیب صحیح ابن حبان: للامیر علاؤ الدین الفارسی، طبع ہند المجلد الاول فی دارالمعارف، بمصر بتحقیق الشیخ احمد محمد شاکر۔

١٥: الترغیب والترہیب: للحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری۔

١٦: تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الاربعۃ: للحافظ شہاب الدین ابی الفضل احمد بن حجر العسقلانی۔

١٧: تفسیر القرآن العظیم: للحافظ عماد الدین ابی الفداء ابن کثیر الدمشقی۔

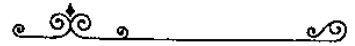
١٨: تقریب التہذیب: للحافظ ابی الفضل ابن حجر العسقلانی۔

١٩: تلخیص المستدرک للحاکم: للحافظ شمس الدین الذہبی۔

۲۰: تہذیب التہذیب: للحافظ شہاب الدین ابن حجر العسقلانی۔

۲۱: کتاب الثقات: للامام ابی حاتم محمد ابن حبان البستی۔

۲۲: الجرح والتعدیل: للامام ابی محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی الحنظلی۔



٢٣: جزء القراءة:للامام ابی عبد اللّٰہ البخاری .

٢٤: کتاب الجھاد:للامام الحافظ الزاھد المجاھد ابی عبد اللّٰہ بن المبارک الحنظلی المروزی .

٢٥: حاشیۃ ابن ماجۃ:للشیخ المحدث ابی الحسن محمد بن عبد الھادی السندی نزیل المدینۃ المنورۃ .

٢٦: حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء:للحافظ ابی نعیم احمد بن عبد اللّٰہ الاصبھانی .

٢٧: دیوان الضعفاء والمتروکین:للحافظ شمس الدین الذھبی .

٢٨: زوائد کتاب الذھد للامام احمد بن حنبل: لابنہ عبد اللّٰہ الامام الشیبانی .

٢٩: السنن المعروف بالمجتبیٰ:للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی .

٣٠: السنن:للامام ابی داود سلیمان بن الاشعث السجستانی .

٣١: السنن الجامع: للامام ابی عیسی محمد بن عیسی الترمذی .

٣٢: السنن: للامام ابی عبد اللّٰہ محمد بن یزید ابن ماجۃ القزوینی .

٣٣: السنن:للامام ابی الحسین عمر بن علی الدارقطنی البغدادی .

٣٤: السنن الکبری: للامام ابی بکر احمد بن الحسین البیھقی .

٣٥: کتاب السنۃ:للامام ابی بکر محمد ابن ابی عاصم الاصبھانی .

٣٦: شذرات الذھب فی اخبار من ذھب: للشیخ ابن العماد الحنبلی .

٣٧: شرح مسلم: للامام ابی زکریا شرف الدین یحیی النووی .

٣٨: شرح معانی الآثار: للامام ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی المصری .

٣٩: کتاب الشریعۃ: للامام ابی بکر محمد بن الحسین الآجری .

٤٠: الصحیح: للامام ابی عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاری .

٤١: الصحیح: للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری .

٤٢: الضعفاء: للامام ابی جعفر محمد بن عمرو بن موسٰی العقیلی .

٤٣: الطبقات الکبریٰ: للامام محمد بن عمرو بن سعد البغدادی .

٤٤: طبقات المدلسین: للحافظ ابن حجر العسقلانی .

٤٥: العبر فی خبر من غبر: للحافظ شمس الدین الذھبی .

٤٦: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: للشیخ العلامۃ بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینی .

٤٧: فتح الباری شرح صحیح البخاری: للحافظ ابن حجر العسقلانی .

٤٨: الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر للسیوطی: للشیخ یوسف النبھانی .

٤٩: الفوائد: للحافظ ابی القاسم تمام بن محمد الرازی .

٥٠: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: للشیخ محمد عبد الرؤف المناوی .
٥١: کتاب الاصنام: لابن المنذر محمد بن هشام الکلبی .
٥٢: کتاب العلم: للامام ابی خیثمة زهیر بن حرب النسائی .
٥٣: کتاب التوحید (الصغیر): للامام الائمة ابی بکر محمد بن اسحٰق ابن خزیمة النیسابوری السلمی .
٥٤: کتاب المجروحین: للامام ابی حاتم ابن حبان البستی .
٥٥: اللباب فی تهذیب الانساب: للحافظ عز بن ابن الاثیر .
٥٦: لسان المیزان: للحافظ ابی الفضل ابن حجر العسقلانی .
٥٧: المحلی: للامام الحافظ ابی محمد علی بن احمد ابن حزم الاندلسی .
٥٨: قیام اللیل للشیخ احمد بن علی بن عبد القادر المروزی .
٥٩: المستدرك علی الصحیحین: للامام ابی عبد اللّٰه محمد بن عبد اللّٰه الحاکم النیسابوری .
٦٠: المسند: للامام ابی داود سلیمان بن داوٗد الطیالسی .
٦١: المسند: للامام ابی بکر عبد اللّٰه بن الزبیر الحمیدی .
٦٢: المسند: للامام ابی عبد اللّٰه احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی .
٦٣: المسند: للامام ابی یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی .
٦٤: مسند الشامیین: للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی اللخمی .
٦٥: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الهیثمی .
٦٦: المصنف: للامام عبد الرزاق بن همام الحمیدی الصنعانی .
٦٧: المصنف: للامام ابی عبد اللّٰه بن محمد ابن ابی شیبة العبسی الواسطی الکوفی .
٦٨: معرفة علوم الحدیث: للامام ابی عبد اللّٰه محمد بن عبد اللّٰه الحاکم النیسابوری .
٦٩: معجم البلدان: الشیخ الادیب یاقوت الحموی .
٧٠: معجم المؤلفین: للشیخ عمر رضا کحالة .
٧١: المغنی: للحافظ شمس الدین الذهبی .
٧٢: المنتظم فی تاریخ الملوك والامم: للحافظ جمال الدین ابی الفرج عبد الرحمٰن ابن الجوزی .
٧٣: مفتاح الحاجة حاشیة ابن ماجة: للشیخ محمد عبد اللّٰه العلوی المحدث .
٧٤: المؤطا: للامام نجم الائمة ابی عبد اللّٰه مبارك بن انس الاصبحی المدنی .
٧٥: میزان الاعتدال فی نقد الرجال: للحافظ شمس الدین الذهبی .
٧٦: النهایة وهو کتاب الفتن والملاحم: للحافظ ابن کثیر .